إن في هذا لآية لأولي الأبصار

کشاف

۱۳۰۸

فی ترجمة

انصاف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

در مطبع مجتبائی واقع دهلی طبع گردید

کتب مندرجۂ ذیل کی سوائے بھی ہر قسم کی کتابین مطبع مجتبائی دہلی سے مل سکتی ہین

قرآن شریف اصح جلی قلم

متن حمائل و ترجمہ - یک ترجمہ اردو تحت لفظی شاہ رفیع الدین صاحب تحت متن و یک ترجمۂ فارسی شاہ ولی اللہ رحمہ بر حاشیہ ہند واہر آیہ مع فوائد بزبان اردو کاغذ رسمی حاشیہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی

قرآن شریف چار ترجمہ

دو ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ رحمہ و شیخ سعدی رحمہ و دو ترجمۂ اردو شاہ رفیع الدین صاحب رحمہ و شاہ عبد القادر صاحب رضا مع فوائد و شان نزول بر حاشیہ کاغذ سفید و خانی ہر دو خانہ شدہ مطبوعہ مجتبائی دہلی -

حمائل شریف معرّی و مترجم

جسکا اشتہار فی غلطی تین ایک اشرفی یا دس روپیہ نقد ہے - یہ حمائل شریف مختلف کاغذون پر نہایت عمدہ چھپی ہے ہر ایک کی قیمت جدا جدا ہے اور اسکی جلدین بھی ایسی عمدہ ساخت ولایتی بنوائی گئی ہین کہ جسکی مثل ہر جگہ بنا محالات سے تصور کیا جاتا ہے

تفسیر حقانی

بزبان اردو مطبوعہ مجتبائی دہلی - یہ نادر تفسیر سلیس اردو مین سات جلدون مین تمام ہوگی اسکی پانچ جلدین طبع ہو چکی ہین اور دو زیر طبع ہین -

اسمین مذاہب باطلہ کا رد - اور مخالفین و منکرین کے شکوک و شبہات کا جواب شافی دیا گیا ہے اور ترجمۂ قرآنی آج کل کے محاورہ کے موافق لکھا گیا ہے اور ترکیب نحوی کو بھی ہاتھ سے نہین دیا ہے ربط آیات اور شان نزول بروایات صحیحہ بیان کر کے آیات کا مطلب واضح کیا گیا ہے اور آیات کے متعلق نکات محققانہ و رموز صوفیانہ بھی بیان کیے ہین - اسی طرح ہر مقامات کا جغرافیہ اور نقشہ بھی دیا ہے اور کوئی قصہ رطب و یابس نہین لکھا - احادیث ہین تو مع سند اقوال سلف صالحین ہین تو مع حوالہ - اس طرز محققانہ طریقۂ اہل سنت و الجماعت کی پوری پوری پابندی کی ہے -

تفسیر جلالین مع کمالین

محشی بحواشی جدیدہ عربی مجتبائی - اس تفسیر کے اہتمام طبع مین مطبع نے کامل دو سال کی محنت کی ہے اول نسخ متعددہ قلمی و مطبوعہ فراہم کر کے اُن سے منقول عنہ کو صحیح کیا حواشی جو غلط اور منسوخ آجتک نقل ہوتے چلے آتے تھے خارج کیے گئے بجائے اُن کے حواشی مفیدہ جمل تفسیر کبیر مدارک بیضاوی وغیرہ سے لکھے گئے ہین

تفسیر رحمانی مصری در دو جلد

تفسیر خازن عربی مصری -

تفسیر بیضاوی

ایضاً بیضاوی شریف تا سورۂ بقر نہایت صحیح و خوشخط محشی بحواشی جدیدہ و شہاب خفاجی وغیرہ و نیز حواشی سابقہ مفیدہ بدستور زیر طبع مجتبائی -

تفسیر مدارک

تفسیر مظہری عربی قاضی ثناء اللہ رحمہ یہ اول منزل کی تفسیر ہے -

بخاری شریف احمدی

ایضاً مع حاشیہ سندھی مصری در دو جلد

قسطلانی شرح بخاری کامل عربی در دہ جلد کاغذ ولایتی چکنا -

صحیح مسلم مع نووی مطبوعہ سابق

ایضاً انصاری دہلی

نسائی شریف مع شرح زہر الربی نظامی

ابن ماجہ محشی فاروقی -

ابو داؤد محشی کشوری

مؤطا امام مالک محشی مجتبائی -

کشف المغطا ترجمہ مؤطا امام مالک

مشکوٰۃ شریف محشی مع اکمال نئے

اسماء الرجال تقطیع کلان مجتبائی

ترمذی شریف مع شمائل ترمذی نہایت صحیح و خوشخط - مجتبائی -

ما ثبت بالسنۃ مع ترجمہ اردو الموسوم بہدایۃ الحسنۃ زیر متن و بر حاشیہ حل لغات مطبوعہ مجتبائی - یہ کتاب بہی ایک عرصہ سے کمیاب تھی مطبع نے ترجمہ کے ساتھ بخط واضح جلی قلم بہت صحت کیساتھ طبع کی یہ کتاب حضرۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ کی تالیف ہے اسمین حدیثین ہین اور ہر مہینے کے فضائل اور واقعات بقیاد لکھے گئے ہین یہ کتاب عجیب و غریب اور مستغنی التوصیف ہے

منبہات ابن حجر عسقلانی مترجم اردو نظامی

طریقۃ النجاۃ فی ترجمۃ صحاح من المشکوٰۃ بزبان اردو تا حصہ چہارم - ان رسالون مین صحیح حدیثین مشکوٰۃ کی عام فہم اُردو مین ترجمہ ہو کر طبع کی گئی ہین جسمین کل مسائل ضروری درج ہین -

مشارق الانوار مترجم اُردو -

تسخیر شرح چہل حدیث منظوم مجتبائی

اصول شاشی محشی بحواشی جدیدہ یہ کتاب بہت مسخ تھی اور بہت غلطی قلم سے لوگون نے چھاپا تھا مطبع نے اسکو اہتمام بلیغ سے بہت صحیح کر کے مجلا جلی چھاپا اور حواشی جدید مفیدہ پیراستہ کر کے پیشکش ناظرین کیا

اِنَّ فِی هٰذِهِ لَآيَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ۱۳۰۸ھ

کشف الغطا ۱۳۰۸

فی ترجمة

المصفی

تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی رحمۃ اللہ

در مطبع مجتبائی واقع دہلی طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفے — بعد حمد و صلوۃ احقر محمد حسن صدیقی نانوتوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ ارباب علم کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ رسالہ انصاف فی بیان سبب الاختلاف مؤلفہ حضرت قطب ربانی شیخ المشایخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کا ترجمہ اردو مین حسب فرمایش عزیز ازجان مولوی عبد الاحد سلمہ اللہ الصمد زبان عربی سے کیا گیا ہر چند اسکا ترجمہ پہلے کئی بار ہوا مگر کوئی مترجم تو رسالہ کا مطلب ہی نہین سمجھا اور اگر کوئی سمجھا ہی تو کاتب نے اصل اور ترجمہ میں سے سطرین کی سطرین غائب کردین اور باین ہمہ کسینے نہ مطالب مختلفہ کو علیحدہ کیا نہ اون احادیث کو لکھا جنکی تلمیح رسالہ مذکور مین تھی اور جنپر سمجھنا مطلب کا منحصر تھا غرض رسالہ مذکور کہ مثل معما تھا باوجود ترجمہ کے بھی چیستان ہی رہا اس لئے اس احقر نے ترجمہ نہایت سلیس بامحاورہ کیا اور مطالب مختلفہ کو ایک دوسرے سے جدا کیا اور جہان تلمیحات تھین حاشیہ پر اونکی توضیح کی اور جہان عبارت مین اشکال تھا اوسکی تشریح کی چنانچہ یہ سب امور ناظرین کو دیکھنے سے معلوم ہونگے اور چونکہ عربی کا کوئی رسالہ صحیح میسر نہوا اسلئے عبارت کی درستی مین نہایت دقت ہوئی بہرحال اپنی دانست مین کوئی دقیقہ تصحیح اور تسہیل مین نہین چھوڑ رکھی کہ عبارت عربیہ مین رموز ضمایر و عطف بھی بنا دیے اور نیز ترجمہ رسالہ مین ایک فہرست مضامین لگادی ہے کہ ناظرین کو صرف فہرست دیکھکر مضامین رسالہ ہذا پر واقفیت مجملاً ہوجاوے۔ عوام مقلدین ہندوستان کے لئے یہ رسالہ ایک حجت بالغہ ہی اور اس ترجمہ کا نام کشاف اور یہی اوسکی صفت ہی اور قطعہ تاریخ ختم یہ ہے

جس گھڑی یہ ترجمہ پورا ہوا + جسکا ہر مطلب نہایت صاف ہی
مصرع تاریخ ہاتف نے کہا + ترجمہ انصاف کا کشاف ہی

والحمد للہ اولا و اخرا ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم — وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ وصحابہ اجمعین

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی بعث سیدنا محمدا
صلوات الله علیه الی الناس لیکون
هادیا الی الله باذنه وسراجا منیرا
ثم الهم الصحابة والتابعین والفقهاء
المجتهدین ان یحفظوا اسرار نبیهم طبقة
بعد طبقة الی ان یوذن الدنیا بانقضاء
لیتم نعمته وکان علی ما یشاء قدیرا واشهد
ان لا اله الا الله وحده لا شریک له
واشهد ان سیدنا محمدا
عبده ورسوله الذی
لا نبی بعده صلی الله علیه
وآله واصحابه
اجمعین

اما بعد فیقول الفقیر الی رحمة الله الکریم
ولی الله بن عبد الرحیم اتم الله تعالی علیه
نعمه فی الاولی والاخری ان الله تعالی القی
فی قلبی وقتا من الاوقات میزانا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفین اوس خدائی پاک کو سزاوار ہین جسنے
ہمارے سردار محمد صلعم کو آدمیونکے پاس بھیجا تا کہ آپ اوسکے
حکم سے خدائے تعالی کی طرف ہادی اور چراغ روشن بنین
پھر صحابہ اور تابعین اور فقہائے مجتہدین کے دل مین ڈالا
کہ اپنے پیغمبر کے اسرار شریعت کو ہر ایک طبقہ مین نگاہداشت
کرین یہانتک کہ دنیا ہو چکی تا کہ خدائے کریم اپنی نعمت کو
پورا کرے اور وہ ہر چیز پر کہ چاہے قادر ہے اور مین گواہی
دیتا ہون کہ کوئی معبود برحق سوائے خدا کے نہین
وہ اکیلا ہے کوئی اوسکا شریک نہین اور گواہی
دیتا ہون کہ ہمارے سردار محمد صلعم اوسکے بندہ اور ایسے
رسول ہین کہ کوئی نبی آپ کے بعد نہین خدائے تعالے
اون پر اور اونکی سب آل واصحاب پر رحمت کامل
فرماوے —

بعد حمد وصلوۃ کے رحمت خدای کریم کا محتاج یعنی ولی اللہ
ابن عبد الرحیم کہ خدائے تعالی اون دونون پر اپنی
نعمتین دنیا اور آخرت مین پوری کرے کہتا ہے
کہ اللہ تعالے نے میرے دل مین ایک وقت ایسی میزان ڈالی

اعرف به سبب كل اختلاف وقع في الملة المحمدية على صاحبها الصلوات والتسليمات واعرف به ما هو الحق عند الله وعند رسوله ومكني من ان ابين ذلك بيانا لا يبقى معه شبهة ولا اشكال ثم سئلت عن سبب اختلاف الصحابة ومن بعدهم في الاحكام الفقهية خاصة فانتدبت لبيان بعض ما فتح علي ساعتئذ بقدر ما يسعه الوقت ويحيط به السائل فجاءت رسالة مفيدة في بابها وسميتها الانصاف في بيان سبب الاختلاف وحسبي الله ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

باب اسباب اختلاف الصحابة والتابعين في الفروع

اعلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن الفقه في زمانه الشريف مدونا ولم يكن البحث في الاحكام يومئذ مثل البحث من هولاء الفقهاء

جس سے جو جو اختلاف کہ ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم مین واقع ہوئے ہر ایک کا سبب سمجھلون اور جس سے وہ بات کہ خداے تعالے اور اوسکے رسول کے نزدیک حق ہے پہچان لون اور نیز خداے کریم نے مجھکو قوت دی کہ اس باتکو ایسی طرح سے بیان کرون کہ کوئی شبہہ و اشکال نرہے پھر مجسے حال اختلاف صحابہ اور اونکے بعد کے لوگونکا خاص احکام فقہی مین سبب دریافت کیا گیا مین نے بقدر گنجایش وقت اور سائل کے یاد کرلینے کے بعض امور کا بیان جو اوسوقت مجھ پر منکشف ہوئے منظور کیا جس سے ایک رسالہ مفید اس باب مین ہوگیا اور اسکا نام مین نے انصاف فی بیان سبب الاختلاف رکھا خداے تعالیٰ مجکو کافی اور اچھا ذمہ دار ہے اور نہین ہی طاقت گناہ سے بچنے کی اور نہ قوت عبادت کرنیکی بجز مدد خداے بزرگ برتر کے۔

باب[1] اون سببون کے بیان مین جن سے صحابہ اور تابعین فروع مین مختلف ہوئے۔

جاننا چاہیے کہ فقہ رسول خدا صلعم کے زمانہ مبارک مین لکھی نہین گئی تھی اور اس وقت احکام مین ایسی بحث نہ تہی جیسے یہ فقہا کرتے ہین کہ اپنی نہایت

[1] ف اس رسالہ مین پانچ باب مین مؤلف علیہ الرحمہ نے تعداد نہین لکھی مترجم نے ہر باب پر نمبر شمار کر دیا ۱۲

حيث يثبتون باقصى جهدهم الاركان
والشروط والاداب كل شئ ممتازا
عن الآخر بدليله ويفرضون الصور
ويتكلمون على تلك الصور المفروضة
ويحدون ما يقبل الحد ويحصرون
ما يقبل الحصر الى غير ذلك من صنايعهم
اما رسول الله صلعم فكان يتوضاء ويرى
الصحابة وضوئه فياخذون به من
غير ان يبين ان هذا ركن وذلك
ادب وكان يصلى فيرون صلوته
فيصلون كما راوه يصلى وحج فرمق
الناس حجه ففعلوا كما فعل وهذا
كان غالب حاله صلعم ولم يبين ان فروض
الوضوء ستة او اربعة ولم يفرض انه
يحتمل ان يتوضاء انسان بغير موالاة حتى يحكم
عليه بالصحة او الفساد الا ما شاء الله و
قلما كانوا يسألونه عن هذه الاشياء عن ابن
عباس قال ما رايت قوما كانوا خيرا من اصحاب
رسول الله صلعم ما سألوه الا عن ثلث
عشرة مسئلة حتى قبض كلهن فى القرآن
منهن يسئلونك عن الشهر الحرام

کوشش سے ارکان اور شرطین اور آداب ہر چیز
کے ایک دوسرے سے جدا دلیل سے ثابت کرتی ہین
اور صورتین مسائل کی فرضی مقرر کرکر ان فرضی صورتون
پر بحث کرتے ہین اور جو چیز قابل حد ہی اوسکی حد اور
جو لایق حصر ہی اوسکا حصر بیان کرتے ہین اسیطرحکی
اور باتین کرتے ہین حالانکہ رسول خدا صلعم کا یہ حال تھا
کہ وضو فرماتے اور صحابہ کو اپنا وضو کرنا دکھلاتے وہ لوگ
اوسیکو اختیار کرتے یہ نہ تھا کہ آپ بیان فرمائین کہ یہ
فعل رکن ہی اور یہ ادب ہے اور آپ نماز پڑہتے اور صحابہ
آپکی نماز دیکھتے اور خود ویسی ہی پڑہتے جیسے آپکو پڑہتے
دیکھتے اور آپنے حج کیا اور لوگون نے آپکا حج دیکھا انہون
نے ویسا ہی کیا جیسا آپنے کیا غرض کہ آپکا غالب حال
یہی تھا آپنے یہ بیان نہین کیا کہ وضو کے فرض چھہ ہین
یا چار اور نہ یہ بات فرض کی کہ ہوسکتا ہی کہ کوئی آدمی
بدون پیلے پے دہونے اعضا کے وضو کرے تاکہ اوسپر حکم صحت
یا فساد وضو کا کیا جاے مگر کہین کہین کچھ بیان فرما بھی دیا
اور صحابہ آپ سے ان باتونکو کم پوچھتے تھے چنانچہ ابن عباسؓ
سے مروی ہی کہ انہون نے کہا کہ مینے کوئی قوم نہین دیکھی
جو اصحاب رسول صلعم سے بہتر ہو اون لوگون نے آپکی وفات تک
آپسے حرف تیرہ مسئلے پوچھے کہ قرآن مین سارے مذکور ہین
انہین سے ایک یہ ہی یسئلونک عن الشہر الحرام

فقال فيه ويسئلونك عن المحيض
قال ما كانوا يسألون الا عما ينفعهم
قال ابن عمر لا تسأل عما لم يكن فاني
سمعت عمر بن الخطاب يلعن من سأل
عما لم يكن قال القاسم انكم (ابن محمد بن ابی بکرؓ ۱۲)
تسألون عن اشياء ما كنا
نسئل عنها وتنقرون عن اشياء
ما ادري ما هي ولو علمناها ما حل
لنا ان نكتمها عن عمر بن اسحاق
قال لمن ادركت من اصحاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم
اكثر مما سبقني منهم فما رايت
قوما ايسر سيرة ولا اقل
تشددا منهم وعن عبادة
ابن بسر الكندي سُئل
عن امرءة ماتت مع قوم
ليس لها ولي فقال ادركت اقواما
ما كانوا يشددون تشديدكم
ولا يسئلون مسائلكم
اخرج هذه الآثار الدارمي

فقال فیہ یعنی تجھسے پوچھتے ہین ماہ حرام مین لڑنے
کا حال اور ایک یہ ہی ویسئلونک عن المحیض یعنے
اور تجھسے پوچھتے ہین حیض کا حال۔ ابن عباسؓ
کہتے ہین کہ وہ لوگ نہ پوچھتے تھے مگر وہی بات جو
اونکو مفید ہو۔ ابن عمرؓ کہتے ہین کہ جو بات ابھی ہوئی
نہین اوسکو مت پوچھ کیونکہ مینے عمر بن خطابؓ سے
سنا ہی کہ لعنت کرتے تھے اُس آدمیکو کہ بے ہوئی بات
پوچھی۔ قاسم کہتے ہین کہ تم ایسی چیزین پوچھتے ہو
کہ ہم اونکو نہ پوچھتے تھے اور ایسی چیزونکی تفتیش کرتے ہو
کہ مجھے معلوم نہین کہ کیا ہی اور اگر ہم انکو جان لیتے
تو اونکا چھپانا ہمکو حلال نہین۔ عمر بن اسحٰق سے روایت
ہی کہ انہون نے کہا کہ جتنے اصحاب رسول خدا صلعم مجھسے
پیشتر ہو چکے ہین اُنسے زیادہ کو مینے دیکھا ہی مینے
کوئی قوم نہین دیکھی کہ اونکی نسبت سیر مین سہل تر
اور شدت مین کمتر ہو۔ اور عبادہ بن بسر کندی سے مروی ہے
کہ اُنسے کسی نے حال ایک عورت کا پوچھا جو
ایسے لوگون مین مری کہ اوسکا کوئی ولی یعنے
نہلانے والا نہو عبادہ نے کہا کہ مینے ایسے لوگون کو
پایا ہی کہ وہ تم جیسا تشدد نکرتے تھے اور نہ تمہارے
طرح مسائل پوچھتے تھے ان سب آثار کو دارمی نے
روایت کیا ہے

۵ حدیث شریف مین ہی کہ جس کسی سے علم کی بات پوچھی جاوے جسکو وہ جانتا ہو پھر

۶ چھپاوے یعنی بیان نکرے تو اسکے منہ مین قیامت کو آگ کی لگام دیا جاویگا رواہ الترمذی وابوداؤد وغیرہما ۱۲ ۱۲ ۱۲

وكان صلى الله عليه وسلم يستفتيه
الناس فى الوقائع فيفتيهم ويرفع اليه
القضايا فيقضى فيها ويرى الناس
يفعلون معروفا فيمدحه او منكرا فينكر
عليه وكل ما افتى به مستفتيا وقضى به
فى قضية او انكره على فاعله كان
فى الاجتماعات ولذلك كان الشيخان
ابو بكر وعمر اذا لم يكن لهما علم فى المسئلة
يسئلان الناس عن حديث رسول الله
صلى الله عليه وسلم وقال ابو بكر رض ما سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال فيها شيئا يعنى الجدة وسأل الناس
فلما صلى الظهر قال ايكم
سمع رسول الله صلى الله عليه
وسلم فى الجدة شيئا فقال
المغيرة بن شعبة انا قال ماذا
قال اعطاها رسول الله صلى الله عليه وسلم
سدسا قال ايعلم ذلك احد غيرك فقال محمد
ابن مسلمة صدق فاعطاها ابو بكر السدس وقصة
سؤال عمر الناس فى الغرة ثم رجوعه الى
خبر مغيرة وسؤاله اياهم فى الوباء

اور آنحضرت صلعم کا دستور تھا کہ لوگ واقعات مین آپسے
فتوی پوچھتے آپ اونکو فتوی دیتے اور آپکی حضور مین
مقدمے پیش ہوتے آپ انمین فیصلہ فرماتے اور لوگونکو
اچھا کام کرتے دیکھکر اوس کام کی مدح فرماتے یا بری بات
کرتے دیکھتے تو اوسکا انکار کرتے اور جب کبھی فتوی پوچھنے والے
کو فتوے دیتے اور کسی معاملہ مین فیصلہ فرماتے یا برے
کام کرنے والے پر اوسکے کام کا انکار کرتے یہ سب باتین مجمع مین
ہوتین اور اسیوجہ سے شیخین یعنے ابو بکر صدیق اور عمر فاروق
کو جب کسی مسالہ مین علم نہوتا تو لوگونسے حدیث رسول خدا
صلعم کا حال پوچھتے چنانچہ ابو بکر صدیق رض نے جدہ
کے باب مین کہا کہ مینے رسول خدا صلے الله علیه وسلم
سے نہین سنا کہ آپنے اوسکے حصہ کے باب مین کچھ فرمایا ہو
اور لوگونسے پوچھونگا یعنی جب ظہر پڑھ چکے تو کہا کہ تم مین سے کسی نے
رسول خدا صلعم سے جدہ کے بارہ مین کچھ سنا ہے مغیرہ بن شعبہ نے
کہا کہ مینے سنا ہے حضرت صدیق نے کہا کہ کیا سنا ہے مغیرہ نے
کہا کہ رسول خدا صلعم نے جدہ کو چھٹا حصہ دیا ہے آپنے کہا کہ
اسکو تیرے سوا کوئی اور جانتا ہے محمد بن مسلمہ انصاری رض
نے کہا کہ مغیرہ نے سچ بیان کیا غرض کہ ابو بکر صدیق نے یہ حدیث سنکر
جدہ کو چھٹا حصہ دیا۔ اور پوچھنا عمر فاروق رض کا لوگون سے
غرہ کے باب مین یعنی خونبہائی بچہ شکم مین پھر رجوع
کرنا مغیرہ کی خبر پر۔ اور نیز دریافت کرنا وبا کے باب مین

ثم رجوعه الى خبر عبد الرحمن ابن عوف وكذا رجوعه في قصة المجوس الى خبره وسرور عبد الله بن مسعود بخبر معقل بن يسار لما وافق رايه وقصة رجوع ابي موسى عن باب عمر وسواله عن الحديث وشهادة ابي سعيد له وامثال ذلك كثيرة معلومة مروية في الصحيحين والسنن وبالجملة فهذه كانت عادته الكريمة صلى الله عليه وسلم فراى كل صحابي ما يسره الله له من عباداته وفتاواه واقضيته فحفظها وعقلها وعرف لكل شئ وجها من قبل حفوف القرائن به فحمل بعضها على الاباحة وبعضها على الاستحباب وبعضها على النسخ لامارات وقرائن كانت كافية عنده ولم يكن العمدة عندهم الا وجدان الاطمينان والثلج من غير التفات الى طرق الاستدلال كما ترى الاعراب يفهمون مقصود الكلام فيما بينهم ويثلج صدورهم بالتصريح والتلويح والايماء من حيث لا يشعرون

پھر رجوع کرنا خبر عبدالرحمن بن عوف پر اور نیز اُن کا رجوع کرنا قصہ مجوس مین خبر عبدالرحمن پر اور خوش ہونا عبداللہ بن مسعود کا معقل بن یسار کی خبر سے جب ابن مسعود کی رائے خبر مذکور کی موافق ہوئے اور واپس جانا ابو موسیٰ اشعری کا عمر فاروق کے دروازہ سے اور پوچھنا فاروق کا اوس حدیث کو جس کے ڈر سے ابو موسیٰ ہٹ گئے اور گواہی دینا ابو سعید کا ابو موسیٰ کی حدیث پر اور ان جیسی روایتین بہت معروف ہین کہ صحیحین اور سنن مین مذکور ہین غرض کہ عادت مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ تھی —

اور ہر صحابی نے آپکی عبادات اور فتاوی اور فیصلون سے وہ امر دیکھا جو خدا تعالے نے اوسکو میسر کیا اور اوسکو یاد رکھا اور سمجھا اور بسبب اجتماع قرائن کے ہر چیز کی وجہ پہچانی بعض کو اباحت پر محمول کیا اور بعض کو استحباب پر اور بعض کو نسخ پر اون ہی علامات اور قرینون سے کہ اوسکے پاس کافی تھے اور اون لوگونکے پاس سوا اطمینان دل اور تسکین خاطر کی کوئی چیز عمدہ نتھی استدلال کے طریقون پر التفات نتھا جیسے کہ اعراب کو دیکھتے ہو کہ مقصود کلام باہمی سمجھ لیتے ہین اور تصریح اور کنایہ اور اشارہ سے اُن کے دلون کو ایسی طرح تسکین ہوجاتی ہی کہ انکو خبر بھی نہین ہوتی

۱ حضرت فاروق رض مجوس سے جزیہ نہ لیتے تھے عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ آنحضرت صلعم ہجر کے مجوس سے جزیہ لیتے تھے اس حدیث کو سنکر حضرت عمر نے مجوس پر جزیہ دینے کا حکم کیا ۱۲ رواہ البخاری وابوداود

۲ مسئلہ عقل حال صفحہ نو مین مذکور ہوا ۱۲

۳ ابو موسیٰ اشعری حضرت عمر کے پاس گئے اور دروازہ پر تین دفعہ اجازت چاہی جب کچھ جواب نہ ملا لوٹ گئے حضرت عمر رض نے کام سے فارغ ہوئے پوچھا کہ ابو موسیٰ کی آواز سنی تھی انکو اجازت دو وہ دروازہ پر نہ ملے انکو بلوا کر سبب لوٹ جانے کا پوچھا انہون نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تین بار اجازت مانگو اگر اجازت نہ ملے تو پھر جاؤ اس لئے مین چلا گیا حضرت عمر نے اس حدیث پر گواہ مانگا ابو سعید نے گواہی دی رواہ البخاری مفصلا ۱۲

فانقضى عصره الكريم
وهم على ذلك

ثم انهم تفرقوا فی البلاد وصار
كل واحد مقتدى ناحية من النواحى
فكثرت الوقائع ودارت المسائل
فاستفتوا فيها فاجاب كل واحد حسب
ما حفظه او استنبطه وان لم يجد
فيما حفظه واستنبطه ما يصلح للجواب
اجتهد برأيه وعرف العلة التى
ادار رسول الله صلى الله عليه وسلم عليها
الحكم فی منصوصاته فطرد الحكم
حيث ما وجدها لا يألو جهدا فی موافقة
غرضه عليه الصلوة والسلام فعند
ذلك وقع الاختلاف بينهم على ضروب
منها ان صحابيا سمع حكما فی قضية
او فتوى ولم يسمعه الآخر فاجتهد برأيه
فی ذلك وهذا على وجوه احدها ان يقع
اجتهاده موافق الحديث مثاله ما رواه
النسائی وغيره ان ابن مسعود سئل عن امرأة
مات عنها زوجها ولم يفرض لها فقال لم ار رسول الله
صلعم يقضى فی ذلك فاختلفوا عليه شهرا

حاصل یہ کہ عہد مبارک آنحضرت صلعم کا ہو چکا اور وہ
لوگ اسی حال پر قائم رہے۔

پھر وہ لوگ شہر و زمین منتشر ہوئے اور اون مین سے
ہر ایک شخص پیشوا ایک طرف کا ہو گیا اور بہت سی معاملات
اور مسائل واقع ہوئے جن مین اُنسے فتوی پوچھا گیا
اور ہر ایک نے مطابق اپنی یادداشت یا استنباط
کے جواب دیا اور اگر اپنی یادداشت اور استنباط مین
ایسی بات نپائی جو قابل جواب ہو تو اسصورت مین
اپنی راے سے اجتہاد کیا اور اوس علت کو معلوم کیا
جسپر رسول اللہ صلعم نے اپنی صریح ارشادون مین حکم دائر
کیا تھا اور جس جگہ اوس علت کو پایا وہان حکم عام کیا اور آنحضرت
صلعم کی غرض کے موافق ہونے مین کچھ کوتاہی نہین کی
پس اسوقت اختلاف اُن لوگون مین کئی طرح پر ہو گیا ایک
یہ کہ ایک صحابی نے کوئی حکم کسی معاملہ مین یا استفتا مین سنا
اور دوسرے نے وہ حکم نہین سنا اوسنے اوس باب مین اپنی راے
سے اجتہاد کیا اور یہ بھی کئی طور پر ہوا۔ اول یہ کہ اوسکا
اجتہاد موافق حدیث کے ہوا اوسکی مثال یہ ہی کہ نسائی
وغیرہ نے روایت کیا کہ ابن مسعود سے حال اوس عورت
کا پوچھا گیا جسکا شوہر مر گیا اور اوسکا مہر مقرر نہین کیا تھا
ابن مسعود نے کہا کہ مینے رسول خدا صلعم کو اس معاملہ مین حکم
دیتے نہین دیکھا لوگ ابن مسعود کے پاس مہینا بھر پھرا کئے

والحوا فاجتهد برائه وقضى بان لها
مهر نسائها لا وكس ولا شطط وعليها
العدة ولها الميراث فقام معقل بن
يسار فشهد بانه صلى الله عليه وسلم قضى
بمثل ذلك فى امرأة منهم ففرح
بذلك ابن مسعود فرحة لم يفرح
مثلها قط بعد الاسلام وثانيها ان يقع
بينهما المناظرة ويظهر الحديث بالوجه
الذى يقع به غالب الظن فيرجع
عن اجتهاده اولا الى المسموع مثاله
ما رواه الائمة من ان ابا هريرة رضى
كان من مذهبه انه من اصبح
جنبا فلا صوم له حتى اخبرته
بعض ازواج النبى صلى الله
عليه وسلم بخلاف مذهبه
فرجع وثالثها ان يبلغه الحديث
ولكن لا على الوجه الذى يقع
به غالب الظن فلم يترك
اجتهاده بل طعن فى الحديث
مثاله ما رواه اصحاب الاصول من
ان فاطمة بنت قيس شهدت عند عمر بن الخطاب

اور جواب مسالہ کے لئے اصرار کیا تب اونھون نے
اپنی رائے سے اجتہاد کرکے حکم کیا کہ اوس عورت کو مہر
مثل بلا کم وبیش چاہیئے اور اوسکا عدت مین بیٹھنا
ضروری ہی اور شوہر کے مال مین سے میراث کی مستحق ہی ۔
معقل بن یسار کھڑے ہوے اور گواہی دی کہ آنحضرت صلعم
نے ایسا ہی حکم ہمارے قبیلہ کے ایک عورت یعنی بروع
بنت واشق کے حق مین فرمایا تھا اس بات کے سننے
سے ابن مسعود ایسے خوش ہوے کہ مسلمان ہونے کے بعد کبھی
ایسے خوش نہوے تھے ۔ دوسرے یہ کہ دو شخصون مین مناظرہ ہوا
اور حدیث ایسی طرح پر ظاہر ہوئی جس سے غلبہ ظن ہو گیا
اور مجتہد نے اپنے پچھلے اجتہاد سے رجوع کرکے حدیث مسموع
کو اختیار کیا اوسکی مثال یہ ہی کہ ایمہ حدیث روایت کرتے ہین
کہ مذہب ابو ہریرہؓ کا یہ تھا کہ جو شخص حالت جنابت مین
صبح کرے تو اوسکا روزہ نہین ہوتا یہان تک کہ
بعض ازواج پیغمبر صلعم نے اونکو اونکے مذہب کے خلاف
حدیث سنائی انہون نے اپنے مذہب سے رجوع کیا
تیسرے یہ کہ مجتہد کو حدیث پہونچی لیکن نہ اسطرح
کہ اوس سے ظن غالب ہو لہذا مجتہد نے اپنا اجتہاد
نچھوڑا بلکہ حدیث مین طعن کیا اوسکی مثال یہ ہی
کہ اصحاب اصول روایت کرتے ہین کہ فاطمہ بنت
قیس نے عمر فاروق کی خدمت مین گواہی دی

له یعنی حضرت عائشہ اور [illegible] نے بیان کیا کہ آن حضرت صلعم [illegible] حالت جنابت مین صبح کرکے [illegible] روزہ رکھتے [illegible]

۱۰

سه [illegible] بخاری و مسلم وغیرہ مین [illegible]

بانها كانت مطلقة الثلاث
فلم يجعل لها رسول الله صلى الله عليه
وسلم نفقة ولا سكنى فردشهادتها وقال
لا نترك كتاب الله بقول امراة لا ندرى
اصدقت ام كذبت لها النفقة والسكنى
وقالت عائشة رض ما لفاطمة الا تتقى الله
تعني في قولها لا سكنى ولا نفقة
ومثال الاخر روى الشيخان انه كان
من مذهب عمر بن الخطاب ان التيمم
لا يجزئ الجنب الذي لا يجد ماء فروى
عنده عمار انه كان مع رسول الله صلعم
في سفر فاصابته جنابة ولم يجد
ماء فتمعك في التراب فذكر ذلك
لرسول الله صلعم فقال رسول الله صلعم
انما كان يكفيك ان تفعل هكذا وضرب
بيديه الارض فمسح بهما وجهه ويديه
فلم يقبل عمر ولم ينهض عنده حجة
لقادح خفي راه فيه حتى استفاض الحديث
في الطبقة الثانية من طرق كثيرة واضمحل
وهم القادح فاخذوا به ورابعها
ان لا يصل اليه الحديث اصلا

کہ مجھکو تین طلاق دی گئے تھے رسول خدا صلعم نے میری
لئے نفقہ ٹھہرایا نہ رہنے کا مکان عمر فاروق نے اسکی گواہی
کو نہ مانا اور فرمایا کہ ہم حکم قرآن کو نہیں چھوڑتے ایک
ایسی عورت کے کہنے سے کہ ہم نہیں جانتے کہ اوسنے سچ کہا
یا جھوٹ بولا تین طلاق والی عورت کو نفقہ بھی ہی اور رہنے
کا مکان بھی اور عائشہ صدیقہ رض نے کہا کہ فاطمہ کو کیا ہو گیا
کیا وہ خدا سے نہیں ڈرتی یعنے اپنے اس کہنے سے کہ مسکن
اور نفقہ نہیں چاہئی مطلقہ ثلثہ کو۔ اور دوسری مثال
یہ ہی کہ بخاری اور مسلم نے روایت کیا کہ مذہب عمر فاروق رض
کا یہ تھا کہ تیمم شخص جنب کو کہ پانی نہ پاوے کافی نہیں عمار بن
یاسر نے اونکے سامنے بیان کیا کہ مین رسول اللہ صلعم کے ساتھ
سفر مین تھا مجھکو نہانے کی حاجت ہوئی اور پانی نہ ملا مین خاک
مین لوٹا اور اس حال کو رسول خدا صلعم کی خدمت مین عرض کیا
آپنے فرمایا کہ تجھکو صرف یون کر لینا کافی تھا اور آپنے دونون ہاتھ
زمین پر مارے اور اپنے چہرہ اور دونون ہاتھون پر مل لئے
عمر فاروق نے اس روایت کو پذیرا نکیا اور بوجہ کسی پوشیدہ
طعن کے جسکو انہونے اس حدیث مین دیکھا اونکے
نزدیک یہ روایت حجت نہ ٹھہری یہان تک کہ دوسرے
طبقہ مین حدیث مذکور بہت طریق سے مشہور ہوئی اور
وہم طعن کا سست پڑ گیا اور لوگون نے اوس حدیث
پر عمل کیا۔ چوتھے یہ کہ حدیث مجتہد کو مطلق نہ پہونچے

[illegible] اور اوسکے بعد فرمایا فانفقوا علیهن [illegible] نفقہ دینا ثابت ہے

مثاله ما اخرج مسلم ان ابن عمر
كان يامر النساء اذا اغتسلن ان
ينقضن رؤسهن فسمعت عائشة
بذلك فقالت يا عجبا لابن عمر هذا يامر
النساء ان ينقضن رؤسهن افلا
يامرهن ان يحلقن رؤسهن لقد كنت
اغتسل انا ورسول الله صلعم من اناء
واحد وما ازيد على ان افرغ على
راسي ثلث افراغات ومثال اخر ما ذكره الزهري
من ان هندا لم تبلغها رخصة رسول الله صلعم
في المستحاضة فكانت تبكي لانها كانت لا تصلي
ومن تلك الضروب ان يرى
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فعل فعلا فحمله بعضهم على القربة
وبعضهم على الاباحة مثاله ما رواه
اصحاب الاصول في قضية التحصيب
اى النزول بالابطح عند النفر نزل
رسول الله صلى الله عليه وسلم به فذهب
ابو هريرة وابن عمر الى انه على وجه القربة
فجعلاه من سنن الحج وذهب
عائشة و ابن عباس

اوسکی مثال یہ ہی کہ مسلم نے روایت کیا کہ ابن عمر عورتونکو
حکم کرتے تھے کہ جب نہائین اپنے سر کے بال کھول
ڈالین عائشہ صدیقہ رض نے یہ بات سنی اور کہا کہ تعجب ہی
ابن عمر سے کہ عورتون کو سر کھولنے کے لئے حکم کرتے ہیں
یہ کیون نہیں کہتے کہ عورتین اپنے سر منڈوالین مین
اور رسول اللہ صلعم ایک برتن سے نہاتے مین اس سے زیادہ
کچھہ نکرتے کہ اپنے سر پر تین بار پانی بہاتے یعنی بدون
سر کھولنے کے ۔ دوسری مثال یہہ ہی کہ زہری
نے ذکر کیا ہی کہ ہند کو رسول خدا صلعم کی اجازت
مستحاضہ کے باب مین نہ پہنچی تھی وہ اسلئے رویا کرتی
کہ نماز نہ پڑہتی تھین ۔
دوسری طرح اختلاف کی یہ ہے کہ صحابہ نے
رسول خدا صلعم کو دیکھا کہ آپ نے کوئی کام کیا تو
بعض صحابہ نے اوس فعل کو عبادت پر محمول کیا
اور بعض نے اباحت پر اوسکے مثال یہہ ہی کہ
اصحاب اصول نے منی سے چلکر ابطح کے اترنے
کے باب مین ذکر کیا کہ رسول خدا صلعم ابطح مین
اترے تو ابو ہریرہ اور ابن عمر رض اسطرف گئے کہ یہ
اترنا بوجہ عبادت تھا اس لیئے اس اترنے
کو حج کی سنتون سے ٹھرایا اور عائشہ صدیقہ
اور ابن عباس کی یہ رائے ہوئی

الی انه کان علی وجه الاتفاق ولیس من السنن
ومثال اخر ذهب الجمهور الی ان الرمل فی
الطواف سنة وذهب ابن عباس الی انه انما
فعله النبی صلعم علی سبیل الاتفاق لعارض عرضه
وهو قول المشرکین حطمهم حمی یثرب ولیس بسنة
ومنها اختلاف الوهم فی التعبیر مثاله
ان رسول الله صلعم حج فرأه الناس
فذهب بعضهم الی انه کان متمتعا
وبعضهم الی انه کان قارنا وبعضهم
الی انه کان مفردا مثال اخر اخرج ابو داؤد
عن سعید بن جبیر انه قال قلت لعبد الله بن
عباس یا ابا العباس عجبت لاختلاف اصحاب
رسول الله صلعم فی اهلال رسول الله صلعم حین اوجب
فقال انی لاعلم الناس بذلك انها انما کانت
من رسول الله صلعم حجة واحدة فمن هناك
اختلفوا خرج رسول الله صلعم حاجا فلما صلی
فی مسجد ذی الحلیفة رکعتیه اوجب فی مجلسه
واهل بالحج حین فرغ من رکعتیه فسمع ذلك منه
اقوام فحفظته عنه ثم رکب فلما استقلت به
ناقته اهل وادرك ذلك منه اقوام وذلك
ان الناس انما کانوا یأتون ارسالا
فسمعوه حین استقلت به ناقته

کہ یہ اترنا بطور اتفاق تھا سنت حج نہین - دوسری
مثال یہ ہی کہ جمہور کہتے ہین کہ رملؓ طواف مین سنت ہی
اور ابن عباسؓ کہتے ہین کہ پیغمبر صلعم نے یہ رمل بطور اتفاق
اوس سبب سے کیا جو آپکو پیش ہوا یعنی مشرکون کا یہ کہنا کہ
مدینہ کی تپ نے مسلمانون کو چور لیا اور یہ فعل سنت نہین
تیسری طرح اختلاف کی اختلاف وہم ہی بیان کرنیمین وہمکی
مثال یہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے حج کیا اور لوگون نے آپکو دیکھا تو
کسی نے یہ بیان کیا کہ آپ متمتع تھے اور کسی نے کہا کہ قارن تھے اور کسی نے
کہا کہ مفرد تھے - دوسری مثال یہ ہی کہ ابو داؤد نے سعید بن جبیر سے
روایت کیا ہی کہ مین نے عبد اللہ بن عباس سے کہا کہ ای ابو عباس
مین صحاب رسول خدا صلعم کے اختلاف سے آپکے لبیک کہنے
کے بارہ مین متعجب ہون جبکہ آپنے حج اپنے اوپر واجب کیا ابن عباسؓ
نے کہا کہ مین اس حال کو لوگون سے زیادہ جانتا ہون چونکہ رسول خدا صلعم
نے ایک ہی حج کیا اسوجہ سے لوگون مین اختلاف پڑا صورت یہ ہوئی کہ
رسول خدا صلعم بقصد حج مدینہ سے باہر ہوئے اور جب مسجد ذی الحلیفہ مین
دوگانہ احرام ادا کیا اوسی جگہ نیت حج کی فرمائی اور دوگانہ سے
فارغ ہوتے ہی حج کے لئے لبیک کہا اس لبیک کو آپسے کچھ
لوگون نے سنا اور یاد کر لیا پھر آپ سوار ہوے جب آپکی
ناقہ آپکو لیکر اوٹھی تو پھر آپنے لبیک کہا بعض لوگون نے
آپکا یہ لبیک سنا اور وجہ یہ ہوئی کہ لوگ گروہ گروہ چلے
آتے تھے انہون نے آپسے سنا کہ جب اونٹنی آپکو لیکر کھڑی ہوئی

۱۲۳

یعنی آٹھوین تاریخ ذی الحجہ کو احرام حج کا باندھے اور قارن اسم فاعل قران کا ہی وہ یہ ہی کہ حج اور عمرہ کی ایک ساتھ نیت کرے اور دونو کے بیچ مین حلال نہو اور مفرد اسم فاعل افراد کا ہی اور وہ یہ ہی کہ صرف حج کی نیت کرے

يهل فقالوا انما اهل رسول الله صلى الله عليه وسلم حين استقلت به ناقته ثم مضى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما علا على شرف البيداء اهل وادرك ذلك منه اقوام فقالوا انما اهل حين علا على شرف البيداء وايم الله لقد اوجب في مصلاه واهل حين استقلت به ناقته واهل حين علا على شرف البيداء

ومنها اختلاف السهو والنسيان مثاله ما روى ان ابن عمر كان يقول اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم عمرة في رجب فسمعت بذلك عائشة فقضت عليه بالسهو

ومنها اختلاف الضبط مثاله ما روى ابن عمر عنه صلى الله عليه وسلم من ان الميت يعذب ببكاء اهله عليه فقضت عائشة عليه بانه لم ياخذ الحديث على وجهه مر رسول الله صلى الله عليه وسلم على يهودية

اوسوقت آپ لبیک کہہ رہے ہین تو انہون نے یہ کہاکہ رسول خدا صلعم نے صرف لبیک اسوقت کہاجب ناقہ آپکو لیکر کھڑی ہوئے پھر رسول خدا صلعم تشریف لیچلے جب بیداکی بلندی پر چڑہے تو پھر لبیک کہہ کچھ لوگون نے آپکا یہ لبیک سنا اور کہاکہ لبیک صرف اوسوقت کہاجب بیداکے بلندی پر چڑہے ہین قسم خداکی کہتا ہون کہ آپنے اپنی نماز کی جگہ ہی مین نیت حج کی یعنی مع لبیک کی اور جب آپکو اونٹنی لیکر کھڑی ہوئی تب بھی لبیک کہا اور جب بیداکی بلندی پر چڑہے اسوقت بھی لبیک کہا۔

چوتھی طرح اختلاف کی بوجہ سہو اور نسیان کے ہی اوسکی مثال یہ ہی کہ مروی ہی کہ ابن عمر رض کہتے تھے کہ رسول خدا صلعم نے ایک عمرہ رجب مین کیا ہی اس حال کو عایشہ صدیقہ نے سنا اور ابن عمر پر بھول جانے کا حکم لگایا۔

پانچوین طرح اختلاف کے اختلاف ضبط کا ہی یعنی حدیث کو وجہ اصلی پر قائم نرکھنا اوسکی مثال یہ ہی کہ ابن عمر نے آنحضرت صلعم سے روایت کیاکہ میت کو عذاب دیا جاتا ہی اوسکے گہروالونکے اوپر رونے سے عایشہ صدیقہ نے ابن عمر پر حکم لگایا کہ انہون نے حدیث کو اوسکی اصلی وجہ پر ضبط نہین کیا اوسکے اصل اسطرح ہی کہ رسول خدا صلعم ایک یہودیہ کی قبر پر گزرے

يبكي عليها اهلها فقال انهم يبكون
عليها وانها تعذب في قبرها
فظن العذاب معلولا للبكاء
وظن الحكم عاما على كل ميت
ومنها اختلافهم في علة الحكم
مثاله القيام للجنازة فقال
قائل لتعظيم الملائكة
فيعم المؤمن والكافر وقال
قائل لهول الموت فيعمها وقال
قائل مر على رسول الله صلى
الله عليه وسلم بجنازة يهودي
فقام لها كراهة ان تعلو فوق
راسه فيخص الكافر
ومنها اختلافهم في الجمع بين المختلفين
مثاله رخص رسول الله صلعم في المتعة
عام خيبر ثم نهى عنها ثم رخص فيها عام
اوطاس ثم نهى عنها فقال ابن عباس
كانت الرخصة للضرورة والنهي لانقضاء
الضرورة والحكم باق على ذلك وقال
الجمهور كانت الرخصة اباحة والنهي
نسخا لها ومثاله ايضا نهى رسول الله صلى الله عليه
وسلم عن استقبال القبلة في الاستنجاء

کہ اوسکے گھروالے اوسپر روتے تھے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ
اوسپر روتے ہین اور اُسکو اوسکی قبر مین عذاب ہو رہا ہے
ابن عمر نے رونیکو عذاب کی علت سمجھا اور ہر مردہ کے حق
مین حکم کو عام خیال کرلیا -
چھٹی طرح اختلاف کے مختلف ہونا صحابہ کا ہے حکم کی علت
مین اوسکی مثال جنازہ کیلئے کھڑا ہوجانا ہے کہ بعض
کہتے ہین کہ قیام فرشتون کی تعظیم کے لئے ہے اسصورت مین جنازہ
مومن اور کافر دونو کیلئے عام ہے اور بعض کہتے ہین کہ قیام
موت کے خوف کیوجہ سے ہے اس صورت مین بھی دونو کو
عام ہے اور بعض نے کہا کہ رسول خدا صلعم کے پاس کسی یہودی کا
جنازہ آیا آپ اسکے لئے کھڑے ہوگئے کہ اوسکا انکے سر پر پہنچنا
مکروہ سمجھا اس صورت مین قیام خاص جنازہ کافر
کے لئے ہے -
ساتوین طرح اختلاف کی یہ ہے کہ دو مختلف احکام کی مطابقت
مین صحابہ کا اختلاف ہوا اوسکی مثال یہ ہے کہ رسول خدا صلعم نے سال
جنگ خیبر مین متعہ کی اجازت دی پھر اوس سے منع فرمایا پھر سال
اوطاس مین اوسکی اجازت دی پھر اوس سے منع فرمایا تو ابن عباس کہتے ہین
کہ اجازت ضرورت کیلئے تھی اور ممانعت ضرورت کے گذرجانے سے اور حکم بدستور
باقی ہے یعنی ضرورت کے وقت متعہ جائز ہے اور جمہور کہتے ہین کہ اجازت سے
غرض مباح کرنا تھا اور ممانعت اوسکی ناسخ ہے دوسری مثال یہ ہے کہ
رسول خدا صلعم نے استنجا کرتے وقت قبلہ رخ ہونے سے منع فرمایا

فذهب قوم الی عموم هذا الحکم وکونه غیر
منسوخ وراه جابر یبول قبل ان یتوفی
بعام مستقبل القبلة فذهب الی انه نسخ
للنهی المتقدم وراه ابن عمر قضی حاجته
مستدبر القبلة مستقبل الشام فرد به
قولهم وجمع قوم بین الروایتین فذهب
الشعبی وغیره الی ان النهی مختص
بالصحراء فاذا کان فی المراحیض فلا باس
بالاستقبال والاستدبار وذهب قوم الی ان
القول عام محکم والفعل یحتمل کونه خاصا بالنبی
صلی الله علیه وسلم فلا ینتهض ناسخا ولا مخصصا
وبالجملة فاختلف مذاهب اصحاب النبی صلعم
واخذ عنهم التابعون کذلک کل واحد
ما تیسر له فحفظ ما سمع من حدیث رسول الله صلعم
ومذاهب الصحابة وعقلها وجمع المختلف علی
ما تیسر له ورجح بعض الاقوال علی بعض واضمحل
فی نظرهم بعض الاقوال وان کان ماثورا عن کبار
الصحابة کالمذهب الماثور عن عمر
وابن مسعود فی تیمم الجنب اضمحل عندهم
لما استفاض من الاحادیث عن
عمار وعمران بن حصین وغیرهما

١٦

تو بعض لوگوں کا مذہب ہی کہ یہ ارشاد قولی حکم عام ہی منسوخ نہیں
اور جابرؓ نے آنحضرت صلعم کو ایکسال پیشتر آپکی وفات سے قبلہ رو ہو کر
پیشاب کرتے دیکھا تو یہ تجویز کیا کہ یہ فعل ناسخ ہی پہلے ممانعت قولی
کا اور نیز ابن عمرؓ نے آپکو قضائے حاجت فرماتے ہوئے دیکھا کہ قبلہ کیطرف
پشت ہی اور شام کیطرف منہ اس فعل سے ابن عمرؓ ان لوگوں کے قول کو
رد کیا - اور بعض لوگوں نے دونوں روایتوں میں مطابقت کی چنانچہ
شعبی وغیرہ اسطرف گئے کہ ممانعت خاص جنگل میں ہی اور جب
آدمی مکانوں کے پاخانوں میں ہو تو قبلہ کو رخ اور پشت کرنا مضایقہ
نہیں - اور کچھہ لوگ ادہر گئے کہ ارشاد دربارہ نہی عام اور محکم ہی
اور آپکا فعل ہو سکتا ہی کہ آپکی ذات پر مخصوص ہو غرض کہ
یہ فعل نہ ارشاد قولی کا ناسخ ہو سکتا ہی نہ تخصص -
حاصل یہ کہ مذاہب اصحاب پیغمبر صلعم کی مختلف ہوئے اور اونسے
تابعیوں نے اسیطرح حاصل کئے ہر ایک کو جو میسر ہوا اوسکو اخذ کیا
کیا اور جو کچھہ حدیث رسول اللہ صلعم اور مذاہب صحابہ میں سے سنا
اوسکو یاد کیا اور سمجھا اور مختلف باتوں میں جسطرح اوس سے بن سکا
مطابقت کی اور بعض اقوال کو بعض پر ترجیح دی اور بعض
اقوال تابعیوں کی نظر میں سست پڑ گئے اگرچہ بڑے بڑے صحابہ سے
منقول تھے مثلاً عمر فاروقؓ اور ابن مسعودؓ کا مذہب
ماثور جنب کے تیمم کرنے کے باب میں اُن کے
نزدیک سست ہو گیا جبکہ حدیثیں عمارؓ اور
عمران بن حصین اور دوسرے لوگوں کی مشہور ہوئیں

فعند ذلك صار لكل عالم من علماء التابعين مذهب
على حياله فانتصب في كل بلد امام مثل سعيد بن
المسيب وسالم بن عبد الله بن عمر في المدينة وبعدهما
الزهري والقاضي يحيى بن سعيد وربيعة بن ابي
عبد الرحمن فيها وعطاء بن ابي رباح بمكة وابراهيم النخعي
والشعبي بكوفة والحسن البصري بالبصرة وطاوس
ابن كيسان باليمن ومكحول بالشام
فاظمأ الله اكبادا الى علومهم فرغبوا فيها واخذوا
عنهم الحديث وفتاوى الصحابة واقاويلهم
ومذاهب هؤلاء العلماء وتحقيقاتهم من
عند انفسهم واستفتى منهم المستفتون
ودارت المسائل بينهم ورفعت اليهم
الاقضية وكان سعيد بن المسيب وابراهيم
النخعي وامثالهما جمعوا ابواب الفقه اجمعها وكان
لهم في كل باب اصول تلقوها من السلف وكان
سعيد واصحابه يذهبون الى ان اهل الحرمين اثبت
الناس في الفقه واصل مذهبهم فتاوى
عمر وعثمان وقضاياهما وفتاوى
عبد الله بن عمر وعائشة
وابن عباس وقضايا قضاة المدينة
فجمعوا من ذلك ما يسره الله لهم

اسوقت مین علماے تابعین سے ہر عالم کا مذہب علیحدہ
ہوگیا اور ہر شہر مین ایک امام قایم ہوا مثلا سعید بن مسیب
اور سالم بن عبد اللہ بن عمر اور دونو کی بعد زہری اور
قاضی یحیی بن سعید اور ربیعہ بن عبد الرحمن مدینہ منورہ
مین امام ہوئے اور عطا بن ابو رباح مکہ معظمہ مین اور
ابراہیم نخعے اور شعبی کوفہ مین اور حسن بصری بصرہ مین اور
طاؤس بن کیسان یمن مین اور مکحول شام مین -
بعدہ اللہ تعالے نے کچہہ لوگون کو ان علما کی علوم کا پیاسا بنایا انہون نے
ان علوم کی رغبت کی اور ان علما سے حدیث اور صحابہ کے فتاوی
اور اقوال اور خود ان علما کے مذاہب اور خاص انکی تحقیقاتین
سیکہین اور فتوی چاہنے والون نے ان علما سے فتوی حاصل
کئے اور مسائل انمین دائر ہوئے اور معاملات انکی سامنے پیش
ہوئے اور سعید بن مسیب اور ابراہیم نخعی اور ان جیسون نے فقہ کی
سارے ابواب جمع کئے اور انکی پاس ہر باب مین وہ اصلین تہین
کہ انہون نے انکو سلف سے سیکہا تہا - اور سعید اور انکی تلامذہ
کا یہ مذہب تہا کہ مکہ اور مدینہ والے فقہ مین سب آدمیون سے
زیادہ پکے ہین اور اصل انکے مذہب کی فتاوای عمر فاروق
اور عثمان غنی اور دونو کے احکام معاملات اور فتاوای
عبد اللہ بن عمر اور عائشہ صدیقہ اور ابن عباس اور
فیصلہا قاضیان مدینہ منورہ ہین - ان سب مین سے
انہون نے وہ باتین جمع کین جو خدا تعالے نے انکو میسر فرمائین

ثم نظر وافيها نظر اعتبار وتفتيش فما
كان منها مجمعا عليه بين علماء المدينة
فانهم يأخذون عليه بنواجذهم وما كان
فيه اختلاف عندهم فانهم يأخذون
باقواها وارجحها اما لكثرة من ذهب اليه
منهم او لموافقته بقياس قوي او
تخريج صريح من الكتاب والسنة
ونحو ذلك واذا لم يجدوا فيما حفظوا
منهم جواب المسئلة خرجوا من كلامهم
وتتبعوا الايماء والاقتضاء فحصل
لهم مسائل كثيرة فى كل باب باب
وكان ابراهيم واصحابه يرون ان
عبد الله بن مسعود واصحابه اثبت
الناس فى الفقه كما قال علقمة لمسروق
هل احد منهم اثبت من عبد الله وقول ابي حنيفة رض
للاوزاعي ابراهيم افقه من سالم ولولا
فضل الصحبة لقلت ان علقمة افقه
من عبد الله بن عمر وعبد الله هو
عبد الله واصل مذهبه فتاوى عبد الله
ابن مسعود وقضايا علي رضي الله عنه
وفتاواه وقضايا شريح

پھر اونھون نے اوس مجموعہ مین اعتبار اور تفتیش کی نظر
دیکھا تو جس بات پر اتفاق علماے مدینہ تھا اوسکو اپنے
دانتون سے پکڑا اور جس بات مین علماے مدینہ کے نزدیک اختلاف
ہوا اوسمین قوی تر اور راجح تر کو اختیار کیا خواہ قوت اور
رجحان اسوجہ سے ہو کہ بہت شخصون کا مذہب ہے یا
اسوجہ سے کہ کسی قیاس قوی یا استنباط صریح قرآن اور حدیث
کے موافق ہے اور جس صورت مین جواب مسالہ کا اوس مجموعہ
مین نپاتے جو سلف سے یاد کیا تھا تو اونکے کلام سے
استنباط کرتے اور اشارہ اور اقتضاے کلام کو ڈھونڈتے
اسطرح پر اونکے پاس بہت سے مسایل ہر باب
مین جدا جدا ہو گئے۔
اور ابراہیم نخعی اور اونکے شاگردونکا اعتقاد تھا کہ
عبد اللہ بن مسعود اور اونکے اصحاب فقہ مین سب لوگون سے
زیادہ پکے ہین چنانچہ علقمہ نے مسروق سے کہا تھا کہ کیا
کوئی صحابہ مین عبد اللہ سے بھی زیادہ پکا ہے اور امام ابو حنیفہ
نے اوزاعی سے کہا تھا کہ ابراہیم زیادہ فقیہ ہے بنسبت
سالم کے اور اگر صحابی ہونیکی فضیلت ابن عمر کو نہوتی
تو مین یہ کہتا کہ علقمہ زیادہ فقیہ ہے بنسبت ابن عمر کے
اور عبد اللہ بن مسعود تو عبد اللہ ہی ہے۔ اور ابراہیم
نخعی کے مذہب کی اصل فتاوی عبد اللہ بن مسعود
اور فیصلہا اور فتاوی علی مرتضی اور فیصلہاے شریح

١٥ اگر الفاظ کسی نص کے اوس مضمون مقصود پر دلالت کرین جسکے لیے وہ الفاظ بیان کیے گئے ہین تو اس دلالت کو عبارۃ النص کہتے ہین اور اگر سواے معنی مقصود کے اور بات پر دلالت کرین تو یہ بات اشارۃ النص کہلاتی ہے اور اگر صحت الفاظ شرعا یا عقلا کسی معنی پر موقوف ہو تو وہ معنے اقتضاء النص کہلاتے ہین ۱۲

١٦ اس فقرہ کا حال مفصل صفحہ ۲۲ مین آتا ہے ۱۲

[illegible]

وغيره من قضاة كوفة فجمع من
ذلك ما يسره الله ثم صنع فى آثارهم
كما صنع اهل المدينة فى آثار اهل المدينة
وخرج كما خرجوا فتخلص له مسائل الفقه
فى كل باب باب وكان سعيد بن المسيب
لسان فقهاء المدينة وكان احفظهم
لقضايا عمر ولحديث ابى هريرة وابراهيم
لسان فقهاء كوفة فاذا تكلما بشئ
ولم ينسباه الى احد فانه فى الاكثر
منسوب الى احد من السلف صريحا
او ايماء ونحو ذلك فاجتمع عليهما فقهاء
بلدهما واخذوا عنهما وعقلوه
وخرجوا عليه والله اعلم

باب اسباب اختلاف مذاهب الفقهاء

اعلم ان الله انشأ بعد عصر التابعين
نشأ من حملة العلم انجازا لما وعد
رسول الله صلى الله عليه وسلم حيث قال يحمل هذا العلم
من كل خلف عدوله فاخذوا
عمن اجتمعوا معه منهم صفة الوضوء
والغسل والصلوة والحج والنكاح والبيوع
وسائر ما يكثر وقوعه ورووا احاديث النبى صلعم

و دیگر قاضیان کوفہ - غرض کہ ابراہیم نے ان سب مین سے
وہ امور جمع کئے جو خدا نے اونپر آسان فرمائے پہر ابراہیم نے
اونکے آثار مین وہی بات کی جو اہل مدینہ نے آثار اہل مدینہ
مین کی تہی اور تخریج مسایل بہی اون ہی کے طرح کی لہذا
اونکے پاس بہی مسائل فقہ کے ہر ہر باب مین جمع ہو گئے -
اور سعید بن مسیب فقہائے مدینہ کی زبان تہی اور فیصلہائے
عمر فاروقؓ اور حدیث ابوہریرہؓ کے زیادہ حافظ تھے اور
ابراہیم فقہائے کوفہ کی زبان تہی اور یہ دونون جب کسی مسالہ
مین بولتے ہین اور اوسکو کسیکی طرف منسوب نہین کرتے
تو وہ بات اکثر منسوب کسی سلف کیطرف صریحًا یا اشارةً
اور مانند اسکے ہوتی ہے غرض کہ اون دونو کی پاس فقہا
شہر کے اکٹھے ہوئے اور دونو سے علم حاصل کیا اور اوسکو سمجہا
اور اوسپر مسائل کی تخریج کی واللہ اعلم -

باب مذاہب فقہا کے مختلف ہونے کے اسباب کے ذکر مین

واضح ہو کہ خدائے تعالے نے زمانہ تابعین کے بعد ایک گروہ علما
کا پیدا کیا تاکہ رسول خدا صلعم کا وعدہ پورا ہو کہ آپنے فرمایا تہا
کہ اس علم کو ہر پچھلے لوگوں مین سے عادل شخص اوٹھائینگے
اس جماعت نے اون لوگوں سے جو تابعین مین سے
انکو ملی کیفیت وضو اور غسل اور نماز اور حج اور نکاح
اور خرید و فروخت کی اور تمام چیزین جو اکثر واقع ہوتے
ہین سیکھین اور پیغمبر صلعم کی حدیث روایت کی

وسمعوا اقضیة قضاة البلدان وفتاوی
مفتیها وسألوا عن المسائل واجتهدوا
فی ذلك كله ثم صاروا كبراء قوم ووسد
الیهم الامر فنسجوا علی منوال شیوخهم ولم
یألوا فی تتبع الایماءات والاقتضاءات
فقضوا وافتوا ورووا وعلموا وكان
صنیع العلماء فی هذه الطبقة متشابها
وحاصل صنیعهم ان یتمسك بالمسند
من حدیث رسول الله صلی الله علیه واله
وسلم والمرسل جمیعا ویستدل باقوال
الصحابة والتابعین علما منهم انها اما
احادیث منقولة عن رسول الله صلعم
اختصروها فجعلوها موقوفة كما قال
ابراهیم وقد روی حدیث نهی رسول الله عن المحاقلة
والمزابنة فقیل له اما تحفظ عن رسول الله صلعم
حدیثا غیر هذا قال بلی ولكن اقول قال عبد الله
قال علقمة احب الی وكما قال الشعبی وقد سئل عن حدیث
وقیل انه یرفع الی النبی صلی الله علیه وسلم قال
لا علی من دون النبی صلی الله علیه وسلم احب الینا فان
كان فیه زیادة ونقصان كان علی من
دون النبی صلی الله علیه وسلم

اور شہر کے قاضیونکے فیصلے اور اونکے مفتیونکے فتاوی سے
اور مسائل کو دریافت کیا اور ان سب باتونمین اجتہاد کیا
پھر ایک قوم کے پیشوا ہوئے اور مدار امر اونہی پر آرہا یہہ لوگ بھی
اپنے اساتذہ کے ڈہنگ پر چلے اور اشارات اور اقتضاؤنکی
تلاش مین کوئی دقیقہ نچھوڑا خود حکم اور فتوے دیے اور
روایتین بیان کین اور لوگونکو سکھایا اور اس طبقہ کے علما
کا فعل ایک دوسرے سے ملتا جلتا تھا اور خلاصہ اونکے فعل کا یہ تھا
کہ حدیث رسول خدا صلعم سے مسند اور مرسل دونو سے تمسک
کیا جاوے اور صحابہ اور تابعین کے اقوال سے دلیل بیان کیجاوے
کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ یہ اقوال یا حدیثین رسول خدا صلعم
سے منقول ہین کہ اونکو مختصر کر کے موقوف بنا لیا چنانچہ
ابراہیم نخعی نے جسوقت حدیث ممانعت رسول خدا صلعم کی
محاقلہ اور مزابنہ سے روایت کی تو اونسے کہا گیا کہ تمکو رسول
خدا صلعم سے کوئی حدیث یعنی مرفوع اسکے سوا یاد نہین اونہون نے
کہا کیون نہین لیکن مین یہہ کہتا ہون کہ قول عبد اللہ بن مسعود
کا اور قول علقمہ کا مجھکو زیادہ پسند ہے۔ اسیطرح شعبی نے جسوقت
اونسے ایک حدیث کا حال پوچھا گیا اور بیان کیا گیا کہ اس حدیث
کو پیغمبر صلعم تک مرفوع کہتے ہین یہ جواب دیا کہ مرفوع نہین کہنا
چاہیے بلکہ ہمکو زیادہ محبوب وہ حدیث ہے جو پیغمبر صلعم کے
بعد کے شخص کیطرف منسوب ہو کیونکہ اگر حدیث مین کچھ کمی
بیشی ہوگی تو وہ بعد کے شخص پر رہیگی

۱ے محاقلہ وزن مفاعلہ ہے حقل سے جسکے معنی زراعت کرنے کے ہین اور اصطلاح مین کرایہ دینا زمین کا تہائی یا چوتہائی وغیرہ پیداوار پر اور بعضونکے نزدیک اور معنی بھی لکہے ہین مگر مشہور یہی ہین

مزابنہ ... معنی ہین ... زبن سے ... اور اصطلاح مین ... کھجور درخت پر ... خریدنا ... عوض مین

أو يكون استنباطا منهم من المنصوص او اجتهادا منهم بآرائهم وهم احسن صنيعا في كل ذلك ممن يجيء بعدهم واكثر اصابة واقدم زمانا واوعى علما فتعين العمل بها الا اذا اختلفوا وكان حديث رسول الله صلعم يخالف قولهم مخالفة ظاهرة فانه اذا اختلفت احاديث رسول الله صلى الله عليه وسلم في مسئلة رجعوا الى اقوال الصحابة فان قالوا بنسخ بعضها او بصرفه عن ظاهره او لم يصرحوا بذلك ولكن اتفقوا على تركه وعدم القبول بموجبه فانه كابداء علة فيه او الحكم بنسخه او تاويله اتبعوهم في كل ذلك وهو قول مالك في حديث ولوغ الكلب جاء هذا الحديث ولكن لا ادري ما حقيقته حكاه ابن الحاجب يعني لم ار الفقهاء يعملون به وانه اذا اختلف مذاهب الصحابة والتابعين في مسئلة فالمختار عند كل عالم مذهب اهل بلده وشيوخه

یا یہ جانتے تھے کہ اقوال صحابہ و تابعین کے حکم منصوص سے خود انکی استنباط ہین یا انکے رایون سے بطور اجتہاد اور صحابہ و تابعین ان سب باتون مین اون لوگون سے بہتر ہین جو انکے پیچھے ہوے اور صواب بیان کرنے مین زیادہ اور زمانہ کے اعتبار سے سب سے پیشتر اور علم کے لحاظ سے سب مین بڑہکر ہین بہین جہت عمل کرنا انکے اقوال پر متعین ہوا بجز اوس صورت کے کہ وہ مختلف ہون اور حدیث رسول خدا صلعم کی انکے قول سے صریح مخالف پڑے۔

اور خلاصہ انکے فعل کا یہہ بہی تہا کہ جس صورت مین کہ احادیث رسول خدا صلعم کی کسی مسالہ مین مختلف ہوئین تو علماے مذکور نے اقوال صحابہ کیطرف رجوع کیا اگر صحابہ بعض حدیث کے منسوخ ہونیکے قائل ہوے یا اونہون نے حدیث کو ظاہر معنے سے پھیر دیا یعنی تاویل کی یا اسکی تصریح نکی بلکہ ترک حدیث اور اوسکے بموجب عمل نکرنے پر متفق ہوئے یہ بات گویا حدیث مین علت ظاہر کر دی یا اوسکے منسوخ ہونے یا تاویل کا حکم لگا دیا ہو تو اسباب مین علماے مذکور نے صحابہ کا اتباع کیا اور یہی وجہ ہے کہ امام مالک نے کتے کی برتن مین منہ ڈالنے کی حدیث مین کہا کہ یہ حدیث وارد ہو لیکن مین نہین جانتا کہ اوسکی حقیقت کیا ہے نقل کیا ہے اس قول کو ابن حاجب نے امام مالک کی غرض یہ ہے کہ فقہا کو مین نے نہین دیکھا کہ اس حدیث پر عمل کرتے ہون۔

اور نیز خلاصہ انکے فعل کا یہ تہا کہ جب مذاہب صحابہ و تابعین کے کسی مسالہ مین مختلف ہون تو ہر عالم کے نزدیک اپنے اہل شہر اور استادون کا مذہب مختار بڑے

۲۱

لانه اعرف بالصحیح من اقاویلهم من السقیم واوعی
للاصول المناسبة لها وقلبه امیل الی فضلهم
وتبحرهم فمذهب عمر وعثمان وعائشة
وابن عمر وابن عباس وزید بن ثابت واصحابهم
مثل سعید بن المسیب فانه کان احفظهم لقضایا
عمر وحدیث ابی هریرة وعروة وسالم وعکرمة
وعطاء وعبید الله بن عبد الله وامثالهم احق
بالاخذ من غیره عند اهل المدینة کما بینه النبی
صلی الله علیه وسلم فی فضائل المدینة ولانها
ماوی الفقهاء ومجمع العلماء فی کل عصر ولذلک
تری مالکا یلازم محجتهم وقد اشتهر عن مالک
انه یتمسک باجماع اهل المدینة
وعقد البخاری بابا فی الاخذ
بما اتفق علیه الحرمان
ومذهب عبد الله بن مسعود واصحابه
وقضایا علی وشریح والشعبی وفتاوی
ابراهیم احق بالاخذ عند اهل الکوفة من غیره
وهو قول علقمة حین مال مسروق الی قول زید بن
ثابت فی التشریک قال هل احد منهم اثبت من
عبد الله فقال لا ولکن رایت زید
بن ثابت واهل المدینة یشرکون

کیونکہ اوسکو اونکی اقوال کی صحت اور سقم زیادہ معلوم ہی اور
جو اصول اون اقوال کی مناسب ہین وہ اوسکو زیادہ یاد ہین
اور اوسکا دل اپنے اساتذہ کی فضیلت اور تبحر پر زیادہ مایل ہے چنانچہ
مذہب عمر فاروق اور عثمان غنی اور عائشہ صدیقہ اور ابن عمر اور
ابن عباس اور زید بن ثابت اور اونکے شاگرد اونکا مثل سعید بن مسیب
کی جو عمر فاروق کی فیصلون اور ابو ہریرہ کی حدیثکو زیادہ حافظ تہے
اور مثل عروہ اور سالم اور عکرمہ اور عطا اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور ان
جیسون کا مذہب اہل مدینہ کی نزدیک بہ نسبت دوسرے مذہب کے زیادہ
لایق اختیار کرنیکی ہی چنانچہ پیغمبر صلعم نے فضایل مدینہ مین بیان فرمایا
اور نیز اسوجہ سے کہ مدینہ منورہ ہر زمانہ مین فقہا اور علما کا ماوی اور
مجمع رہا ہی اور اسی جہت سے تم دیکھتے ہو کہ امام مالک برابر مدینہ والون
کی راہ چلتے ہین اور امام مالک سے یہ بات بہی مشہور ہی کہ اجماع اہل مدینہ
حجت پکڑتے تہے اور بخاری نے ایک باب منعقد کیا ہی کہ جسبات پر
حرمین شریفین کا اتفاق ہو اوسکو اختیار کرنا چاہیے۔
اور کوفہ والونکی نزدیک مذہب عبد اللہ بن مسعود اور اونکی شاگردونکا
اور فیصلے علی مرتضی اور شریح اور شعبی کی اور فتاوی ابراہیم نخعی کے
زیادہ تر مستحق عمل کرنیکی ہین بہ نسبت دوسرے مذہب کے
اور یہی وجہ تہی کہ علقمہ نے جب مسروق کو زید بن ثابت کیطرف
تشریک کی بابین مایل دیکھا تو کہا کیا کوئی صحابہ مین بہ نسبت
عبد اللہ بن مسعود کے زیادہ پکا عالم ہی مسروق نے کہا کہ نہین
لیکن مین نے زید بن ثابت اور اہل مدینہ کو تشریک کرتی دیکھا

ف اشارہ ہے اس حدیث کیطرف کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ لوگ طلب علم مین سواریان دوڑاوینگے اور کسیکو زیادہ عالم بہ نسبت مدینہ کے عالم کے نپاوینگے اور اسکا بیان صفحہ ۴۴

ف [illegible] تشریک کی صورت یہ ہے کہ مالک اپنی زمین [illegible]

فان اتفق اهل البلد على شئ اخذوا عليه
بنواجذهم وهو الذي يقول في مثله مالك
السنة التي لا اختلاف فيها عندنا
كذا وكذا وان اختلفوا اخذوا باقواها
وارجحها اما لكثرة القائلين
به او لموافقته بقياس قوي او تخريج
من الكتاب والسنة وهو الذي يقول في مثله
مالك هذا احسن ما سمعت
فاذا لم يجدوا فيما حفظوا منهم جواب
المسئلة خرجوا من كلامهم وتتبعوا الايماء والاقتضاء
والهموا في هذه الطبقة التدوين فدون
مالك ومحمد بن عبد الرحمن بن ابي ذيب
بالمدينة وابن جريج وابن عيينة بمكة
والثوري بكوفة وربيع بن صبيح بالبصرة
وكلهم مشوا على هذا النهج الذي ذكرته
ولما حج المنصور قال لمالك قد عزمت
ان امر بكتبك هذه التي وضعتها فتنسخ ثم
ابعث في كل مصر من امصار المسلمين منها
نسخة وآمرهم بان يعملوا بما فيها ولا يتعدوه الى غيره
فقال يا امير المؤمنين لا تفعل هذا فان للناس
قد سبقت اليهم اقاويل وسمعوا احاديث

پس اگر شہر والے کسی مسائل پر متفق ہو گئے تو پہلے علما نے اوسکو مضبوط
پکڑ لیا اور اسی جیسی بات کے واسطے امام مالک یہہ کہا کرتے ہیں
السنة التي لا اختلاف فيها عندنا كذا وكذا یعنی جس سنت میں ہمارے
نزدیک کچھ اختلاف نہیں فلان بات ہے اور اگر اہل شہر میں
اختلاف ہوا تو اقوال میں سے قوی تر اور ارجح تر کو اختیار کیا خواہ
یہ قوت بوجہ کثرت قائلین کے ہو یا بوجہ موافقت کسی قیاس
قوی یا تخریج کتاب و سنت کی اور اس جیسی بات کو امام مالک یون کہتے
ہین هذا احسن ما سمعت یعنی یہ بات ان سب میں سے بہتر ہے جو مینے سنی ہین
اور جب ان باتون میں کہ صحابہ اور تابعین سے یاد کی تھین جواب مسالہ کا
نپایا تو انکی تقریر سے نکالا اور اشارہ اور اقتضا کلام کو تلاش کیا
اور اس طبقہ میں کتابون کا لکھنا دلمین ڈالا گیا چنانچہ امام مالک
اور محمد بن عبد الرحمن بن ابو ذیب نے مدینہ مین اور ابن
جریج اور ابن عیینہ نے مکہ مین اور ثوری نے کوفہ مین اور
ربیع بن صبیح نے بصرہ مین کتابین لکھین اور سبھون نے یہی
طریق اختیار کیا جو مینے بیان کیا۔ اور جب خلیفہ منصور نے
حج کیا تو امام مالک سے کہا کہ مینے پکا ارادہ کیا ہے کہ جو کتابیں آپنے
بنائی ہین اُنکے بارہ مین حکم کردن کہ لکھی جائین پھر
مسلمانونکے ہر شہر مین اُنکا ایک ایک نسخہ بھیجون اور اُنکو حکم
کردن کہ ان کتابونکے بموجب عمل کرین اور دوسری بات
کیطرف تجاوز نکرین امام مالک نے کہا کہ اے امیرالمومنین ایسا مت کر
کیونکہ لوگونکے پاس سلف کے اقوال پہنچ چکے اور وہ حدیثین سن چکے

وردوا روايات واخذ كل قوم بما سبق
اليهم واتوا به من اختلاف الناس فدع
الناس وما اختار اهل كل بلد منهم لانفسهم
ويحكى نسبة هذه القصة الى هارون
الرشيد وانه شاور مالكا في ان يعلق
الموطا في الكعبة ويحمل الناس على ما فيه
فقال لا تفعل فان اصحاب رسول الله صلى الله عليه
وسلم اختلفوا في الفروع وتفرقوا في البلدان
وكل سنة مضت قال وفقك الله
يا ابا عبد الله حكاه السيوطي
وكان مالك اثبتهم في حديث المدنيين
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم واوثقهم
اسنادا واعلمهم بقضايا عمر واقاويل عبد الله
بن عمر وعائشة واصحابهم من الفقهاء السبعة
وبه وبامثاله قام علم الرواية والفتوى فلما
وسد اليه الامر حدث وافتى وافاد
واجاد وعليه انطبق قول النبي صلى الله
عليه وسلم يوشك ان يضرب الناس اكباد
الابل يطلبون العلم فلا يجدون احدا اعلم
من عالم المدينة على ما قاله ابن
عيينة وعبد الرزاق

اور روایتین اونسے بیان کی گیئن اور ہر قوم نے وہ بات
اختیار کرلی جو پیشتر انکو پہونچی اور باوجود لوگونکے اختلاف کے تسلیم کی اور ہر
کاربند ہوگئے تو ہر شہر والون نے جو کچھ اپنے لئے پسند کیا ہی لوگونکو اسی پر
رہنے دی - اور بعض لوگ اس قصے کی نسبت ہارون رشید کیطرف
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہارون نے امام مالک سے مشورہ کیا کہ آپکی
کتاب موطا کعبہ مین لٹکائی جاوے اور لوگونکو اسبات پر آمادہ کیا
جائے کہ جو کچھ اس مین ہی اوسپر کاربند ہون مالک نے کہا ایسا مت کر
کیونکہ اصحاب رسول خدا صلعم فروع مین مختلف ہوئے ہو اور
شہرونمین منتشر ہوگئے اور ہر ایک سنت جاری ہوئی ہارون نے
کہا کہ اے ابو عبد اللہ خدا تعالے تجھکو توفیق مرحمت فرماوے نقل کیا اسکو سیوطی نے
اور امام مالک ان مدینہ والونمین جو رسول خدا صلعم سے
حدیث روایت کرتے ہین سب سے زیادہ ثابت اور اسناد مین سب سے
زیادہ معتبر اور زیادہ جاننے والے فیصلہائے عمر فاروق اور
اقوال عبد اللہ بن عمر اور عایشہ صدیقہ اور انکے شاگردوں
یعنی فقہائے ہفتگانہ[1] کے ہین اور مالک اور انجیسون سے
علم روایت اور فتوی قائم ہوا جب کام انکے سپرد ہوا تو حدیث
بیان کی اور فتوی دیا اور فائدہ پہونچایا اور بہت عمدہ کیا انہی
ہی پر ارشاد پیغمبر صلعم کا منطبق ہوا کہ قریب ہی کہ لوگ
اونٹونپر سوار ہوکر طلب علم کیلئے سفر کرینگے اور کسیکو
زیادہ عالم بہ نسبت مدینہ کے عالم کے نپاوینگے اس پیشین
گوئی کا منطبق ہونا امام مالک پر بموجب قول ابن عیینہ و عبد الرزاق کے ہی

[1] فقہائے ہفتگانہ مدینہ یہ لوگ ہین سعید بن مسیب عروہ ابن زبیر قاسم بن محمد ابن ابوبکر صدیق ابوسلمہ بن عبد الرحمن بن عوف خارجہ بن زید بن ثابت عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ مسعودی سلیمان ابن یسار ہلالی

وناهيك بهما فجمع اصحابه رواياته
ومختاراته ولخصوها وحرروها وشرحوها
وخرجوا عليها وتكلموا في اصولها ودلائلها
وتفرقوا الى المغرب ونواحي الارض فنفع الله
بهم كثيرا من خلقه وان شئت ان تعرف
حقيقة ما قلناه من اصل
مذهبه فانظر في كتاب الموطأ
تجده كما ذكرنا .

وكان ابو حنيفة رض الزمهم بمذهب ابراهيم
واقرانه لا يجاوزه الا ما شاء الله وكان
عظيم الشان في التخريج على مذهبه دقيق
النظر في وجوه التخريجات مقبلا على
الفروع اتم اقبال وان شئت ان تعلم حقيقة
ما قلنا فلخص اقوال ابراهيم من كتاب الآثار لمحمد رح
وجامع عبد الرزاق ومصنف ابي بكر بن ابي شيبة
ثم قايسه بمذهبه تجده لا يفارق تلك المحجة
الا في مواضع يسيرة وهو في تلك اليسيرة ايضا
لا يخرج عما ذهب اليه فقهاء كوفة
وكان اشهر اصحابه ذكرا ابو يوسف فولي قضاء
القضاة ايام هارون الرشيد فكان سببا
لظهور مذهبه والقضاء به في اقطار

اور تجھکو انہی دو کا قول کافی ہی۔ پہر امام مالک کے
شاگردون نے اونکی روایات اور مختارات کو جمع کیا اور اونکی تلخیص
اور تنقیح اور شرح کی اور انپر اور مسائل کی تخریج کی اور انکے
اصول اور دلایل مین بحث کی اور ملک مغرب و اطراف مین
مین منتشر ہوے اللہ تعالی نے ان سے اپنی بہت خلقت کو نفع
پہونچایا اور اگر تم ہمارے قول کی صداقت امام مالک کی اصل کے
باب مین معلوم کرنا چاہو تو کتاب موطا کو دیکھو اوسکو
ویسا ہی پاؤگے جیسا ہمنے بتایا۔

اور امام ابو حنیفہ ابراہیم نخعی اور انکے ہمعصرونکے مذہب پر زیادہ
جمے ہوئے تہے کہ اس سے بہت ہی کم تجاوز کرتے تہے اور انکے
مذہب کے بموجب مسائل نکالنے مین شان عظیم رکھتے تہے اور
تخریجکی صورتون مین اونکی نظر دقیق تہی فروع پر بدرجہ غایت
متوجہ تہے اور اگر تمکو ہمارے قولکی حقیقت جاننی منظور ہو تو
امام محمد کی کتاب الآثار اور عبد الرزاق کی جامع اور ابوبکر بن
ابو شیبہ کی مصنف سے ابراہیم کے اقوال چھانٹ لو پہر امام کے مذہب سے
اونکا مقابلہ کرو تو امام کو اوس راہ سے جدا نپاؤگے مگر چند تہوڑی
جگہ مین اور ان تہوڑی جگہ مین بہی امام فقہای کوفہ کے
مذہب سے باہر قدم نہین رکہتے۔

اور امام کے شاگردون مین سے زیادہ مشہور ابو یوسف ہین
کہ زمانہ ہارون رشید مین قاضی القضاۃ ہوے اور امام کے
مذہب ظاہر ہونے کا سبب اور اوسکے بموجب فیصلے ہونے کا باعث اطراف

العراق وخراسان وما وراء النهر وكان
احسنهم تصنيفا والزمهم درسا محمد بن
الحسن وكان من خبره انه تفقه على ابي حنيفة
وابي يوسف ثم خرج الى المدينة فقرأ الموطا
على مالك ثم رجع الى نفسه فطبق مذهب اصحابه
على الموطا مسئلة مسئلة فان وافق
فبها والا فان راى طائفة من الصحابة
والتابعين ذاهبين الى مذهب اصحابه
فكذلك وان وجد قياسا ضعيفا او تخريجا
لينا يخالفه حديث صحيح مما عمل به الفقهاء
او يخالفه عمل اكثر العلماء تركه الى مذهب
من مذاهب السلف مما يراه ارجح ما هنالك وهما
لا يزالان على محجة ابراهيم ما امكن لهما
كما كان ابو حنيفة رض يفعل ذلك وانما كان
اختلافهم في احد شيئين اما ان يكون
لشيخهما تخريج على مذهب ابراهيم
يزاحمانه فيه او يكون هناك
لابراهيم ونظرائه اقوال مختلفة
يخالفان في ترجيح بعضها على بعض
فصنف محمد وجمع راى هولاء
الثلثة ونفع كثيرا من الناس

عراق اور خراسان اور ماوراء النہر مین یہی ہوا - اور سب
شاگردونسے تصنیف مین بہتر اور تعلیم مین زیادہ مشغول
محمد بن حسن ہین اونکا حال یہ ہے کہ اونہون نے فقہ ابو حنیفہ
اور ابو یوسف سے حاصل کی پہر مدینہ مین گئے اور امام مالک سے موطا
پڑہی پہر اپنی نفس کی طرف رجوع کیا اور اپنے ہمراہیونکے مذہب کے
ایک ایک مسالہ کو موطا سے مقابلہ کیا اگر موافق ہوا بہتر اور
اگر موافق نہوا اور صحابہ و تابعین کے ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ
بہی ہماری ہمراہیون کی مذہب کیطرف گئے ہین تو اس صورت مین
بہی مسالہ کو بدستور رکہا اور اگر کوئی قیاس ضعیف یا تخریج سست
پائی کہ حدیث صحیح جسپر فقہانے عمل کیا ہے اوسکے مخالف ہے یا اکثر
علما کا عمل اوسکے خلاف ہے اوس مسالہ کو چہوڑ دیا اور سلف کے
مذاہب مین سے جو اوس موقع پر راجح نظر دیکھا اوسکو اختیار کیا
اور ابو یوسف اور محمد جہانتک انسے ہو سکا برابر ابراہیم
نخعی کی طریق پر رہے جیسے امام ابو حنیفہ بہی یہی کرتے تھے
اور اختلاف امام اور صاحبین کا صرف دو باتو نمین سے
ایک مین تہا یا یہ کہ امام کی کوئی تخریج مذہب ابراہیم پر کے
صاحبین اوس تخریج مین امام کے مزاحم ہوے یا یہ کہ
ابراہیم اور اونکے ہمسرونکے اقوال مختلف ہین صاحبین
بعض اقوال کی ترجیح دینے مین بعض پر امام کا
خلاف کرتے ہین - غرض کہ امام محمد نے کتابین لکہین اور
تینون شخصونکی راے کو جمع کیا اور بہتسے لوگونکو فائدہ پہونچایا

له یعنی ملک دریا پار ایران سے والا سو جو کی ملک توران دریا سیحون پار اوسکو ماوراء النہر کہتے ہین

فتوجه أصحاب أبي حنيفة الى تلك التصانيف
تلخيصا وتقريبا وتخريجا وتاسيسا
واستدلالا ثم تفرقوا الى خراسان وما وراء النهر
فسمى ذلك مذهب ابي حنيفة وانما عد
مذهب ابي حنيفة مع مذهب ابي يوسف ومحمد واحدا
مع انهما مجتهدان مطلقان مخالفتهما غير
قليلة في الاصول والفروع لتوافقهم في هذا
الاصل ولتدوين مذاهبهم جميعا في المبسوط والجامع الكبير
ونشأ الشافعي في اوائل ظهور المذهبين
وترتيب اصولهما وفروعهما فنظر في صنيع
الاوائل فوجد فيه امورا كبحت عنانه عن
الجريان في طريقهم وقد ذكرها في اوائل
كتاب الام منها انه وجدهم ياخذون
بالمرسل والمنقطع فيدخل فيهما الخلل
فانه اذا جمع طرق الحديث يظهر
انه كم من مرسل لا اصل له وكم من
مرسل يخالف مسندا فقرر ان لا ياخذ
بالمرسل الا عند وجود شروط وهي مذكورة
في كتب الاصول ومنها انه
لم يكن قواعد الجمع بين
المختلفات مضبوطة عندهم

بعدہ اصحاب ابو حنیفہ ان تصانیف کی خلاصہ کرنیکی او مطلب کو
قریب فہم کرنے اور مسائل نکالنے اور تائید کرنی اور حجت پکڑنیپر
متوجہ ہوئے پہر خراسان اور ماوراء النہر مین پھیل گئے اور اسکا
نام مذہب ابو حنیفہ رکہا گیا اور مذہب امام ابو حنیفہ ابو یوسف اور محمد کے
ساتہہ ایک مذہب شمار کیا گیا باوجودیکہ صاحبین مجتہد مطلق ہین
اور اونکی مخالفت بہی اصول اور فروع مین کم نہین اسلیے کہ اس اصل
مین سب موافق ہین اور نیز اسوجہ سے کہ مبسوط اور جامع کبیر مین اون سبکا
مذہب ایک ساتھہ لکھا گیا۔
امام شافعی ابتداے ظہور دونو مذہبون امام مالک و امام ابو حنیفہ مین
اونکی اصول اور فروع مرتب ہونیکی وقت ظاہر ہوے اونہون نے اگلونکی
کارروائی دیکہی اور اوسمین ایسی باتین پائین جنہون نے
اونکو پہلونکی راہ چلنی سے روکدیا اون باتونکا ذکر امام شافعی
نے شروع کتاب ام مین کیا ہے اونمین سے ایک یہہ ہے کہ لوگونکو معلوم
کیا کہ روایت مرسل اور منقطع دونو نکو لیتے ہین اور اسیوجہ سے
اون لوگونکے اقوال مین خلل پڑتا ہے کیونکہ جب حدیث کے سب
طریقونکو جمع کیا جاتا ہے تو ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سی مرسل حدیثین
بے اصل ہین اور بہت سی مرسل مسند کی مخالف ہوتی
ہین لہذا امام شافعی نے یہ ٹہرایا کہ حدیث مرسل کو نہ لینگے مگر
اوس صورتمین کہ شرطین پائی جائین وہ شرطین اصولکی
کتابونمین مذکور ہین۔ دوسری بات یہ ہے کہ مختلف
نصوص مین مطابقت کرنیکی قاعدے اون لوگونکے پاس ضبط نہ تھے

ع اصل سے
بعض ابراہیم نخعی
کی روش جو کہ امام
اعظم اور صاحبین کی
ہے وہی ان پر جاری ہین
ف مرسل وہ حدیث
ہے جسمین تابعی
کہے کہ آنحضرت صلعم نے
فرمایا یعنے اوسکی سند
مین ذکر صحابی کا نہو
اور منقطع وہ حدیث
ہے جسکی سند مین کوئی
راوی چھوٹ گیا ہو ۱۲

فطرق بذلك خلل في مجتهداتهم فوضع لها اصولا ودونها في كتاب وهذا اول تدوين كان في اصول الفقه مثاله ما بلغنا انه دخل على محمد بن الحسن وهو يطعن على اهل المدينة في قضائهم بالشاهد الواحد مع اليمين ويقول ان هذا زيادة على كتاب الله فقال الشافعي اثبت عندك انه لا يجوز الزيادة على كتاب الله بخبر الواحد قال نعم قال فلم قلت ان الوصية للوارث لا تجوز لقوله صلى الله عليه وسلم الا لا وصية لوارث وقد قال الله تعالى كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ الآية واورد عليه اشياء من هذا القبيل فانقطع كلام محمد بن الحسن ومنها ان بعض الاحاديث الصحيحة لم تبلغ علماء التابعين ممن وسد اليهم الفتوى فاجتهدوا بآرائهم واتبعوا العمومات او اقتدوا بمن مضى من الصحابة فافتوا حسب ذلك ثم ظهرت بعد ذلك في الطبقة الثالثة فلم يعملوا بها ظنا منهم انها تخالف عمل اهل مدينتهم وسنتهم التي لا اختلاف لهم فيها وذلك قادح في الحديث وعلة مسقطة له

اسوجہ سے اونکی اجتہادی مسالونمین خلل پڑ جاتا تھا امام شافعی نے اوسکی قواعد بنائے اور اونکو ایک کتاب مین لکھا اصول فقہ مین پہلی پہل یہی تحریر ہوئی اوسکی مثال یہ ہی کہ ہمنے سنا ہی کہ امام شافعی امام محمد کی پاس آئے جسوقت کہ وہ اہل مدینہ پر ایک گواہ اور قسم سی حکم دینی مین طعن کرتے تہے اور کہتے تہے کہ یہ قرآن پر زیادتی ہی امام شافعی نے کہا کہ کیا تمہارے نزدیک ثابت ہی کہ خبر واحد سے قرآن پر زیادتی جائز نہین امام محمد نے کہا ہان امام شافعی نے کہا کہ پہر کیون کہتے ہو کہ وصیت وارث کو درست نہین بوجہ ارشاد آنحضرت صلعم کہ وصیت وارث کے حق مین نہین ہی حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہی کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت الآیۃ یعنی حکم ہوا تمپر جب حاضر ہوا ایک کو تم مین سے موت اگر چہوڑ جاوے مال وصیت کرنا ماں باپ اور رشتہ دارونکو۔ اور امام شافعی نے اسی قسم کی چند باتین امام محمد پر پیش کین کہ وہ خاموش ہو رہے۔ اور تیسری بات یہ ہی کہ بعض صحیح حدیثین اون علما تابعین کو نہ پہنچین جنکو فتوی کا کام سپرد تہا اسوجہ سے اونہون نے اپنی رای سے اجتہاد کیا اور عمومات کا اتباع کیا یا اگلے صحابہ کا اقتدا کیا اور اوسکے موافق فتوی دیا پہر تیسرے طبقہ مین بعد کو وہ حدیثین ظاہر ہوئین اونپر اس گمان سے عمل نکیا کہ یہ ہمارے اہل شہر کے عمل اور طریق کی جنمین ہمکو کچھ اختلاف نہین مخالف ہین اور یہ بات حدیث مین موجب طعن اور علت سقوط ہی

اولم تظهر فى الطبقة الثالثة وانما ظهر بعد ذلك عند ما امعن اهل الحديث فى جمع طرق الحديث و رحلوا الى اقطار الارض وبحثوا عن حملة العلم فكثير من الاحاديث لا يرويه من الصحابة الا رجل او رجلان ولا يرويه عنه او عنهما الا رجل او رجلان وهلم جرا فخفى على اهل الفقه وظهر فى عصر الحفاظ الجامعين لطرق الحديث وكثير من الاحاديث رواه اهل البصرة مثلا وسائر الاقطار فى غفلة منه فبين الشافعى ان العلماء من الصحابة والتابعين لم يزل شانهم انهم يطلبون الحديث فى المسئلة فاذا لم يجدوا اعتسكوا بنوع اخر من الاستدلال ثم اذا ظهر عليهم الحديث بعد رجعوا من اجتهادهم الى الحديث فاذا كان الامر على ذلك لا يكون عدم تمسكهم بالحديث قدحا فيه اللهم الا اذا بينوا العلة القادحة مثاله حديث القلتين فانه حديث صحيح روى بطرق كثيرة معظمها يرجع الى الوليد بن كثير عن محمد بن جعفر بن الزبير او محمد بن عباد بن جعفر عن عبد الله ابن عبد الله عن ابن عمر

یا تیسرے طبقہ مین وہ حدیثین ظاہر نہوئین بلکہ اوسکے بعد ظاہر ہوئین جسوقت اہل حدیث نے طرق حدیث کی جمع کرنمین غور کیا اور ملکون ملکون پہرے اور علما کا تجسس کیا کیونکہ بہت سی حدیثین ہین کہ صحابہ مین سے صرف ایک یا دو اونکے راوی ہین پہر ان ایک یا دو سے بھی ایک یا دو ہی روایت کرتے ہین اور اسیطرح لئے جاؤ اسیوجہ سے یہ احادیث فقہ والونپر پوشیدہ رہین اور زمانہ حفاظ مین ظاہر ہوئین جنہون نے طرق حدیث کو جمع کیا اور نیز بہت سی حدیثین ہین کہ مثلاً اہل بصرہ ہی نے اونکو روایت کیا اور دوسرے طرفین اوس سے غافل ہین پس امام شافعی نے بیان کیا کہ علماے صحابہ اور تابعین کا حال برابر یہ رہا کہ وہ جواب مسالہ مین حدیث ڈہونڈتے اور جب حدیث نہ پاتی تو دوسری قسم کی استدلال سی حجت پکڑتے پہر آئیندہ جب اونپر حدیث ظاہر ہوتی تو اپنے اجتہاد سے حدیث کی جانب رجوع کرتے جب یہ حال ہی تو صحابہ کا حدیث پر تمسک نکرنا موجب طعن حدیث مین نہین ہی مگر ہان اوسی صورت مین کہ علت طعن بیان کردین - اوسکی مثال حدیث قلتین ہی کہ یہ حدیث صحیح اور بہت سے اسنادونسے مروی ہی اگرچہ مآل اکثر اسنادونکا اس اسناد کیطرف ہی ولید بن کثیر روایت کرتے ہین محمد بن جعفر بن زبیر سے یا محمد بن عباد بن جعفر سے اور وہ دونون راوی ہین عبید اللہ بن عبد اللہ سے اور وہ راوی ہین ابن عمر سے

ثم تشعبت الطرق بعد ذلك وهذان
وان كانا من الثقات لكنهما ليسا ممن
وسد اليهم الفتوى وعول الناس عليهم
فلم يظهر الحديث في عصر سعيد بن المسيب ولا
في عصر الزهري ولم يمش عليه المالكية
ولا الحنفية فلم يعملوا به وعمل به الشافعي
وكحديث خيار المجلس فانه حديث صحيح روي
بطرق كثيرة وعمل به ابن عمر وابو هريرة
من الصحابة ولم يظهر على الفقهاء السبعة
ومعاصريهم فلم يكونوا يقولون به فراى مالك
وابو حنيفة هذا علة قادحة في الحديث وعمل به
الشافعي ومنها ان اقوال الصحابة جمعت في
عصر الشافعي فتكثرت واختلفت وتشعبت
وراى كثيرا منها يخالف الحديث الصحيح حيث
لم يبلغهم وراى السلف لم يزالوا يرجعون
في مثل ذلك الى الحديث فترك
التمسك باقوالهم ما لم يتفقوا وقال هم
رجال ونحن رجال ومنها انه راى قوما
من الفقهاء يخلطون الراي الذي لم يسوغه
الشرع بالقياس الذي اثبته
فلا يميزون واحدا منهما من الآخر

پھر بعد اسکے بہت سے طریق شاخ در شاخ ہوگئے اور یہ دونو
راوی یعنے محمد بن جعفر اور محمد بن عباد اگرچہ معتبر ہین
لیکن اون لوگون مین سے نہین جنپر فتوے کا مدار اور لوگونکا
اعتماد ہوا سو جسے یہ حدیث سعید بن مسیب و زہری کے
زمانہ مین ظاہر نہوئی اور مالکیہ و حنفیہ اوسپر نچلے اور اسکے
بموجب عمل کیا اور امام شافعی نے اسپر عمل کیا۔ دوسری
مثال حدیث خیار مجلس ہی کہ یہ حدیث صحیح بہت سی اسنادون
سے مروی ہی صحابہ مین ابن عمر اور ابو ہریرہ نے اوسپر عمل کیا
اور فقہاے ہفتگانہ اور اونکے ہمعصرون پر ظاہر نہوا اسیوجہ سے وہ اوسکے
قایل نہوا اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ نے اسبات کو حدیث مین
طعن سمجھا اور امام شافعی نے اوسپر عمل کیا۔ چوتھی بات یہ ہی کہ
امام شافعی کی زمانہ مین صحابہ کے اقوال جمع ہو گئے کثرت سے اور
مختلف و متفرق تھے اونہوں نے بہت کو دیکھا کہ یہان اون لوگونکو
حدیث نہین پہونچی وہان صحیح حدیث کی مخالف ہین اور سلف کو
دیکھا کہ اس جیسے معاملہ مین برابر حدیث کی طرف رجوع
کرتے ہین لہذا امام شافعی نے اونکے اقوال سے
تمسک ترک کردیا جبتک کہ وہ لوگ متفق نہون اور
یہ کہا کہ وہ بھی مرد ہین اور ہم بھی مرد ہین۔ پانچوین
بات یہ ہی کہ کچھ لوگونکو فقہا مین سے دیکھا کہ وہ راے کو جسے
شریعت نے جایز نہین کیا قیاس سے خلط کرتے ہین جسکو
شریعت نے ثابت کیا ہی یعنے ایک کو دوسرے سے تمیز نہین کرتے

ويسمونه تارة بالاستحسان واعني بالرأي ان ينصب مظنة حرج او مصلحة علة لحكم وانما القياس ان يخرج العلة من الحكم المنصوص ويدار عليها الحكم فابطل هذا النوع اتم ابطال وقال من استحسن فانه اراد ان يكون شارعا حكاه العضد في شرح مختصر الاصول مثاله رشد اليتيم امر خفي فاقاموا مظنة الرشد وهو بلوغ خمس وعشرين سنة مقامه وقالوا اذا بلغ اليتيم هذا العمر سلم اليه ماله قالوا هذا استحسان والقياس ان لا يسلم اليه وبالجملة فلما راى في صنيع الاوائل مثل هذه الامور اخذ الفقه من الراس فاسس الاصول وفرع الفروع وصنف الكتب فاجاد وافاد واجتمع عليه الفقهاء وتصرفوا اختصارا وشرحا واستدلالا وتخريجا ثم تفرقوا في البلدان فكان هذا مذهب الشافعي والله اعلم

باب اسباب الاختلاف بين اهل الحديث واصحاب الراي

اعلم انه كان من العلماء في عصر سعيد بن المسيب

اور کبھی اوس رائے کو استحسان بولتے ہین۔ اور رائے سے میری غرض یہ ہی کہ کسی حرج یا مصلحت کی موقع کو حکم کی علت ٹھرایا جاوے اور قیاس وہی ہوتا ہی کہ حکم منصوص سے علت نکالی جاوے اور اوسی علت پر حکم کا مدار ہو غرض کہ امام شافعی نے اس رائے کو غایت درجہ پر باطل کیا اور کہا کہ جو کوئی استحسان کرتا ہی وہ یہہ چاہتا ہی کہ خود شارع ہو جاوے نقل کیا ہی اسکو عضد نے مختصر الاصول کی شرح مین۔ اوسکی مثال یتیم کا عاقل ہونا ہی کہ ایک امر پوشیدہ ہی اون لوگون نے موقع دانش یعنے پچیس سال کی عمر کو اسکے قائم مقام کیا اور کہا کہ یتیم جب اس عمر کو پہونچ جاوے تو اوسکا مال اوسکے سپرد کیا جاوے اور کہا یہ استحسان ہے اور قیاس یہ ہی کہ اوسکو نہ دیا جاوے —

حاصل یہ کہ جب امام شافعی نے پہلے لوگونکی کارروائی مین اسطرح کی باتین دیکھین فقہ کو از سر نو لیا اور اصول کی بنا ڈالی اور فروع کو نکالا اور کتابین تصنیف کین اور عمدہ لکھین اور فائدہ پہنچایا اور اونکے پاس فقہا جمع ہوئے اور اون کتابونمین مختصر کرنے اور شرح کرنے اور دلیل پکڑنے اور مسائل نکالنے کے تصرفات کئے پہر شہرون مین متفرق ہو گئے اور یہ مذہب شافعی کا ہوا واللہ اعلم

باب اہل حدیث اور اصحاب رائے کے مختلف ہونے کے اسباب کے ذکر مین

جاننا چاہیے کہ علما مین سے بعض لوگ سعید بن مسیب

وابراهیم والزهری وفی عصر مالک وسفیان ویعدذلک قوم یکرهون الخوض بالرأی ویهابون الفتیا والاستنباط الا لضرورة لایجدون منها بدا وکان اکبر همهم روایة حدیث رسول الله صلی الله علیه وسلم سئل عبدالله بن مسعود عن شیٔ فقال انی لاکره ان احل لک شیٔا حرمه الله علیک او احرم ما احله الله لک وقال معاذ بن جبل یا ایها الناس لا تعجلوا بالبلاء قبل نزوله فانه لم ینفک المسلمون ان یکون فیهم من اذا سئل سدد وروی نحو ذلک عن عمر و علی و ابن عباس و ابن مسعود فی کراهة التکلم فیما لم ینزل وقال ابن عمر لجابر بن زید انک من فقهاء البصرة فلا تفت الا بقرآن ناطق او سنة ماضیة فانک ان فعلت غیر ذلک هلکت واهلکت وقال ابو نضر لما قدم ابو سلمة البصرة اتیته انا والحسن فقال للحسن

اور ابراہیم اور زہری کے زمانہ مین اور نیز مالک اور سفیان کے زمانہ مین اور اوسکی بعد ایسے تھے کہ رائے مین خوض کرنا مکروہ جانتے تھے اور فتوے دینے اور استنباط کرنے مین خوف کرتے تھے بجز ضرورت کے کہ اوس سے چارہ نپاتے اور اونکا بڑا مطلب حدیث رسول خدا صلعم کا روایت کرنا تھا۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود سے کسی نے کسی چیز کا حال پوچھا اونہون نے کہا کہ مین مکروہ جانتا ہون کہ تیرے لئے وہ چیز حلال کر دون کہ جو اللہ تعالے نے تجہپر حرام کی ہے یا حرام کر دون اوس چیز کو کہ خدا نے تیرے واسطے حلال کیا ہو اور معاذ بن جبل نے کہا کہ اے لوگو بلا کی اوترنے سے پہلے جلدی مت کرو یعنی بے ہوئی بات کو پہلے سے مت پوچھو کیونکہ مسلمانون مین ہمیشہ ایسے رہین گے کہ جب ونسے پوچھا جائیگا تو درست جواب دینگے ۔ اور اسیطرح روایت ہے عمر فاروق رضہ اور علی رضہ اور ابن عباس رضہ اور عبداللہ بن مسعود سے درباب کراہت سوال کے اوس حادثہ مین کہ ابہی نازل نہین ہوا۔ اور ابن عمر نے جابر بن زید سے کہا کہ تو فقہای بصرہ سے ہے تو فتوی مت دینا مگر قرآن ناطق یا سنت جاری سے کیونکہ تو اگر اس کے سوا کریگا تو خود ہلاک ہوگا اور دوسرونکو ہلاک کریگا اور ابو نصر کہتے ہین کہ جب ابو سلمہ بصرہ مین آئے تو مین اور حسن بصری اونکے پاس گئے اونہون نے حسن سے کہا

یعنی جو حلال یا حرمت کسی چیز کی قرآن یا حدیث سے معلوم نہوا ہو اوسکی بابت کہ اسکو حرام یا حلال کہنا مکروہ جانا ہے مبادا ایسا ہو کہ حلال چیز حرام ہو جاوے یا اوسکے برعکس ۱۲

۳۲

ان الحسن ما كان احد بالبصرة احب الى
لقاء منك وذلك انه بلغنى انك
تفتى برايك فلا تفت برايك الا ان يكون سنة
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم او كتاب
منزل وقال ابن المنكدر ان العالم يدخل
فيما بين الله وبين عباده فليطلب لنفسه
المخرج وسئل الشعبى كيف كنتم
تصنعون اذا سئلتم قال على الخبير وقعت
كان اذا سئل الرجل قال لصاحبه
افتهم فلا يزال حتى يرجع الى الاول وقال
الشعبى ما حدثوك هؤلاء عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم فخذ به وما قالوه
برايهم فالقه فى الحش اخرج
هذه الآثار عن آخرها الدارمى
فوقع شيوع تدوين الحديث والاثر
فى بلدان الاسلام وكتابة الصحف والنسخ
حتى قل من يكون من اهل الرواية الا كان له
تدوين او صحيفة او نسخة من حاجتهم موقع
عظيم فطاف من ادرك من عظمائهم
ذلك الزمان بلاد الحجاز والشام والعراق ومصر
واليمن والخراسان وجمعوا الكتب وتتبعوا النسخ

کہ تم ہی حسن ہو مجھو تمہاری نسبت کسیکا ملنا بصرہ مین زیادہ
محبوب تھا اور اسکی وجہ یہ ہی کہ مجھکو خبر ملی ہی کہ تم اپنی رائے
سے فتوی دیتے ہو آئندہ کو اپنی رائے سے فتوی مت دو بجز اسکے
کہ سنت رسول خدا صلعم ہو یا قرآن مجید سے ۔ اور ابن منکدر کا
قول ہی کہ عالم خدا تعالے اور اسکے بندونکے درمیان واسطہ ہوتا ہی
اسکو چاہیئے کہ اپنے لئے نجات کی صورت تلاش کرے ۔ اور شعبی
سے کسی نے پوچھا کہ جب لوگ تمسے مسالہ پوچھتے تھے تو تم کیا کرتے تھے
انھون نے کہا کہ تو نے خبردار واقف کار سے دریافت کیا یون دستور تھا
کہ جب کسی مرد سے مسالہ پوچھا جاتا تو وہ اپنے ساتھی سے کہتا کہ تو انکو
فتوی دے اور وہ شخص تیسرے سے کہتا اسیطرح برابر ہوتا یہانتک
کہ سوال پہلے ہی شخص پر آ رہتا ۔ اور نیز شعبی نے کہا ہی کہ یہ لوگ
جو کچھ رسول خدا صلعم سے حدیث بیان کرین اسپر عمل کرو اور
جس بات کو اپنی رائے سے کہین اسکو جاضرور مین ڈالدو
ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہی ۔
غرض کہ جمع کرنا حدیث اور اثر صحابہ و تابعین کا اور لکھنا
چھوٹے رسالون اور بڑی کتابونکا اسلام کے شہرون مین
اسقدر شائع ہو گیا کہ روایت والونمین ایسا کم آدمی تھا
جسکے پاس کوئی مجموعہ یا رسالہ یا کتاب نہو اور انکی
بڑی ضرورت نکلی یعنے جن بڑے علمانے یہ زمانہ پایا اونھون
نے حجاز اور شام اور عراق اور مصر اور یمن اور خراسان
مین گشت کیا اور کتابونکو اکٹھا کیا اور نسخونکو تلاش کیا

دا معنوا فی التفحص عن غریب الحدیث
ونوادر الآثر فاجتمع باهتمام اولئک
من الحدیث والآثار مالم یجتمع لاحد
قبلهم وتیسر لهم مالم تیسر لاحد قبلهم
وخلص الیهم من طرق الاحادیث شئ
کثیر حتی کان لکثیر من الاحادیث عندهم
مائة طریق فما فوقها فکشف بعض الطرق
ما استتر فی بعضها الآخر وعرفوا محل
کل حدیث من الغرابة والاستفاضة
وامکن لهم النظر فی المتابعات والشواهد
وظهر علیهم احادیث صحیحة کثیرة لم تظهر
علی اهل الفتوی من قبل قال الشافعی لاحمد
انتم اعلم بالاخبار الصحیحة منا فاذا
کان خبر صحیح فاعلمونی حتی اذهب الیه کوفیا
کان او بصریا او شامیا حکاه ابن الهمام
وذلک لانه کم من حدیث صحیح لا یرویه الا اهل
بلد خاصة کافراد الشامیین والعراقیین او
اهل بیت خاصة کنسخة برید عن ابی بردة عن
ابی موسی ونسخة عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده او کان
الصحابی مقلا خاملا لم یحمل عنه الا شرذمة
قلیلون فمثل هذه الاحادیث یغفل عنها عامة اهل الفتوی

اور احادیث غریبہ اور نوادر آثار کو بہت محنت سے تجسس کیا
ان لوگونکے اہتمام سے وہ حدیثین اور آثار مجتمع ہوئے کہ پہلے کسی سے
جمع نہو سکے تھے اور اونکو وہ بات حاصل ہوئی کہ انسے پیشتر کسی کو
نصیب نہوئی تھی اور احادیث کی سندین اس کثرت سے بہم
پہونچگئین بہت سی حدیثونکی سندین انکے پاس سو اور زیادہ
ہوگئین جنمین سے بعض سندونے وہ باتین ضح کردی جو اور سندونمین
چھپی ہوئی تھی اور جنسے انہونے ہر حدیث کا غریب ہونا اور مشہور ہونا
پہچان لیا اور متابعات اور شواہد مین نظر کرنے پر قادر ہوئے اور
اونکو ایسی صحیح حدیثین بہت ظاہر ہوئین کہ فتوی والونپر
ظاہر نہین ہوئی تھین چنانچہ امام شافعی نے امام احمد سے کہا
کہ تم صحیح حدیثین ہمسے زیادہ جانتے ہو تو اگر کوئی حدیث صحیح ہو
تو مجھے تبلانا کہ مین اسپر عمل کرون خواہ کوفی ہو یا بصری یا شامی
نقل کیا ہی اسکو ابن ہمام نے اور اہل فتوی پر نہ ظاہر ہونیکی
یہ وجہ تھی کہ بہت سی صحیح حدیثین صرف خاص ایک شہر والے
روایت کرتے ہین جیسے شامیون اور عراقیونکی افراد یا
خاص ایک گھر والے روایت کرتے ہین مثل نسخہ برید
کہ روایت کرتے ہین ابو بردہ سے اور وہ راوی ہین
ابو موسی اشعری سے اور مثل نسخہ عمرو بن شعیب کہ راوی ہین اپنے
باپ شعیب سے اور وہ راوی ہین اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو سے
یا یہ کہ صحابی کم روایت کرنیوالا غیر معروف ہو کہ اوس سے بجز تھوڑے سے
لوگونکے کسینے روایت نکی تو اس قسم کی حدیثونسے اکثر اہل فتوی غافل ہے

ف جب کئی راوی ایک ہی
مضمون کی حدیثین روایت کرین
اور راوی اخیر یعنی صحابی ایک ہی
ہو تو یہ حدیثین ایک دوسرے کے
متابع کہلاتی ہین اور اگر مضمون
ایک ہو اور صحابی دو
۳۴
ہون یا زیادہ تو وہ
حدیثین ایک دوسرے کے
شاہد کہلاتی ہین اور اوس حدیث
جمع فرد کی ہے اور فرد وہ
حدیث ہے جسکا راوی ایک ہو
کہ وہ ایک ہی درجہ مین ہو اور
اسکو غریب بھی کہتے ہین ۱۲

واجتمعت عندهم آثار فقهاء كل بلد من
الصحابة والتابعين وكان الرجل
فيما قبلهم لا يتمكن الا من جمع حديث بلده
واصحابه وكان من قبلهم يعتمدون في
معرفة اسماء الرجال ومراتب عدالتهم على
ما يخلص اليهم من مشاهدة الحال وتتبع القرائن
وامعن هذه الطبقة في هذا الفن وجعلوه
شيئا مستقلا بالتدوين والبحث وناظروا
في الحكم بالصحة وغيرها فانكشف عليهم بهذا
التدوين والمناظرة ما كان خفيا من حال
الاتصال والانقطاع وكان سفيان ووكيع
وامثالهما يجتهدون غاية الاجتهاد فلا
يتمكنون من الحديث المرفوع المتصل الا من دون
الف حديث كما ذكره ابو داؤد السجستاني
في رسالته الى اهل مكة وكان اهل هذه الطبقة
يروون اربعين الف حديث فما يقرب منها
بل صح عن البخاري انه اختصر صحيحه من
ستمائة الف حديث وعن ابي داؤد انه اختصر سننه من
خمسمائة الف حديث وجعل احمد مسنده ميزانا يعرف به
حديث رسول الله صلعم فما وجد فيه ولو بطريق
واحد من طرقه فله اصل والا فلا اصل له
فكان رؤس هؤلاء عبد الرحمن بن مهدي ويحيى
بن سعيد القطان ويزيد بن هارون وعبد الرزاق

اور اہل روایت کے پاس ہر شہر کے فقہای صحابہ و تابعین کے
آثار جمع ہوئے اور اُنسے پیشتر کا شخص صرف اپنے شہر اور اپنے
اصحاب کی احادیث جمع کر سکتا تھا اور نیز پہلے لوگ اسماء رجال
کے پہچاننے اور اُنکی عدالت کے مراتب معلوم کرنے میں اُس
مشاہدہ حال اور تلاش قراین پر اعتماد کرتے تھے جو اُن سے
بن پڑتے تھے اور اہل روایت کے طبقہ نے اس فن میں خوب غور
کیا اور لکھنے اور بحث کرنے میں اُسکو امر مستقل ٹھیرایا اور اُسکی
صحت وغیرہ کے حکم کرنے میں مناظرہ کئے تو اس لکھنے اور مناظرہ
کرنے سے جو حال اتصال اور انقطاع کا پوشیدہ تھا وہ اُنپر ظاہر
ہو گیا - اور سفیان اور وکیع اور اُنکے مثل نہایت درجہ کی
کوشش کرتے تھے پھر بھی حدیث مرفوع متصل پر ہزار سے
کم ہی قادر رہے تھے چنانچہ ابوداود سجستانی نے اپنے خط میں جو اہل مکہ
کو لکھا ہے اسکا ذکر کیا ہے - اور اس طبقہ والے چالیس ہزار حدیث کے
قریب روایت کرتے تھے بلکہ بخاری سے نقل صحیح ہے کہ انہوں نے صحیح
بخاری کو چھہ لاکھہ حدیثوں سے مختصر کیا - اور ابوداؤد سے مروی ہے
کہ اُنھوں نے اپنی سنن کو پانچ لاکھہ حدیثوں سے چھانٹا - اور امام احمد نے
اپنی مسند کو میزان ٹھیرایا ہے جس سے حدیث رسول اللہ صلعم کی پہچانی
جائے یعنی جو حدیث مسند میں ہو اگرچہ اُسکے ایک ہی سند ہو
تو اُس حدیث کی اصل ہے اور اگر مسند میں نہو تو وہ بے اصل ہے
غرض کہ اس طبقہ کے سردار یہ لوگ ہیں عبد الرحمن بن مہدی
اور یحیی بن سعید قطان اور یزید بن ہارون اور عبد الرزاق

وابو بكر بن ابي شيبة ومسدد وهناد
واحمد بن حنبل واسحق بن راهويه
والفضل بن دكين وعلي المديني واقرانهم
وهذه الطبقة هي الطراز الاول من طبقات المحدثين
فرجع المحققون منهم بعد احكام فن الرواية
ومعرفة مراتب الاحاديث الى الفقه
فلم يكن عندهم من الراي ان يجمع على تقليد رجل
ممن مضى مع ما يرون من الاحاديث والاثار
المناقضة لكل مذهب من تلك المذاهب فاخذوا
يتتبعون احاديث النبي صلى الله عليه وسلم
واثار الصحابة والتابعين والمجتهدين على
قواعد احكموها في نفوسهم وانا ابينها لك في
كلمات يسيرة

كان عندهم انه اذا وجد في المسئلة
قران ناطق فلا يجوز التحول منه الى غيره
واذا كان القران محتملا لوجوه فالسنة
قاضية عليه فاذا لم يجدوا في كتاب الله
اخذوا بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
سواء كان مستفيضا دائرا بين الفقهاء
او يكون مختصا باهل بلد او اهل بيت او بطريق
خاصة وسواء عمل به الصحابة والفقهاء او لم يعملوا به ومتى

اور ابو بکر بن ابو شیبہ اور مسدد اور ہناد اور امام
احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ اور فضل بن دکین
اور علی مدینی اور اونکے ہمسر اور یہی طبقہ محدثین کے
طبقات مین سے نقش اول ہی ۔۔۔

انمین سے محقق شخص بعد مضبوط کرنے فن روایت اور
پہچاننے مراتب حدیث کی فقہ کیطرف مائل ہوے اونکی یہ راے
نہ تھی کہ گذشتہ لوگون مین سے کسی شخص کی تقلید پر اتفاق کیا
جاے باوجودیکہ احادیث اور آثار مخالف ہر مذہب کے اون مذہبون مین
سے اونکے پیش نظر تھے لہذا اونہون نے احادیث پیغمبر صلعم اور آثار
صحابہ اور تابعین اور اقوال مجتہدین کو اون قواعد کے
موافق جانچین جو انہون نے پختہ کر رکھے تھے تحقیق اور تلاش کرنا
شروع کیا اور مین اون قواعد کو تمسے تھوڑے سے
الفاظ مین بیان کیے دیتا ہون ۔

اونکے یہان یہ قاعدہ تھا کہ جب مسالہ مین قرآن ناطق
پایا جاوے تو اوس سے دوسری چیز کیطرف پھرنا جایز نہین ۔
اور جب قرآن مین کئی صورتونکا احتمال ہو تو حدیث
رسول خدا صلعم اوس پر حاکم ہو گی ۔ اور جب قرآن مین نپائین
تو حدیث رسول اللہ صلعم کو اختیار کرین خواہ مشہور
اور فقہا مین رائج ہو خواہ کسی شہر یا کسی خاندان
یا کسی خاص طریق سے مخصوص ہو ۔ اور خواہ صحابہ
اور فقہا نے اوس پر عمل کیا ہو یا نکیا ہو اور جب

كان في المسئلة حديث فلا يتبع فيها خلافه اثر
من الآثار ولا اجتهاد احد من المجتهدين واذا
افرغوا جهدهم في تتبع الاحاديث ولم يجدوا
في المسئلة حديثا اخذوا باقوال جماعة من
الصحابة والتابعين ولا يتقيدون بقوم دون
قوم ولا بلد دون بلد كما كان يفعل من قبلهم
فان اتفق جمهور الخلفاء والفقهاء على شئ
فهو المتبع وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم علما
واورعهم ورعا واكثرهم ضبطا او ما اشتهر
عنهم فان وجدوا شيئا يستوي فيه قولان فهي
مسئلة ذات قولين فان عجزوا عن ذلك ايضا
تاملوا في عمومات الكتاب والسنة وايماءاتها
واقتضاءاتها وحملوا نظير المسئلة عليها
في الجواب اذا كانتا متقاربتين بادي الرأي
لا يعتمدون في ذلك على قواعد من الاصول ولكن
على ما يخلص الى الفهم ويثلج به الصدر كما انه
ليس ميزان التواتر عدد الرواة ولا حالهم
ولكن اليقين الذي يعقبه في قلوب
الناس كما نبهنا على ذلك في بيان حال الصحابة
وكانت هذه الاصول مستخرجة من صنيع الاوائل
وتصريحاتهم وعن ميمون بن مهران قال

مسئلہ مین کوئی حدیث موجود ہو تو اوسمین اوسکے خلاف
کی پیروی نکیجاوے خواہ اوسکے خلاف اثر ہو خواہ کسی مجتہد کا
اجتہاد اور جس صورت مین احادیث کی تلاش مین خوب
کوشش کرتے اور مسئلہ مین کوئی حدیث نپاتے تو اقوال گروہ
صحابہ اور تابعین اختیار کرتے بدون قید کسی خاص قوم
اور کسی خاص شہر کی جیسی ان سے پہلے لوگ کرتی تہے - اور اگر جمہور
خلفا اور فقہا کسی بات پر متفق ہو جاوین تو اوسیکا اتباع کیا جاتا
اور اگر اختلاف کرین تو ایسے شخص کی حدیث اختیار کرتے
جو علم اور ورع اور ضبط مین بڑہکر ہو یا وہ بات اختیار کرتے
جو ان سے مشہور ہو اور اگر کوئی بات ایسی پاتے جسمین دو قول
برابر ہوتے تو وہ مسئلہ دو قول والا کہلاتا - اور اگر اسبات سے بہی
عاجز ہوتے تو عمومات قران اور سنت کے اشارون اور اقتضاؤن مین
تامل کرتے اور مسئلہ کی نظیر کو جواب مین اوسپر محمول کرتے
بشرطیکہ وہ دونو ظاہر مین ایک سی ہوتی اس باب مین اصول کے
قواعد پر اعتماد نکرتے بلکہ اوسپر اعتماد کرتے جو اونکی سمجھ مین آتا اور جس سے
اونکی دل کا اطمینان ہوتا جیسے متواتر ہونیکی میزان راویون
کے شمار اور اونکا حال نہین بلکہ وہ یقین ہی کہ حدیث متواتر
سننے کے بعد لوگونکے دلمین ہوتا ہی چنانچہ بیان حال
صحابہ مین ہمنے اسپر تنبیہ کی ہی -
اور یہ قواعد پہلے لوگونکے افعال اور اقوال صریحہ سے نکالے
گئے ہین - میمون بن مہران کی مروی ہی کہ اونہون نے کہا

كان ابو بكر اذا ورد عليه الخصم نظر فى
كتاب الله فان وجد فيه ما يقضى بينهم قضى به
وان لم يكن فى الكتاب وعلم من رسول الله صلى الله
عليه وسلم فى ذلك الامر سنة قضى بها فان اعياه
خرج فسأل المسلمين وقال اتانى كذا وكذا فهل
علمتم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى
فى ذلك بقضاء فربما اجتمع اليه النفر كلهم
يذكر من رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه قضاء
فيقول ابو بكر الحمد لله الذى جعل فينا من
يحفظ على نبينا فان اعياه ان يجد
فيه سنة من رسول الله
صلى الله عليه وسلم جمع رؤس
الناس وخيارهم فاستشارهم
فاذا اجتمع رأيهم على امر قضى به
وعن شريح ان عمر بن الخطاب
كتب اليه ان جاءك شئ فى
كتاب الله فاقض به ولا يلفتك
عنه الرجال فان جاءك ما ليس فى
كتاب الله فانظر سنة
رسول الله صلى الله عليه
وسلم فاقض بها

کہ حضرت ابو بکر صدیق کے پاس جب کوئی مقدمہ والا آتا
تو قرآن مین دیکھتے اگر قران مین حکم فیصلہ باہمی کا پاتے
تو اوسکے موافق حکم کرتے اور اگر قران مین نہوتا اور حدیث
رسول خدا صلعم اس باب مین انکو معلوم ہوتی تو اوسکے
موافق حکم کرتے اور اگر ان دونون باتون سے عاجز ہوتے
تو باہر نکلتے اور مسلمانون سے پوچھتے اور فرماتے کہ میرے پاس
فلان معاملہ آیا ہی کیا تمکو معلوم ہی کہ رسول خدا صلعم نے اس
باب مین کوئی حکم فرمایا ہی بعض اوقات انکی خدمت مین
بہت لوگ جمع ہوجاتے ہر ایک انمین سے اوس معاملہ مین
حکم رسول خدا صلعم کا بیان کرتا حضرت صدیق فرماتے
کہ خدا کا شکر ہے جسنے ہم مین ایسے لوگ بنائے جو ہمارے
پیغمبر صلعم کے احکام یاد رکھتے ہین - اور اگر اس بات سے
بھی عاجز ہوتے کہ اوس معاملہ مین حدیث رسول خدا
صلعم سے ملی تو لوگونکے سردارون اور بہترونکو جمع کرتے اور
اونسے مشورہ لیتے جب انکی رائے کسی بات پر متفق ہوتی
تو اوسکے بموجب حکم کرتے - اور شریح قاضی سے مروی ہے
کہ حضرت عمر فاروق نے انکو لکھا کہ اگر تمہارے پاس
ایسا مسالہ آوے جو قرآن مین ہی تو قرآن کے بموجب حکم
کرنا اور اس بات سے تمکو لوگ منحرف نکرین اور اگر تمہارے
پاس ایسا مسالہ آوے کہ قرآن مین نہو تو حدیث
رسول خدا صلعم کو دیکھنا اور اوسکے بموجب حکم کرنا

فان جاءك ما ليس في كتاب الله ولم يكن فيه
سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
فانظر ما اجتمع عليه الناس فخذ به فان
جاءك ما ليس في كتاب الله ولم يكن فيه
سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
ولم يتكلم فيه احد قبلك فاختر اي
الامرين شئت ان شئت ان تجتهد برأيك
ثم تقدم فتقدم وان شئت ان تتأخر
فتأخر ولا ارى التأخر الا خيرا لك وعن
عبد الله بن مسعود قال اتى علينا زمان لسنا
نقضي ولسنا هنالك وان الله قد قدر
من الامر ان قد بلغنا ما ترون فمن عرض له
قضاء بعد اليوم فليقض فيه بما في كتاب الله
عز وجل فان جاءه ما ليس في كتاب الله
فليقض بما قضى به رسول الله
صلى الله عليه وسلم فان جاءه ما ليس
في كتاب الله ولم يقض به رسول الله
صلى الله عليه وسلم فليقض بما قضى به الصالحون
ولا يقل اني اخاف واني ارى فان الحرام بين
والحلال بين وبين ذلك امور مشتبهة
فدع ما يريبك الى ما لا يريبك

اور اگر ایسا مسالہ تمہارے پاس آوے کہ نہ قرآن مین ہو
اور نہ اسمین کوئی حدیث رسول خدا صلعم کی ہو تو جس بات پر
لوگونکا اجماع ہوا اسکو دیکھنا اور اسکی مطابق اختیار کرنا
اور اگر تمہارے پاس ایسا مسالہ آوے کہ نہ قرآن مین ہی
اور نہ اس باب مین حدیث رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی
اور نہ تمسے پہلے کسینی اس باب مین کلام کیا تو دو باتو مین
جون سی چاہو پسند کرو اگر چاہو اپنی راے سے اجتہاد کرو پہر آگے
بڑہو تو آگے بڑہو اور اگر چاہو کہ دیر کرو تو دیر کرو اور مین تمہارے
حق مین دیر کرنے ہی کو بہتر سمجھتا ہون اور عبد اللہ بن مسعود
سے مروی ہی کہ انہونے کہا کہ ہم پر ایک وقت ایسا گذرا کہ ہم
حکم نکرتے تھے اور نہ اسکے لایق تھے اور خداے تعالے نے ہماری تقدیر
مین یہ لکھا تھا کہ ہم اس رتبہ پر پہونچے جسپر تم دیکھتے ہو تو آج کے
بعد جس کسی کے سامنے کوئی جھگڑا پیش ہو تو اسمین بموجب حکم
قرآن کے حکم کرے اور اگر اسکے پاس وہ صورت آوے کہ قرآن مین
نہو تو مطابق اوس حکم کے فیصلہ کرے جو رسول خدا صلعم نے حکم کیا
اور اگر اسکے پاس وہ معاملہ آوے کہ نہ قرآن مین ہی اور نہ رسول خدا
صلعم نے اسکا حکم دیا تو اس فیصلہ کے بموجب حکم کرے کہ علماے
صالح نے اس سے فیصلہ کیا ہی اور یہ نہ کہے کہ مین ڈرتا ہون
اور مین تجویز کرتا ہون کیونکہ حرام ظاہر ہے اور حلال بہی
ظاہر اور جو چیزین انکے بیچمین ہین انمین شک اور شبہ ہی تو جن
باتو مین تجھے شبہ ہو چھوڑ دو اور جنمین تجھے شبہ نہوا انکو اختیار کر

وكان ابن عباس اذا سئل عن
الامر فكان في القرآن اخبر به وان لم
يكن في القرآن وكان عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم اخبر به فان لم يكن فعن ابي بكر
وعمر فان لم يكن قال فيه برائه وعن ابن عباس
اما تخافون ان تعذبوا او يخسف بكم ان
تقولوا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
وقال فلان وعن قتادة قال حدث ابن
سيرين رجلا بحديث عن النبي صلى الله
عليه وسلم فقال قال فلان كذا وكذا
فقال ابن سيرين احدثك عن النبي
صلى الله عليه وسلم وتقول قال فلان كذا
وكذا وعن الاوزاعي قال كتب عمر بن عبد العزيز
انه لا راي لاحد في كتاب الله وانما
راي الائمة فيما لم ينزل فيه كتاب ولم
تمض فيه سنة عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم ولا راي لاحد في
سنة سنها رسول الله صلى الله عليه وسلم
وعن الاعمش قال كان ابراهيم
يقول يقوم عن يساره فحدثته
عن سميع الزيات

اور حضرت ابن عباس جب کوئی بات پوچھی جاتی اور
قرآن میں ہوتی تو اوسکو بتا دیتے اور اگر قرآن میں نہوتی
اور رسول خدا صلعم سے روایت ہوتی تو اوسکی موجب بتا دیتے
اور اگر حدیث میں بھی نہوتی تو ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے
اقوال سے جواب دیتے اور اگر اونکے اقوال میں بھی نہ ملتی تو اوس
باب میں اپنی رائے سے کہتے۔ اور نیز ابن عباس سے منقول ہے کہ
کیا تم ڈرتے نہیں کہ عذاب دئے جاؤ یا زمین میں
دھنسا جاؤ اپنے اس کہنے سے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا اور
فلانے شخص نے کہا۔ اور قتادہ سے مروی ہے کہ ابن سیرین
نے ایک مرد سے حدیث پیغمبر صلعم کے بیان کی اس مرد نے کہا
کہ فلانے شخص نے ایسا ایسا کہا ہے ابن سیرین نے کہا کہ میں
تجھکو پیغمبر صلعم سے حدیث بیان کرتا ہوں اور تو کہتا ہے کہ
فلانے ایسا ایسا کہا ہے۔ اور اوزاعی سے منقول ہے کہ
عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ قرآن کے حکم میں کسی کی
رائے کا اعتبار نہیں بلکہ ایمہ کی رائے اوسی صورت
میں ہے کہ جس میں قرآن نازل نہوا ہو اور نہ حدیث
رسول خدا صلعم کی اوسمیں وارد ہو اور جس سنت کو کہ
رسول خدا صلعم نے مقرر فرمایا ہے اوسمیں کسی کی رائے کا
اعتبار نہیں۔ اور اعمش سے مروی ہے کہ انہوں نے
کہا کہ ابراہیم نخعی امام کے بائیں طرف کھڑے ہونے کے قائل تھے
میں نے اونکے سامنے حدیث بیان کی سمیع زیات سے

له یعنی حدیث کا مقابل میں کسی کا قول نقل مت کرو ورنہ مستحق عذاب ہوگے

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اقامہ عن یمینہ فاخذ بہ وعن الشعبی جاء
رجل یسئلہ عن شیٔ فقال کان ابن مسعود
یقول فیہ کذا وکذا قال اخبرنی انت برائک
فقال الا تعجبون من ھذا اخبرتہ عن ابن
مسعود ویسئلنی عن رائی ودینی اثر عندی
من ذلک واللہ لان اتغنی بغنیۃ احب الی
من ان اخبرک برائی اخرج ھذہ الآثار
کلھا الدارمی واخرج الترمذی عن
ابی السائب قال کنا عند وکیع فقال لرجل
ممن ینظر فی الرای اشعر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ویقول ابو حنیفۃ ھو مثلۃ
قال الرجل فانہ قد روی عن ابراھیم
النخعی انہ قال الاشعار مثلۃ قال رایت
وکیعا غضب غضبا شدیدا وقال اقول
لک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وتقول قال ابراھیم ما احقک بان تحبس
ثم لا تخرج حتی تنزع عن قولک وعن
عبد اللہ بن عباس وعطاء ومجاھد
ومالک بن انس انھم کانوا یقولون
ما من احد الا وماخوذ من کلامہ

کہ وہ روایت کرتے ہیں ابن عباس سے کہ پیغمبر صلعم نے اونکو اپنی داہنی
جانب کھڑا کیا ابراہیم نے اس حدیث کو مان لیا۔ اور شعبی
سے منقول ہی کہ ایک مرد اونکے پاس آیا کہ کسی باتکو ونسے پوچھتا تھا
شعبی نے کہا کہ ابن مسعود نے اسباب میں ایسا ایسا کہتے تھے اوس
شخص نے کہا کہ آپ مجھے اپنی راے بتائیے شعبی نے حاضرین سے کہا کہ تم
اس شخص سے تعجب نہیں کرتے کہ مینے اوسکو روایت ابن مسعود کی
بتادی اور وہ مجھسے میری راے پوچھتا ہے میرے نزدیک میرا
طریق اپنی راے بتانیسے بہتر ہے بخدا کہ مین اگر کسی بلا مین
مبتلا ہوں یہ بات مجھکو محبوب تر ہے اس سے کہ تجھے اپنی راے بتاؤں
ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے ابو سائب سے
روایت کیا کہ ہم وکیع کے پاس تھے وکیع نے ایک مرد سے جو راے کا
معتقد تھا کہا کہ رسول خدا صلعم نے اشعار فرمایا ہے اور امام ابو حنیفہ
کہتے ہیں کہ اشعار مثلہ ہے اوس مرد نے کہا کہ ابراہیم نخعی سے
منقول ہے کہ اونہوں نے کہا کہ اشعار مثلہ ہے ابو سائب کہتے ہیں
کہ مینے وکیع کو دیکھا کہ نہایت درجہ کو غصہ کیا اور کہا
کہ مین تجھسے کہتا ہوں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے اور تو
کہتا ہے کہ ابراہیم نے کہا ہے تو نہایت مستحق اسکا ہے
کہ قید کیا جاے اور جب تک اپنے قول سے باز نہ آئے قید سے
نکالا نجاے۔ اور عبداللہ بن عباس اور عطا اور مجاہد اور
مالک بن انس سے منقول ہے کہ وہ یہ کہتے تھے کہ کوئی
شخص بجز رسول خدا صلعم کے ایسا نہیں کہ اوسکی بعض بات نہ لیجائے

الغنی بعین معجمہ و نون بصیغہ واحد متکلم باب تفعل سے ہے اسیطرح
بغنیۃ بعین معجمہ و نون سے بوزن صحیفہ ہے اور اسکے بموجب ترجمہ کیا ۱۲
اشعار اصل مین بمعنی واقف کرنا اور اصطلاح شرع مین اوسکو کہتے ہین کہ ہدی کی کوہان کی دہنی جانب چھری وغیرہ سے ایسا زخم کردین کہ بظاہر خون آلودہ ہوجاے ۱۲
مثلہ بضم میم و سکون مثلثہ ناک کان وغیرہ کاٹنا ۱۲

ومردود عليه الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وبالجملة فلما مهدوا الفقه على هذه القواعد فلم يكن مسئلة من المسائل التي تكلم فيها من قبلهم والتي وقعت في زمانهم الا وجدوا فيها حديثا مرفوعا متصلا او مرسلا او موقوفا صحيحا او حسنا او صالحا للاعتبار او وجدوا اثرا من آثار الشيخين او سائر الخلفاء وقضاة الامصار وفقهاء البلدان او استنباطا من عموم او ايماء او اقتضاء فيسر الله لهم العمل بالسنة على هذا الوجه وكان اعظمهم شانا واوسعهم رواية واعرفهم للحديث مرتبة واعمقهم فقها احمد بن محمد بن حنبل ثم اسحاق بن راهويه فكان ترتيب الفقه على هذا الوجه يتوقف على جمع شيء كثير من الاحاديث والآثار حتى سئل احمد يكفي الرجل مائة الف حديث حتى يفتي قال لا حتى قيل خمسمائة الف حديث قال ارجو له كذا في غاية المنتهى ومراده الافتاء على هذا الاصل ثم انشأ الله قرنا آخر فرأوا اصحابهم قد كفوا مؤنة جمع الاحاديث وتمهيد الفقه على هذا الاصل فتفرغوا لفنون اخرى كتمييز الحديث الصحيح المجمع عليه بين كبراء اهل الحديث كيزيد بن هارون

اور بعض نہ مانی جاتے۔

حاصل یہ کہ جب اُن لوگوں نے فقہ کو اِن قواعد پر مرتب کیا تو کوئی مسالا اُن مسایل میں سے جنمیں پیشتر والوں نے کلام کیا تہا اور نیز اُنمیں سے جو خاص اُنکے زمانہ میں واقع ہوئے ایسا نتہا جس میں اُنکو حدیث مرفوع متصل یا مرسل یا موقوف صحیح یا حسن یا لائق اعتبار کے نہ ملی ہو یا کوئی اثر آثار شیخین یا اور خلفا کا اور شہروں کے قاضیوں اور فقہا کا نپایا ہو یا خود عموم یا اشارہ یا اقتضا سے استنباط نکیا ہو غرضکہ اُنکو سنت پر عمل کرنا اس صورت سے خدا نے آسان کر دیا اُنمیں سے زیادہ عظیم الشان اور روایت میں وسیع تر اور مرتبہ حدیث سے زیادہ واقف اور فقہ میں زیادہ غور کرنیوالے دو شخص ہیں امام احمد بن محمد بن حنبل پہر اسحق بن راہویہ۔ اور فقہ کا مرتب کرنا اس صورت پر بہت سی حدیثوں اور آثار کے جمع کرنے پر منحصر ہی حتی کہ امام احمد سے پوچہا گیا کہ ایک لاکہہ حدیثیں آدمی کو مفتی ہونے کیلیئے کافی ہیں امام احمد نے کہا نہیں یہانتک کہ پانچ لاکہہ حدیثوں کا ذکر اُنسے کیا گیا تب اُنہوں نے کہا کہ میں توقع کرتا ہوں کہ اُسکے لئے کافی ہوں اسیطرح ہی غایۃ المنتہی میں۔ اور غرض امام احمد کی فتوی دینا اسی قاعدہ کے بموجب ہے۔

پہر خدائے تعالے نے ایک اور گروہ پیدا کیا اُنہوں نے دیکہا کہ پہلے گروہ والوں نے ہمکو احادیث کی جمع کرنے اور اُس قاعدے کے موافق فقہ کے مرتب کرنے کی مشقت سے بچا دیا اسلیئے یہ لوگ دوسرے فنون میں مشغول ہوئے مثلاً جدا کرنا حدیث صحیح کا جس پر بڑے بڑے محدثوں کا اتفاق ہے جیسے یزید بن ہارون

٥ مرفوع وہ حدیث ہو کہ جسکے سند ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہوئی ہو اور متصل وہ ہو کہ جسکی سند میں شروع سے آخر تک سب راوی مذکور ہوں اور اسکو مسند بھی کہتے ہیں ٤٢ اور مرسل وہ ہو کہ جسمیں تابعی کہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا یعنی بلا واسطہ

ويحيى بن سعيد القطان واحمد واسحق واضرابهم
ويجمع احاديث الفقه التي بني عليها فقهاء الامصار
وعلماء البلدان مذاهبهم وكالحكم على كل حديث
بما يستحقه كالشاذة والفاذة من الاحاديث التي
لم يرووها او طرقها التي لم يخرجوا من جهتها الاوائل
مما فيه اتصال او علو سند او رواية فقيه عن فقيه
او حافظ عن حافظ ونحو ذلك من المطالب العلمية
وهؤلاء هم البخاري ومسلم وابو داؤد وعبد بن حميد
والدارمي وابن ماجة وابو يعلى
والترمذي والنسائي والدارقطني
والحاكم والبيهقي والخطيب والديلمي
وابن عبد البر وامثالهم
وكان اوسعهم علما عندي وانفعهم
تصنيفا واشهرهم ذكرا رجال اربعة متقاربون
في العصر اولهم ابو عبد الله البخاري
وكان غرضه تجريد الاحاديث الصحاح
المستفيضة المتصلة من غيرها واستنباط
الفقه والسيرة والتفسير منها فصنف جامعه
الصحيح فوفى بما شرط وبلغنا ان رجلا من الصالحين
رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم في منامه
وهو يقول ما لك

اور یحیی بن سعید قطان اور احمد اور اسحق اور اُنکے ہمسرون کا
اور مثل جمع کرنے احادیث فقہ کے جنپر شہرونکے فقہا اور
علمانے اپنے مذہبون کی بنا ڈالی ہی اور مثل حکم لگانے کے
ہر حدیث پر جسکے وہ لائق ہی جیسے شاذہ[له] اور فاذہ اُن حدیثون
سے جو پہلون نے روایت نہین کین - یا مثل جمع کرنے اُن
اسنادون کے جنکی رو سے پہلون نے روایت نہین کی باین لحاظ
کہ سند جدید مین اتصال یا عالی ہونا سند کا یا روایت کرنا
فقیہ کا فقیہ سے یا حافظ کا حافظ سے اور مثل اسکے مطالب علمیہ
پائی جاتی ہین اور اس دوسرے گروہ کے لوگ بخاری اور مسلم
اور ابو داود اور عبد بن حمید اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابو یعلی
اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور خطیب اور
دیلمی اور ابن عبد البر اور اُنکے امثال ہین -
اور میرے نزدیک علم مین زیادہ وسیع اور تصنیف سے زیادہ
نفع پہونچانیوالے اور ذکر مین زیادہ مشہور چار شخص زمانہ مین ایک
دوسرے کے قریب ہین - اُنمین سے اوّل ابو عبد اللہ بخاری ہین
جنکی غرض احادیث صحیح مشہور متصل کو اور حدیثون سے علحدہ کرنا
اور فقہ اور سیر اور تفسیر کا احادیث سے استنباط کرنا ہے
اسی غرض سے اُنہون نے اپنی کتاب جامع صحیح بخاری کو
تصنیف کیا اور جو شرط کی تھی اُسکو پورا کیا اور ہمکو یہ خبر
ملی ہی کہ کسی نیکبخت نے رسول خدا صلعم کو خواب مین دیکھا
کہ آپ یون ارشاد فرماتے ہین کہ تجھے کیا ہوا ہے

[له] شاذہ وہ روایت ہی کہ ثقات کی روایت کے مخالف ہو اور فاذہ یعنی نادر کے ہی اور بعض اوقات شاذہ اور فاذہ کو غریب بھی کہتے ہین اور یہ دونون لفظ بتشدید ذال معجمہ ہین ۱۲ ۱۲

۴۳

اشتغلت بفقه محمد بن ادريس وتركت
كتابي قال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم
وما كتابك قال صحيح البخاري فلعمري نال
من الشهرة والقبول درجة لا ترام
فوقها وثانيهم مسلم النيسابوري توخى
تجريد الصحاح المجمع عليها بين المحدثين
المتصلة المرفوعة مما يستنبط منه
السنة واراد تقريبها الى الاذهان وتسهيل
الاستنباط منها فرتب ترتيبا جيدا وجمع طرق
كل حديث في موضع واحد ليتضح اختلاف
المتون وتشعب الاسانيد اصرح ما يكون
وجمع بين المختلفات فلم يدع لمن له معرفة
بلسان العرب عذرا في الاعراض عن السنة
الى غيرها وثالثهم ابو داؤد السجستاني
وكان همه جمع الاحاديث التي استدل بها
الفقهاء ودارت فيهم وبنى عليها
الاحكام علماء الامصار
فصنف سننه وجمع فيها الصحيح
والحسن واللين الصالح
للعمل قال ابو داؤد وما ذكرت
في كتابي حديثا

کہ محمد بن ادریس یعنی امام شافعی کی فقہ مین مشغول ہی
اور میری کتاب کو تونے چھوڑ دیا اونسے عرض کیا یا رسول اللہ
آپکی کتاب کونسی ہی آپنے فرمایا کہ صحیح بخاری - اور قسم ہو کہ یہ
کتاب اسقدر مقبول اور مشہور ہوئی کہ اوس سے زیادہ نہین
ہو سکتے - دوسرا شخص مسلم نیشاپوری ہی جسنے یہ قصد کیا
کہ صحیح حدیثون مرفوع متصل کو جنپر محدثونکا اتفاق ہے
اور جن سے سنت مستنبط ہوتی ہے جدا کر دی اور انہہ
ارادہ کیا کہ اون احادیث کو لوگون کی سمجھ کے قریب
اور اونمین سے مسائل کا نکالنا آسان کر دی اسلئے کتاب کی
ترتیب بہت عمدہ رکھی اور ہر حدیث کی سندین ایک جگہ
اکٹھا کر دین تاکہ اختلاف متن اور تفرق اسناد اونکا زیادہ صراحت
سے واضح ہو جاوے اور مختلف حدیثونمین مطابقت کر دی غرض
کہ جو شخص زبان عرب جانتا ہو اوسکے لیے اسنے کوئی عذر
نہین چھوڑا کہ سنت سے دوسری طرف منہ پھیرے تیسرا
شخص ابو داؤد سجستانی ہی اوسکا مقصود اون احادیث
کا جمع کرنا تھا جن سے فقہانے حجت پکڑی ہی اور وہ
حدیثین اونمین رائج ہین اور شہرونکے علمانے
اونپر احکام کی بنا ڈالی ہی اس غرض سے اسنے
اپنی سنن کو تصنیف کیا اور اوسمین احادیث صحیح
اور حسن اور ضعیف قابل عمل کو درج کیا ابو داؤد کا
قول ہی کہ مینے اپنی کتاب مین کوی ایسی حدیث نہین ذکر کی

اجمع الناس على تركه وما كان منها ضعيفا
صرح بضعفه وما كان فيه علة بينها
بوجه يعرفها الخائض في هذا الشان
وترجم على كل حديث بما قد استنبط منه عالم
وذهب اليه ذاهب ولذلك صرح الغزالي
وغيره بان كتابه كاف للمجتهد ورابعهم
ابو عيسى الترمذي وكان استحسن طريقة
الشيخين حيث بينا وما ابهما وطريقة
ابي داود حيث جمع كلما ذهب اليه ذاهب
فجمع كلتا الطريقتين وزاد عليهما بيان
مذاهب الصحابة والتابعين وفقهاء الامصار
فجمع كتابا جامعا واختصر طرق الحديث
اختصارا لطيفا فذكر واحدا
واومى الى ما عداه وبين امر كل حديث
من انه صحيح او حسن او ضعيف او
منكر وبين وجه الضعف ليكون الطالب على
بصيرة من امره فيعرف ما يصلح للاعتبار
عما دونه وذكر انه مستفيض او غريب
وذكر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار
وسمى من يحتاج الى التسمية
وكنى من يحتاج

کہ سب محدثون نے اوسکی ترک پر اتفاق کیا ہو اور جو حدیث
اونمین سے ضعیف تہی اوسکی ضعف کی تصریح کردی اور جسمین
کوئی علت تہی اوسکو ایسی صورت سے بیان کیا کہ فن
حدیث مین غور کرنیوالا اوسکو جان لے اور ہر حدیث کا
عنوان اوس مسائلہ سے کیا جو کسی عالم نے اوس حدیث سے
نکالا ہی اور کوئی جاننے والا اوسطرف گیا ہی اور ہمین وجہ
امام غزالی اور دوسرونے تصریح کی ہی کہ ابو داؤد کی کتاب
مجتہد کیلئے کافی ہی چوتھا شخص ابو عیسے ترمذی ہی
جنے طریقہ بخاری اور مسلم کا پسند کیا کہ اونہون نے صاف بیان
کیا اور مبہم نہین چھوڑا اور نیز ابو داؤد کا طریقہ پسند کیا جنے
سب ایسی باتین جمع کین جو کسی کا مذہب تہین لہذا ترمذی
نے ان دونو طریقونکو جمع کیا اور انپر یہ اضافہ کیا کہ صحابہ
اور تابعین اور فقہای امصار کے مذاہب بہی بیان کیے غرضکہ
ایک کتاب جامع بنائی اور طرق حدیث کو لطف کیساتھ
مختصر کیا یعنی ایک ذکر کیے ماسوا کیطرف اشارہ کر دیا اور
ہر حدیث کا حال کہ صحیح ہی یا حسن یا ضعیف یا منکر
بیان کر دیا اور وجہ ضعف کی ظاہر کر دی تاکہ طالب کو اپنی
معاملہ مین پکی شناخت ہو اور وہ اہل اعتبار کو غیر معتبر سے
پہچان لے اور یہ بہی ذکر کیا کہ حدیث مشہور ہی یا غریب
اور مذاہب صحابہ اور فقہائے امصار بیان کیے اور جنکا نام
لینے کی ضرورت تہی اوسکا نام لیا اور جسکی کنیت کیحاجت تہی

الى الكنية ولم يدع خفاء
لمن هو من رجال العلم
ولذلك يقال انه كاف
للمجتهد مغن للمقلد
وكان بازاء هؤلاء في عصر مالك
وسفيان وبعدهم قوم لا يكرهون
المسائل ولا يهابون الفتيا ويقولون
على الفقه بناء الدين فلا بد من اشاعته
ويهابون رواية حديث النبي صلى
الله عليه وسلم والرفع اليه حتى قال
الشعبي على من دون النبي صلى
الله عليه وسلم احب الينا فان
كان فيه زيادة او نقصان كان
على من دون النبي صلى الله عليه وسلم
وقال ابراهيم اقول قال عبد الله وقال
علقمة احب الينا وكان ابن مسعود
اذا حدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
تربد وجهه وقال هكذا او نحوه هكذا او نحوه
وقال عمر حين بعث رهطا من الانصار الى الكوفة
انكم تاتون الكوفة فتاتون قوما لهم ازيز
بالقرآن فياتونكم فيقولون قد اصحاب محمد

اُسکی کنیت بیان کی اور جو لوگ مرد میدان علم ہین
اونکے لئیے کچھہ چھپا نہین رکھا اور اسی وجہ سے کہتے
ہین کہ جامع ترمذی مجتہد کے لیئے کافی اور تقلید کرنیوالے
کے حق مین بس ہے۔

اور ان لوگونکے مقابل زمانہ مالک و سفیان مین اور بعد
انکے کچھہ ایسے لوگ تہے کہ مسایل کو مکروہ نہ جانتے تہے اور نہ
فتویٰ دینے سے ڈرتے تہے اور کہتے تہے کہ دین کی بنا فقہ
پر ہی اسی وجہ سے اُسکا شایع کرنا ضروری ہی اور حدیث پیغمبر صلعم
کی روایت کرنے اور آپکی طرف مرفوع کرنے سے ڈرتے تہے
یہانتک کہ شعبی نے کہا کہ جو لوگ بعد پیغمبر صلعم کے ہین اُنپر
حدیث کا موقوف ہونا ہمارے نزدیک زیادہ محبوب ہی
کیونکہ اگر حدیث مین زیادتی یا کمی ہو تو وہ اُنہی پر رہے
کہ پیچہے پیغمبر صلعم کے ہی۔ اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ قول عبد اللہ
کا اور قول علقمہ کا ہمکو زیادہ محبوب ہی اور ابن مسعود
جب رسول خدا صلعم سے حدیث بیان کرتے تو اُنکا چہرہ
ہیبت سے متغیر ہو جاتا اور یہ کہتے کہ یہی طرح فرمایا ہے
یا اسکے قریب یہی الفاظ ہین یا مانند انکے۔ اور عمر فاروق
نے جب ایک قوم کو انصار مین سے کوفہ کی طرف روانہ
کیا تو فرمایا کہ تم کوفہ مین ایسی قوم کے پاس جاتے ہو
کہ قرآن پڑہکر آواز سے روتے ہین وہ تمہارے
پاس آئینگے اور کہینگے کہ صحاب محمد صلعم آئے

قدم اصحاب محمد فيأتونكم فيسئلونكم
عن الحديث فاقلوا الرواية عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابن
عون كان الشعبي اذا جاءه شئ اتقى
وكان ابراهيم يقول ويقول اخرج هذه الآثار الدارمي
فوقع تدوين الحديث والفقه والمسائل
من حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك انه
لم يكن عندهم من الاحاديث والآثار ما يقدرون به
على استنباط الفقه على الاصول التي اختارها
اهل الحديث ولم تنشرح صدورهم للنظر في
اقوال علماء البلدان وجمعها والبحث عنها
واتهموا انفسهم في ذلك وكانوا اعتقدوا
في ائمتهم انهم في الدرجة العليا من التحقيق
وكان قلوبهم اميل شئ الى اصحابهم كما قال
علقمة هل احد منهم اثبت من عبد الله وقال
ابو حنيفة ابراهيم افقه من سالم ولولا فضل الصحبة
لقلت علقمة افقه من ابن عمر وكان عندهم من
الفطانة والحدس وسرعة انتقال الذهن من شئ الى شئ
ما يقدرون به على تخريج جواب المسائل على اقوال
اصحابهم و كل ميسر لما خلق له
وكل حزب بما لديهم فرحون

آنکے صحابی تشریف لائے غرض کہ تمہارے پاس آکر تم سے حدیثیں
پوچھینگے تو تم رسول خدا صلعم سے روایت کم کرنا - ابن عون نے
کہا ہو کہ شعبی کا دستور تہا کہ انکے پاس جب کوئی مسالہ آتا تو وہ
کنارہ کرتے اور ابراہیم نخعی کہدیا کرتے - ان آثار کو دارمی نے روایت
کیا ہے -

حاصل یہ کہ حدیث اور فقہ اور مسایل کے مجتمع ہونے سے دوسری طرح انکا
مطلب نکلا کیونکہ خود انکے پاس احادیث اور آثار بقدر نہ تہے
جنسے اُن اصول کے مطابق کہ اہل حدیث نے اختیار کیے ہین فقہ کا
استنباط کر سکتے اور شہر شہر کے علما کے اقوال مین نظر کرتی اور انکو
جمع کرنے اور انکی تحقیق کرنے پر اُن لوگون کا دل نہ ٹہکا اسبابمین اپنے
آپکو انہون نے متہم جانا اور اپنے اماموں کے بارہ مین اعتقاد کرتے تہا
کہ وہ تحقیق کے اونچے درجہ پر ہین اور انکے دل اپنے اساتذہ
کیطرف زیادہ مائل تہے چنانچہ علقمہ نے کہا تہا کہ کیا کوئی صحابی
عبد اللہ بن مسعود سے بہی ثابت ہی اور امام ابو حنیفہ نے کہا تہا کہ
ابراہیم نخعی سالم کی نسبت زیادہ فقیہ ہین اور اگر فضیلت صحابی
ہونے کی نہ ہوتی تو مین یہ کہتا کہ علقمہ ابن عمر سے زیادہ فقیہ ہین
اور انکو زیرکی اور ذکاوت اور تیزی ذہن کی ایک بات سے دوسرے کی
طرف انتقال کرنے مین اسقدر رہتے جس سے جواب مسائلون کا
اپنے استادونکے اقوال کے بموجب نکال سکتے تہے اور
ہر ایک شخص کے لیئے وہی چیز آسان ہوتی ہی جسکے لئے وہ
پیدا ہوا اور ہر گروہ اپنے اپنے پاس کی چیز سے خوش ہین

۱۶ ... ۲۷ ... ۷۸
یہ قول امام اعظم کا ... صفحہ ۱۸ مین مذکور ہوا

فمهدوا الفقه على قاعدة التخريج وذلك
ان يحفظ كل احد كتاب من هو لسان
اصحابه واعرفهم باقوال القوم واصحهم
نظرا فى الترجيح فيتامل فى كل مسئلة وجه
الحكم وكلما سئل عن شئ او احتاج الى شئ
راى فيما يحفظه من تصريحات اصحابه
فان وجد الجواب فبها والا نظر الى عموم
كلامهم فاجراه على هذه الصورة او اشارة
ضمنية لكلام فاستنبط منها وربما كان
لبعض الكلام ايماء او اقتضاء يفهم المقصود
وربما كان للمسئلة المصرح بها نظير
يحمل عليها وربما نظروا فى علة الحكم
المصرح به بالتخريج او بالسبر والحذف
فاداروا حكمه على غير المصرح به وربما
كان له كلامان لو اجتمعا على هيئة القياس
الاقترانى او الشرطى انتجا جواب المسئلة وربما
كان فى كلامهم ما هو معلوم بالمثال
والقسمة غير معلوم بالحد الجامع
المانع فيرجعون الى اهل اللسان
ويتكلفون تحصيل ذاتياته وترتيب حد جامع مانع له
وضبط مبهمه وتمييز مشكله

۴۸

غرض لوگون نے فقہ کی بنیاد تخریج کے قاعدے پر ڈالی
اور تخریج کا قاعدہ یہ ہی کہ ہر شخص اوس فقیہ کی کتاب یاد کرے
جو زبان اپنے اوستادونکی ہو اور اقوال قوم سے زیادہ واقف
ترجیح دینے مین نظر زیادہ صحیح رکھتا ہو اور بعد حفظ کتاب کے ہر مسالہ
مین حکم کی وجہ سوچے اور جب کوئی مسالہ پوچھا جاوے یا خود کسی
بات کا محتاج ہو تو وہ اپنے اوستادونکی تصریحات کو جو اوسکو
یاد ہین دیکھے اگر جواب ملجاوے بہتر ورنہ اونکی عموم تقریر کو دیکھے اور
اوسکو صورت مذکور پر جاری کرے یا اونکے کلام کی کسی اشارہ
ضمنی کو دیکھے اور اوس سے استنباط کرے اور بعض اوقات
کسی کلام کا اشارہ یا اقتضا ایسا ہوتا ہی کہ اوس سے
مقصود مفہوم ہوتا ہی اور کبھی اوس مسالہ مصرحہ کی نظیر ہوتی ہی
کہ اوس پر حمل کرتے ہین اور کبھی جس حکم کی صراحت تخریج
یا امتحان یا حذف سے ہو چکی ہی اوسکی علت دیکھتے ہین
اور اوسکا حکم اوس مسالہ پر جاری کرتے ہین جسکی تصریح نہین
ہوئی اور کبھی اوسکی دو تقریرین ہوتی ہین کہ اگر قیاس
اقترانی یا شرطی کی صورت پر جمع ہون تو اوسکا نتیجہ مسالہ کا
جواب ہو اور کبھی اوستادونکے کلام مین ایسی بات ہوتی ہی
کہ وہ مثال اور قسمت سے معلوم ہوتی ہی اور حد جامع و مانع سے
معلوم نہین ہوتی ایسی صورت مین وہ لوگ اہل زبان کی طرف رجوع کرتے
ہین اور اوس چیز کی ذاتیات بہم پہونچانی اور حد جامع مانع مرتب کرنے
اور اوسکی مبہم کو ضبط کرنے اور مشکل کو تمیز کرنیکا تکلف کرتے ہین

وربما كان كلامهم محتملا لوجهين
فينظرون في ترجيح أحد المحتملين وربما
يكون تقريب الدلائل للمسائل خفيا
فيبينون ذلك وربما استدل بعض المخرجين من فعل
أئمتهم وسكوتهم ونحو ذلك فهذا هو التخريج
ويقال له القول المخرج لفلان كذا ويقال على
مذهب فلان أو على أصل فلان أو على قول فلان
جواب المسئلة كذا وكذا ويقال لهؤلاء المجتهدون
في المذهب وعنى هذا الاجتهاد على هذا
الأصل من قال من حفظ المبسوط كان مجتهدا
أي وإن لم يكن له علم بالرواية أصلا ولا
بحديث واحد فوقع التخريج في كل مذهب
وكثر فأي مذهب كان أصحابه
مشهورين وسد إليهم القضاء والإفتاء واشتهر
تصانيفهم في الناس ودرسوا درسا ظاهرا انتشر في
أقطار الأرض ولم يزل ينتشر كل حين وأي
مذهب كان أصحابه خاملين ولم يولوا القضاء
والإفتاء ولم يرغب فيهم الناس اندرس بعد حين
واعلم أن التخريج على كلام الفقهاء وتتبع لفظ
الحديث لكل منهما أصل أصيل في الدين ولم يزل
المحققون من العلماء في كل عصر يأخذون بهما

اور کبھی استاذہ کے کلام مین احتمال دو صورتونکا ہوتا ہی تو
ایک احتمال کی ترجیح دینے مین نظر کرتے ہین اور کبھی دلائل کا
منطبق ہونا مسائل پر مخفی ہوتا ہی تو اوسکو بیان
کرتے ہین اور کبھی بعض تخریج والے اپنے اماموں کے فعل اور اونکی
سکوت وغیرہ سے حجت پکڑتی ہین غرض کہ اسی ڈہنگ کا نام
تخریج ہی اور اسیکو یون کہتے ہین کہ فلان شخص کا قول تخریج کیا
ہوا یہ ہی اور یون بھی کہتے ہین کہ فلان شخص کے مذہب پر
یا اوسکی اصل یا اوسکے قول پر مسالہ کا جواب اس طرح ہی اور ان
تخریج والونکو مجتہد فی المذہب کہتے ہین - اور جس شخص نے یون کہا کہ
جو کوئی مبسوط یاد کرلے وہ مجتہد ہو جاتا ہی اوسکی مراد یہی اجتہاد
اسی قاعدہ تخریج پر ہی یعنی اگرچہ اوسکو علم روایت حدیث
بالکل نہو اور نہ ایک حدیث کا بھی - بالجملہ تخریج ہر ایک مذہب مین
ہوا اور بہت سے ہوئے اور جس مذہب والے مشہور ہوئے اونکو عہدہ قاضی
اور مفتی کا سپرد ہوا اور اونکی تصنیفین لوگون مین مشہور ہوئین
اور کھلم کھلا پڑہا پڑہایا کہ جس سے اطراف زمین مین وہ مذہب
پھیل گیا اور برابر ہر وقت پھیلتا رہا اور جس مذہب کے لوگ گمنام
تھے اور اونکو قاضی اور مفتی کا عہدہ نملا اور لوگ اونکی طرف
مائل نہوئے وہ مذہب تھوڑے دنونکے بعد نابود ہو گیا -
اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ مسالہ کا تخریج کلام فقہا کے مطابق اور الفاظ
حدیث کی تفتیش سے نکالنا دونون فریق یعنی اہل حدیث اور اہل فقہ کے نزدیک دونا
دین مین اصل مقرر ہی اور علماء محققین ہر زمانہ مین ہمیشہ دونون اصول کو اختیار کرتے

فمنهم من يقل من ذا ويكثر من ذلك و
منهم من يكثر من ذا ويقل من ذاك فلا ينبغي
ان يهمل امر واحد منهما بالمرة كما يفعله عامة
الفريقين وانما الحق البحت ان يطابق احدهما
بالآخر وان يجبر خلل كل بالآخر وذلك قول
الحسن البصري سنتكم والله الذي
لا اله الا هو بينهما بين الغالي والجافي
فمن كان من اهل الحديث ينبغي له ان يعرض
ما اختاره وذهب اليه على رأي المجتهدين
من التابعين ومن بعدهم ومن كان من
اهل التخريج ينبغي له ان يحصل من السنن
ما يحترز به من مخالفة الصريح الصحيح ومن
ان يقول برأيه فيما فيه حديث او اثر بقدر
الطاقة ولا ينبغي لمحدث ان يتعمق في
القواعد التي احكمها اصحابه
وليست مما نص عليه الشارع فيرد به
حديثا او قياسا صحيحا كرد ما فيه ادنى
شائبة الارسال والانقطاع كما
فعله ابن حزم رد حديث تحريم
المعازف لشائبة الانقطاع
في رواية البخاري

بعضے کلام فقہا کو کم لیتے اور حدیث کو زیادہ اور بعض کلام
فقہا کو زیادہ لیتے اور حدیث کو کم پس یوں مناسب نہیں
کہ ان دونو طریق میں سے ایک کو بالکل چھوڑ دیں جیسے کہ دونو
فریق کے عوام کرتے ہیں بلکہ حق خالص یہی ہے کہ ایک کو
دوسرے سے مطابق کریں اور ایک کی کسر دوسرے سے مٹائیں اور
یہی مراد اس قول حسن بصری رحمہ اللہ کی ہے کہ قسم اوس خدا پاک کی
کہ کوئی معبود برحق اوسکے سوا نہیں کہ تمہاری سنت دونو
کی درمیان ہے یعنی غلو کرنیوالے اور جفا کار کے درمیان خلاصہ
یہ کہ اہل حدیث کو چاہیے کہ جس چیز کو خود اختیار کیا ہے اور اپنا
مذہب بنایا ہے اوسکو تابعین اور اونکے بعد کے مجتہدوں کی رای پر
پیش کرے اور اہل تخریج کو چاہیے کہ احادیث میں سے وہ بات
بہم پہونچاوے جسکے سبب سے حدیث صحیح کی صریح مخالفت سے بچے
اور جس باب میں کہ حدیث یا اثر موجود ہو اوس میں اپنی طاقت
بھر رای لگانے سے احتراز کرے - اور کسی محدث کو مناسب نہیں
کہ اون قواعد کے استعمال میں جو محدثوں نے مستحکم کیے
ہیں اور شارع نے اونکی تصریح نہیں کی اتنا مبالغہ کرے
کہ اوسکے سبب کسی حدیث یا قیاس صحیح کو نہ مانے مثلاً نہ
ماننا اوس حدیث کا جس میں تھوڑا سا شبہ مرسل
ہونے اور منقطع ہونے کا ہو جیسے ابن حزم نے کیا ہے
کہ حدیث حرمت باجے گاجے کی نہیں مانے اسوجہ سے
کہ بخاری کی روایت میں منقطع ہونیکا احتمال ہے

۱۵ یعنی محدث
میں نہ اتنا مبالغہ کرے
کہ فقہ کو بالکل چھوڑ دے
اور نہ اتنی کوتاہی کرے
کہ بالکل فقہ کا ہو رہے
اور حدیث سے سروکار
نہ رکھے بلکہ دونو ترازو کے
بیچ میں سیدھا رہے
سو ضعف دواء کے کہتا ہے

على انه فى نفسه متصل صحيح فان مثله
انما يصار اليه عند التعارض وكقولهم
فلان احفظ لحديث فلان من غيره
فيرجحون حديثه على حديث غيره لذلك
وان كان فى الآخر الف وجه من الرجحان وكان
اهتمام جمهور الرواة عند الرواية بالمعنى
برؤس المعانى دون الاعتبارات التى
يعرفها المتعمقون من اهل العربية
فاستدلالهم بنحو الفاء والواو وتقديم
كلمة وتاخيرها ونحو ذلك من التعمق
فكثيرا ما يعبر الراوى الآخر عن تلك
القصة فياتى مكان ذلك الحرف بحرف
آخر والحق ان كلما ياتى به الراوى فظاهره انه كلام
النبى صلى الله عليه وسلم فان ظهر حديث آخر او دليل آخر وجب المصير اليه
ولا ينبغى للمخرج ان يخرج قولا لا يفيده
نفس كلام اصحابه ولا يفهمه منه اهل العرف
والعلماء باللغة ويكون بناء على تخريج مناط
او حمل نظير المسئلة عليها مما يختلف فيه
اهل الوجوه وتتعارض الآراء ولو ان اصحابه سئلوا
عن تلك المسئلة ربما لم يحملوا النظير على النظير
لمانع وربما ذكروا علة غير ما خرجه
هو وانما جاز التخريج

حالانکہ وہ حدیث بذات خود متصل صحیح ہی اور اس جیسے
بات یعنی شبہہ انقطاع کیطرف صرف تعارض کے وقت جایا
کرتے ہین - اور مثلاً محدثین کا یون کہنا کہ فلان شخص کو فلان
کی حدیث بہ نسبت غیر کے زیادہ یاد ہی اسوجہ سے اول کی حدیث
کو دوسرے کی حدیث پر ترجیح دیتے ہین اگرچہ دوسرے مین ہزار
وجہ سے ترجیح ہو - اور سب راویون کا اہتمام روایت بالمعنی کرنے
کے وقت اصل معنی پر ہوتا تھا نہ اون اعتبارات پر کہ
اہل عربیت کی تکلف کرنیوالے اونکو جانتے ہین مثلاً حرف فا
اور واو اور ایک کلمہ کی تقدیم و تاخیر وغیرہ سے حجت پکڑنا داخل
تکلف ہی کیونکہ اکثر دوسرا راوی اوسی قصہ کو بیان کرتا ہی
اور اوس حرف کی جگہ دوسرا حرف لاتا ہی - اور سچ یہ ہی کہ جو
کچھ راوی ذکر کرتا ہی ظاہر یہی ہی کہ وہ پیغمبر صلعم کا کلام ہی تو اگر
دوسری حدیث یا دوسری دلیل ظاہر ہو تو اوسکی طرف
رجوع کرنا واجب ہی -
اور تخریج والیکو مناسب نہین کہ ایسا قول نکالی کہ جو اوسکے استاذ
کے کلام کا مقصود نہو اور نہ اوس کلام سے عرف والے اور لغت دان اوس
قول کو سمجھین اور تخریج مناط کی بنا یا نظیر مسالہ کو مسالہ پر محمول
کرنا ایسا ہو جسمین ارباب علل اختلاف رکھتے ہون اور رائین ایک
دوسرے کے مخالف ہون اور اگر بالفرض اوسکے استادون سے وہی مسالہ
پوچھا جاتا تو شاید کسی مانع کی جہت سے وہ نظیر کو نظیر پر محمول نکرتے اور کبھی وہ
علت بتاتے کہ اوس علت کے سوا ہوتی جو اونے نکالی ہی اور تخریج صرف اسوجہ سے درست ہوئی

ف جب کسی اصل [illegible]
[illegible]
دیکھا جاتا ہی کہ علت [illegible]
ہین اسی علت کو
مناط کہتے ہین ۱۲ ۱۲

لانه فی الحقیقة من تقلید المجتهد ولا یتم الا فیما یفهم من کلامه ولا ینبغی ان یرد حدیثا او اثرا تطابق علیه القوم لقاعدة استخرجها هو واصحابه کرد حدیث المصراة وکاسقاط سهم ذوی القربی فان رعایة الحدیث اوجب من رعایة تلک القاعدة المخرجة والی هذا المعنی اشار الشافعی حیث قال مهما قلت من قول او اصلت من اصل فبلغ عن رسول الله صلی الله علیه وسلم خلاف ما قلت فالقول ما قاله صلی الله علیه وسلم ومن شواهد ما نحن فیه ما صدر به الامام ابو سلیمان الخطابی فی کتاب معالم السنن حیث قال رایت اهل العلم فی زماننا قد حصلوا حزبین وانقسموا الی فرقتین اصحاب حدیث واثر واهل فقه ونظر وکل واحد منهما لا تتمیز عن اختها فی الحاجة ولا تستغنی عنها فی درک ما تنحوه من البغیة والارادة لان الحدیث بمنزلة الاساس الذی هو الاصل والفقه بمنزلة البناء الذی هو له کالفرع وکل بناء لم یوضع علی قاعدة فاساس فهو منهدم وکل اساس خلا عن بناء وعمارة فهو قفر

کہ حقیقت مین مجتہد ہی کی تقلید ہی اور تخریج پوری تب ہی ہوتی ہی کہ مجتہد کے کلام سے سمجھی جاوے۔ اور نہیں تخریج والیکو مناسب نہین کہ اوس قاعدہ کیوجہ سے جسکو خود اوسنے اور اوسکے اساتذہ نے نکالا ہی کسی حدیث یا اثر کو جسپر قوم کا اتفاق ہی رد کرے جیسے رد کرنا حدیث مصراۃ کا اور جیسے ساقط کرنا حصہ ذوی القربی کا کیونکہ حدیث کی رعایت واجب تر ہی بہ نسبت رعایت اوس قاعدہ نکالی ہوئے کے اور امام شافعی نے اسی بات کیطرف اشارہ کیا ہی جہان کہا ہی کہ جو کوئی قول مینے کہا ہی یا کوئی اصل مقرر کی ہی اور خلاف میرے قول کے رسول خدا صلعم سے پہونچے تو قول وہی ہی جو آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اور جس بات کو ہم کہہ رہے ہین اوسکا ایک شاہد وہ کلام ہی جس سے امام ابو سلیمان خطابی نے اپنی کتاب معالم السنن کو شروع کیا ہی وہ یون کہتے ہین۔

مینے اہل علم کو اپنے زمانے مین دیکھا کہ دو جماعتین ہو گئین اور دو فرقون مین منقسم اول اصحاب حدیث اور اثر دوم ارباب فقہ و نظر اور ان دونو مین ہر واحد اپنی حاجت مین دوسرے سے جدا نہین اور نہ اپنا مقصود حاصل کر سکتے ہین اوس سے بے پروا اسلئے کہ حدیث بجائے نیو کے ہی جو اصل ہی اور فقہ بجائے عمارت کی ہی جو اصل کیلئے بجاے شاخ کے ہی اور جو عمارت کسی نیو کی جڑ پر نہین رکھی جاتی وہ منہدم ہوتی ہی اور جو نیو عمارت سے خالی ہوتی ہی وہ بیابان اور ویران ہی

ووجدت هذين الفريقين على ما بينهم
من التدانى فى المحلين والتقارب فى المنزلين
وعموم الحاجة من بعضهم الى بعض
وشمول الفاقة اللازمة لكل منهم الى صاحبه
اخوانا متهاجرين وعلى سبيل الحق بلزوم
التناصر والتعاون غير متظاهرين فاما
هذه الطبقة الذين هم اهل الحديث والاثر
فان الاكثرين منهم انما كدهم الروايات
وجمع الطرق وطلب الغريب والشاذ
من الحديث الذى اكثره موضوع او
مقلوب لا يراعون المتون ولا يتفهمون
المعانى ولا يستنبطون سيرها ولا يستخرجون
ركازها وفقهها وربما عابوا الفقهاء
وتناولوهم بالطعن وادعوا عليهم مخالفة السنن
ولا يعلمون انهم عن مبلغ ما اوتوه من العلم قاصرون
وبسوء القول فيهم آثمون واما الطبقة الاخرى
وهم اهل الفقه والنظر فان اكثرهم لا يعرجون
من الحديث الا على اقله ولا يكادون يميزون صحيحه من
سقيمه ولا يعرفون جيده من رديه ولا يعبؤن بما بلغهم
منه ان يحتجوا به على خصومهم اذا وافق مذاهبهم
التى ينتحلونها ووافق آراءهم التى يعتقدونها
وقد اصطلحوا على مواضعة بينهم

اور مین نے ان دونو فرقونکو جنکے مرتبے ایسے پاس اور منزلت
ایسے قریب اور حاجت ایک کی دوسریکو عام اور ضرورت
ہر ایک کی دوسریکو لگی ہوئی ہی ایسے بھائی پائے کہ آپس مین
مدد اور اعانت کرنیکو جو راہ حق مین لازم ہی چھوڑ رہے ہین ہوئے ہین
ایک دوسرے کی پشتی نہین کرتے طبقہ اہل حدیث و اثر کا حال
یہ ہی کہ اونمین اکثر کی کوشش روایتونکا بیان کرنا اور سندونکو
اکٹھا کرنا اور غریب اور شاذ کو اوس حدیث سے تلاش کرنا
ہی جسکا اکثر موضوع یا مقلوب ہی یہ لوگ نہ الفاظ حدیث کا
لحاظ کرین اور نہ معانی کو سمجھین اور نہ اونکی رازکو استنباط
کرین اور نہ اونکی دفینہ اور فقہ کو نکالین اور بعض اوقات
فقہا پر عیب لگاوین اور طعن سے اونکو پرکھین اور اون پر
مخالفت سنت کا دعوی کرین اور یہ نہین جانتے کہ جسقدر
علم فقہا کو دیا گیا وہ خود اوس سے قاصر ہین اور فقہا کی برائی کہنے
سے گنہگار ہوتے ہین اور دوسرے طبقہ اہل فقہ و نظر کا
یہ حال ہی کہ اونمین سے اکثر حدیث کی طرف کمتر ہی
میل کرتے ہین نہ صحیح کو ضعیف سے جدا کرین اور
نہ کھرے کو کھوٹے سے پہچانین اور جو حدیث اونکو پہنچتی ہی
اوسے مخالف پر حجت لانیکی پروا نہین کرتے بشرطیکہ
جن مذاہب کے وہ پابند ہین حدیث مذکور اونکے موافق
ہو اور نیز اونکے رایون کے مطابق جنکے وہ معتقد
ہین اور آپس مین اس قرارداد پر اصطلاح ٹھہرالی

فی قبول الخبر الضعیف والحدیث المنقطع
اذا کان ذلک قد اشتهر عندهم
وتعاورته الالسن فیما بینهم من غیر تثبت
فیه او یقین علم به فکان ذلک
زلة من الرائی وعیّا فیه وهواهم وفقنا
الله وایاهم لو حکی لهم عن واحد من رؤساء
مذاهبهم وزعماء نحلهم قول یقوله عن
من قبل نفسه طلبوا فیه الثقة واستبرؤا
له العهدة فتجد اصحاب مالک لا یعتمدون
فی مذهبه الا ما کان من روایة ابن القاسم
والاشهب وضربائهما من نبلاء اصحابه
فاذا جاءت روایة عبد الله بن عبد الحکم
واضرابه لم یکن عندهم طائلا وتری اصحاب
ابی حنیفة لا یقبلون من الروایة عنه الا ما حکاه
ابو یوسف ومحمد بن الحسن والعلیة
من اصحابه والاجلة من تلامذته
فان جاءهم عن الحسن بن زیاد
اللؤلؤی ودونه روایة قول
بخلافه لم یقبلوه ولم یعتمدوه
وکذلک تجد اصحاب الشافعی
انما یعولون فی مذهبه

کہ خبر ضعیف اور حدیث منقطع اوس وقت پذیرا ہوگی کہ ہمارے
اصحاب کے پاس مشہور اور اونکے درمیان زبانون پر مذکور
ہو گو کوئی پختگی یا علم یقین اوسمین نہو تو یہ اصطلاح
رائے کی لغزش اور جہالت ہی۔ اور اگر ان لوگونکے سامنے
خدا ہمکو اور اونکو توفیق عنایت فرماوے اونکے مذہب کے کسی میر
اور ملت کے کسی عظیم کا ایسا قول نقل کیا جاوے کہ اوسنے خاص
اپنے اجتہاد سے اوسکو کہا ہو تو اوسمین راوی ثقہ کی
تفتیش کرتے ہین اور اوس سے بری الذمہ ہوا چاہتے ہین
مثلاً مالکیون انکو دیکھو گے کہ امام مالک کے مذہب
مین وہی معتبر جانینگے جو ابن قاسم اور اشہب اور اون
جیسے بڑے بڑے اصحاب مالک کی روایت ہو اور اگر کوئی
روایت عبد اللہ بن عبد الحکم اور اوسکے ہمسرونکی آجاوے
تو اونکے نزدیک معتبر نہو گی۔ اور ایسے ہی امام ابو حنیفہ
کے تابعین وہی روایت امام کی قبول کرتے ہین جسکو
ابو یوسف اور محمد بن حسن اور امام کے بڑے شاگردون
اور جلیل تلامذہ نے نقل کیا ہو اور اگر اونکے پاس
کوئی روایت حسن بن زیاد لؤلؤی اور اوس سے
کمتر شخص کی آوے جو پچھلی روایت کے خلاف ہو
تو اوس کو پذیرا اور معتمد نہ کہین گے۔ اور
ایسے ہی امام شافعی کے تابعین کو
دیکھو گے کہ شافعی کے مذہب مین

على رواية المزني والربيع بن سليمان
المرادي فاذا جاءت رواية حرملة
والبحتري وامثالهما لم يلتفتوا اليها
ولم يعتدوا في اقاويله على هذا عادة كل
فرقة من العلماء في احكام مذاهب ائمتهم
واستاذيهم فاذا كان هذا دابهم وكانوا
لا يقنعون في امر هذه الفروع ورواياتها عن
هولاء الشيوخ الا بالوثيقة والمثبت فكيف
يجوز لهم ان يتساهلوا في الامر الاهم والخطب
الاعظم وان يتواكلوا الرواية والنقل
عن امام الائمة ورسول رب العزة الواجب
حكمه اللازمة طاعته الذي يجب علينا
التسليم لحكمه والانقياد لامره من حيث
لا نجد في انفسنا حرجا مما قضاه ولا في
صدورنا غلا من شيء ابرمه وامضاه أرأيتم
اذا كان للرجل ان يتساهل في امر نفسه
ويسامح غرماءه في حقه فياخذ منهم
الزيف ويغضي لهم عن العيب هل يجوز له ان
يفعل ذلك في حق غيره اذا كان نائبا عنه كولي
الضعيف ووصي اليتيم ووكيل الغائب وهل يكون
ذلك منه اذا فعله الا الخيانة للعهد والاخفار للذمة

صرف مزنی اور ربیع بن سلیمان مرادی کی روایت کو
معتبر سمجھتے ہین اور اگر کوئی روایت حرملا و بحتری اور اون
جیسونکی آوی تو اوسکی طرف التفات نہین کرتے اور
نہ اقوال شافعی مین اوسکو شمار کرین اسیطرح علما کی
ہر فرقہ کی عادت اپنے امامون اور اوستادونکی احکام مین ہی
اور جس صورت مین کہ ان لوگونکا دستور اور قاعدہ ان فروعات
کی معاملہ مین اور اپنے اوستادونسے انکے مروی ہونے مین یہ ہی کہ
بدون اعتماد اور پختگی کی اکتفا نہین کرتے تو اونکو کیسی جایز ہوگا
کہ امر ضروری اور بھاری کام مین سستی کرین اور روایت
اور نقل امامونکی امام اور رسول رب العزت کو دوسرونپر
چھوڑین جس رسول کی حکم کو ماننا اور اونکی فرمانبرداری ہمپر
ایسی طرح واجب ہی کہ جس بات کا وہ حکم کردین اوس سے اپنے
دلونمین تنگی نپائین اور جس حکم کو وہ نافذ اور جاری فرمائین
اوس سے ہمارے سینونمین کچھ کینہ نہو۔ بھلا دیکھو تو جب آدمی
اپنے معاملہ مین سستی کرے اور اپنے قرضخواہونسے اپنے حق مین چشم
پوشی کرے یعنی اونسے کھوٹے دام قرضکے اور نیز عیب دار دام اونکو
ادا کرے تو ایسے آدمی کو کہین جایز ہی کہ یہ بات دوسرے کے
حق مین کرے جسکی طرفسے نائب ہو مثلاً کسی ضعیف کا
ولی اور یتیم کا وصی اور غایب کا وکیل ہو یہ بات
اوسکو ہرگز جایز نہوگی اور اگر ایسا کریگا تو بجز اسکے کہ یہ فعل
عہد مین خیانت کرنا اور ذمہ کو توڑنا ہوا اور کیا ہوگا

فهذا هو الآن اعيان حجروا واما عبارة مثل
ولكن اقتصروا على ما ... وا طريق الحق
واستطالوا المدة في درك الحفظ فاجتنبوا عجالة
النيل اختصروا طريق العلم واقتصروا على
وحروف منتزعة من معاني اصول
الفقه سموها عللا وجعلوها شعارا
لانفسهم في الترسم بالعلم واتخذوها
جنة عند لقاء خصومهم ونصبوها درئية
للخوض والجدال يتناظرون بها ويتلاطمون
عليها وعند انتهاء درجتها قد حكم المغالب
بالحذق والتبريز فهو الفقيه المذكور في
عصره والرئيس المعظم في بلده ومصره هذا
وقد ترك لهم الشيطان حيلة لطيفة وبلغ منهم
مكيدة بليغة فقال لهم هذا الذي في ايديكم علم
قصير بضاعة مزجاة لا تفي بمبلغ الحاجة والكفاية
فاستعينوا عليه بالكلام ووصلوه بالمقطعات
منه واستظهروا باصول المتكلمين
ليتسع للمرء مذهب الخوض ومجال النظر فصدق
عليهم ابليس ظنه واطاعه كثير منهم واتبعوه
الا فريقا من المؤمنين فيا للرجال والعقول الى
اين تذهب بهم وايم عنهم الشيطان حتى يضلهم من ... هم

پس یہ صورت وہی ہی خواہ آنکھ سے دیکھو یا دل سے پرکھو
لیکن کچھ لوگوں نے شاید طریق حق کو مشکل جانا اور بہرہ وافی
پانیکی مدت دراز سمجھی اور مقصود حاصل کرنیمین جلدی سند
کی اس غرض سے طریق علم کو مختصر کیا اور چند امور پر اکتفا کیا اور
کچھ باتین معانی اصول فقہ سے نکال کر اونکا نام علل رکھا
اور علم کی پانچون سوار و نمین داخل ہونیکے لیئے ان باتونکو اپنی
پہچان مقرر کی اور مخالفونکے مقابلہ کیوقت اونکو سپر کیا اور جنگ و
جدال مین اونکو ہی بنا پاکا اون ہی سے باہم مناظرہ کرتے ہین اور
اون ہی پر دہیاڑکی ہوتی ہی اور ان باتونکے مناظرہ سے بہرے
کیوقت جو غالب رہتا ہی اوسے زیرکی اور فوقیت کا حکم لگتا ہی
یعنے اپنے وقت مین فقیہ مشہور اور اپنے شہر مین بڑا رئیس وہی ہی
اور اسپر طرہ یہ ہی کہ شیطان نے چپکے سے ایک لطیف حیلہ اون کے
لیئے نکالا اور اونسے بڑا دھوکا کیا یعنی اونسے کہا کہ جو کچھ تمھارے پاس ہے
یہ علم کم اور متاع کاسد ہی حاجت اور کفایت کو وافی
نہین اسپر علم کلام کی مدد لو اور کچھ علم کلام اسمین
گانٹھو اور متکلمین کے اصول سے قوت بہم پہونچاؤ تاکہ
آدمی کو غور کی راہ اور فکر کی جولان گاہ کھلے غرض کہ شیطان
نے اپنا خیال اونپر سچا کر دیا اور مومنونکے ایک فریق کے
سوا بہتون نے اوسکی اطاعت اور پیروی کی ہمکو مردون
اور اونکی عقلونسے حیرت ہی کہ شیطان اونکو کہان لیئے جاتا ہی
اور بہرہ وافی اور مقام ہدایت سے کہان بہکاتا ہے۔

والله المستعان انتهى كلام الخطابي

باب حكاية حال الناس قبل المائة الرابعة وبيان سبب الاختلاف بين الأوائل والأواخر في الانتساب الى مذهب من المذاهب وعدمه وبيان سبب الاختلاف بين العلماء في كونهم من أهل الاجتهاد المطلق أو أهل الاجتهاد في المذهب والفرق بين هاتين المنزلتين

واعلم أن الناس كانوا في المائة الأولى والثانية غير مجمعين على التقليد لمذهب واحد بعينه قال أبو طالب المكي في قوت القلوب أن الكتب والمجموعات محدثة والقول بمقالات الناس والفتيا بمذهب الواحد من الناس واتخاذ قوله والحكاية له في كل شيء والتفقه على مذهبه لم يكن الناس قديما على ذلك في القرنين الأول والثاني انتهى بل كان الناس على درجتين العلماء والعامة وكان من خبر العامة أنهم كانوا في المسائل الإجماعية التي لا اختلاف فيها بين المسلمين أو بين جمهور المجتهدين لا يقلدون إلا صاحب الشرع وكانوا يتعلمون صفة الوضوء والغسل والصلاة والزكاة ونحو ذلك من آبائهم أو معلمي بلادهم فيمشون على ذلك وإذا وقعت لهم واقعة نادرة استفتوا فيها

اور اب خدا ہی سے مدد ورکار ہی پورا ہوا کلام خطابی کا

باب ان لوگونکے حال کے ذکر مین جو چوتھی صدی سے پیشتر ہوئی اور اوس اختلاف کے سبب کے بیان مین جو پہلون اور پچھلون مین کسی مذہب کیطرف منسوب ہونے اور نہونے مین ہوا اور نیز علما کے اوس اختلاف کے سبب بیان مین کہ بعض مجتہد مطلق ہوے اور بعض مجتہد فی المذہب اور ان دونو مرتبون کے فرق کے ذکر مین۔

جاننا چاہئے کہ پہلی اور دوسری صدی مین لوگ ایک مذہب معین کی تقلید پر متفق نہ تھے چنانچہ ابوطالب مکی نے قوت القلوب مین کہا ہی کہ کتابین اور مجموعے سب نئی نکلی ہوئی ہین اور لوگونکے اقوال کا بیان کرنا اور ایک شخص کے مذہب پر فتوی دینا اور اوسکے قول کو اختیار کرنا اور ہر چیز مین اوسکی نقل کرنی اور اوسکے مذہب پر اعتماد کرنا اول دوم دو قرنو مین لوگونکا دستور نتھا تمام ہوا قول ابوطالب کا۔ بلکہ لوگ اوسوقت دو طرح پر تھے علما اور عوام۔ عوام کا یہ حال تھا کہ مسائل اتفاقیہ مین جنمین مسلمانونکے اندر یا جمہور مجتہدین کے درمیان اختلاف نتھا بجز شارع کے اور کسی کی تقلید نہین کرتے اور کیفیت وضو اور غسل کی اور نماز اور زکوۃ وغیرہ کے احکام اپنی باپ دادون یا اپنی شہر کے پڑہانیوالون سے سیکھلیتے تہے اور اوسی پر چلتے تھے اور جب کوئی حادثہ اجنبی واقع ہوتا اوسکے بارہ مین جس مفتی کو پاتے

٥٧

من غير تعين مذهب قال ابن الهمام فی
اخر التحرير كانوا يستفتون مرة واحدا و
مرة غيره غير ملتزمين مفتيا واحدا اھ
واما العلماء فكانوا على مرتبتين منهم
من امعن فی تتبع الكتاب والسنة والاثار
حتى حصل له بالقوة القريبة من الفعل
ملكة ان ينتصب مفتيا فی الناس يجيبهم
فی الوقائع غالبا بحيث يكون جوابه
اكثر مما يتوقف فيه ويختص باسم المجتهد
المطلق وهذا الاستعداد يحصل تارة
باستفراغ الجهد فی جمع الروايات فانه ورد
كثير من الاحكام فی احاديث وكثير منها فی
اثار الصحابة والتابعين وتبع التابعين
مع ما لا ينفك عنه العاقل العارف باللغة من معرفة
مواقع الكلام وصناعة العلم بالاثار من معرفة
طرق الجمع بين المختلفات وترتيب الدلائل ونحو
ذلك كحال الامامين القدوتين احمد بن محمد بن
حنبل واسحق بن راهويه وتارة باحكام
طرق التخريج وضبط الاصول المروية فی
كل باب باب عن مشائخ الفقه من الضوابط
والقواعد مع جملة صالحة من السنن والاثار

بدون تعین مذہب کے پوچھ لیتے - ابن ہمام نے آخر تحریر مین
کہا ہی کہ کبھی ایک شخص سے پوچھتے اور کبھی دوسرے سے
التزام ایک مفتی کا نکرتے فقط - اور علماء دو قسم کے تھے
ایک وہ عالم جنہون نے قرآن و حدیث اور آثار کی جستجو مین
اتنا غور کیا کہ انکو بالقوۃ جسکو بالفعل کہنا چاہئے ایسے
استعداد حاصل ہوگئی کہ لوگون مین مفتی مقرر ہو جاوین
کہ اکثر معاملات مین انکو جواب دین اسطرح پر کہ جواب دینا
توقف کرنیکے نسبت زیادہ ہو یہ لوگ مجتہد مطلق کی
نام سے خاص تھے اور یہ استعداد کبھی اسطرح حاصل
ہوتی ہی کہ روایتونکے جمع کرنے مین خوب کوشش کیجاوے
کیونکہ بہت سے احکام احادیث مین ہین اور بہت سے
آثار صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مین اسکے ساتھ
ہی یہ ہو کہ عاقل زبان دان موقع کلام کو اور آثار
کا جاننے والا طریق مطابقت مختلف حدیثونکے درمیان
اور ترتیب دلایل وغیرہ کو برابر پہچان لیتا ہو جیسے
دو امام پیشوا احمد بن محمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ
کا حال ہی اور کبھی استعداد مذکور تخریج کے طریقونکو
مستحکم کرنے اور اون ضوابط اور قواعد کو یاد کرنیسے
ہوتی ہی جو ہر باب مین جدا جدا فقہ کے مشائخ
سے مروی ہین جنکے ساتھ سنن اور
آثار کا ایک لائق مجموعہ محفوظ ہو

كحال الامامين القدوتين ابي يوسف
ومحمد بن الحسن ومنهم من حصل له من
معرفة القرآن والسنن ما يتمكن به من معرفة
رؤس الفقه امهات مسائله بادلتها التفصيلية
وحصل له من غالب الرأي ببعض المسائل الاخرى من
ادلتها وتوقف في بعضها واحتاج في ذلك الى مشاورة
العلماء لانه لم يتكامل له الادوات كما يتكامل
للمجتهد المطلق فهو مجتهد في البعض غير مجتهد في
البعض وقد تواتر عن الصحابة والتابعين انهم كانوا
اذا بلغهم الحديث يعملون به
من غير ان يلاحظوا شرطا وبعد
المائتين ظهر فيهم التمذهب
للمجتهدين باعيانهم وقل من
كان لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه
وكان هذا هو الواجب في ذلك الزمان وسبب
ذلك ان المشتغل بالفقه لا يخلو عن حالتين
احدهما ان يكون اكبر همه معرفة المسائل
التي قد اجاب فيها المجتهدون من قبل من
ادلتها التفصيلية ونقدها وتنقيح ماخذها
وترجيح بعضها على بعض وهذا امر جليل لا يتم
له الا بامام يتاسى به قد كفي مؤنة فرش المسائل

جیسے حال دو اماموں پیشوا ابو یوسف اور محمد بن حسن
کا ہی - دوسرے وہ عالم تھے جنکو قرآن اور حدیث اسقدر
معلوم تھے کہ اوس سے فقہ کی جڑ اور اوسکی اصلی مسائل
تفصیلی دلیلوں کے ساتھہ پہچان سکیں اور بعض مسائل
پر دلیل کے ساتھہ غالب راے حاصل ہوجاے اور
بعض مسایل مین توقف کرین اور علما کے مشورہ
کے محتاج ہون کیونکہ اونکے پاس پورا سامان نہین جیسے
مجتہد مطلق کے پاس ہوتے ہین تو اس قسم کے عالم بعض
مسایل مین مجتہد اور بعض مین غیر مجتہد ہونگے اور صحابہ
اور تابعین سے بتواتر ثابت ہی کہ جب اونکو کوئی حدیث پہونچتی
تو بدون لحاظ کسی شرط کے وہ اوس پر عمل کر لیتے اور بعد
دو صدیوں کے لوگوں مین معین مجتہدوں کا مذہب اختیار کرنا
ظاہر ہوا اور ایسی کم آدمی تھے کہ مجتہد معین کے مذہب پر
اعتماد نرکھتے ہون اور اوس وقت مین پابندی مذہب
معین کے واجب ہوگئی اور اوسکا سبب یہ ہی کہ فقہ
مین مشغول ہونیوالا دو حال سے خالی نہین -
اول یہ کہ اوسکا بڑا مطلب اون مسائل کا پہچاننا ہو جنکا
جواب بیشتر تفصیلی دلیلوں سے مجتہد دے چکے ہین اور نیز اون مسائل
کا پرکھنا اور اونکی ماخذ کی تحقیق اور اونمین سے بعض کو بعض پر ترجیح
دینا منظور ہو اور یہ کام ایسا بڑا ہی کہ بدون اقتدا کسی ایسے
امام کی اوس سے بن نہیں سکتا جنے مسائل کے پھیلانے

وايراد الدلائل في كل باب باب فيستعين به في ذلك ثم يشتغل بالنقد والترجيح ولولا هذا الامام صعب عليه ولا معنى الامر بحلب امر صعب مع امكان الامر السهل والابد لهذا المقتدي ان يحسن شيئا مما سبق اليه امامه ويستدرك عليه شيئا فان كان استدراكه اقل من موافقته عد من اصحاب الوجوه في المذهب وان كان اكثر لم يعد تفرده وجها في المذهب وكان مع ذلك منتسبا الى صاحب المذهب في الجملة ممتازا عمن ينتمي بامام آخر في كثير من اصول مذهبه وفروعه ويوجد لمثل هذا بعض مجتهدات لم يسبق بالجواب فيها اذ الوقائع متتالية والباب مفتوح فياخذها من الكتاب والسنة وآثار السلف من غير اعتماد على امامه ولكنها

اور دلائل لانیکی مشقت سی ہر ہر باب مین فارغ کر دیا ہو تاکہ وہ اس باب مین اوس امام کے قول سے مدد لی پھر پرکھنے اور ترجیح مین مشغول ہو اور اگر بالفرض یہ امام نہوتا تو اوسپر یہ امر دشوار ہوتا اور ظاہر ہو کہ سہل بات کے ہوتے ہوئے دشوار کام کو اختیار کرنا بے فائدہ ہی اور ضرور ہی کہ یہہ مقتدی اون باتون مین سے کہ اوسکا امام پہلے کہہ چکا ہی کچھہ باتونکو اچھا کہے اور کچھہ مین اوسکا خلاف کرے اگر اوسکا خلاف بہ نسبت موافقت کے کم ہوگا تو یہ شخص مذہب مین اصحاب وجوہ مین سے شمار کیا جائیگا اور اگر خلاف زیادہ ہوگا تو اوسکا تنہا ہونا مذہب مین وجہ نگنی جائیگی اور باوجود اسکے فی الجملہ صاحب مذہب کی طرف منسوب رہیگا اور اون لوگون سے جنہون نے دوسرے امام کا اقتدا اوس کے مذہب کے بہت سے اصول اور فروع مین کیا ہو ممتاز رہیگا اور اس جیسے شخص کے بعض اجتہادی مسائل ایسے پائے جائینگے کہ اونکا جواب پہلے نہوا ہو کیونکہ معاملات پیاپے ہوتے رہتے ہین اور اجتہاد کا دروازہ کھلا ہوا ہی ایسے مسائل کا جواب وہ شخص قرآن اور حدیث اور آثار سلف سی بدون اعتماد کے اپنے امام پر نکالتا ہے لیکن ایسے مسائل بہ نسبت اون مسائل کے

قليلة بالنسبة الى ما سبق بالجواب
فيه وهذا هو المجتهد المطلق المنتسب
وثانيهما ان يكون اكبر همه معرفة
المسائل التي يستفتيه المستفتون
مما لم يتكلم فيه المتقدمون وحاجته
الى امام يأتسي به في الاصول
الممهدة في كل باب باب اشد
من حاجة الاول لان مسائل الفقه
متعانقة متشابكة فروعها
يتعلق بامهاتها فلو ابتدا هذا بنقد
مذاهبهم وتنقيح اقوالهم لكان
ملتزما لما لا يطيقه ولا يتفرغ منه
طول عمره فلا سبيل له الى ما يهمه
الا ان يحل النظر فيما سبق فيه ويفرغ
للتفاريع وقد يوجد لمثل هذا
استدراكات على امامه بالكتاب والسنة
وآثار السلف والقياس لكنها قليلة في
الموافقات وهذا هو المجتهد في المذهب واما الحالة
الثالثة وهي ان يستفرغ جهده اولا في معرفة
ادلة ما سبق اليه ثم يستفرغ جهده ثانيا في
التفريع على ما اختاره واستحسنه

جنکا جواب پچھلے ہوچکا ہی کم ہوتے ہین اور ایسا
شخص مجتہد مطلق منتسب ہی۔ دوسرا حال مشغول
بفقہ کا یہ ہی کہ اوسکی بڑی غرض اون مسائل کا
پہچاننا ہو جنکو فتوی پوچھنے والے دریافت کرتے ہین
جنمین پچھلے لوگون نے کچھ نہین کہا اور اس شخص
کو بہ نسبت پچھلے شخص کے ایک ایسے امام کی سخت ضرورت
ہی کہ اوسکا اقتدا اون اصول مین کرے جو ہر ہر باب مین
مرتب ہوچکی ہین کیونکہ فقہ کی مسائل ایک دوسرے سے مخلوط اور
جال کیطرح ہین اور اونکی فروع اپنی اصول سے وابستہ ہین
تو اگر یہہ شخص پرکھنا اونکی مذاہب کا اور تنقیح انکی اقوال کی
از سر نو شروع کرتا تو ایسی چیز اپنے ذمہ لیتا جسکی طاقت اوسکو
نتھی اور نہ ساری عمر اوس سے فارغ ہوتا اسلئے اوسکو اپنی مطلوب
کی راہ بجز اسکے نہین کہ جن مسائل کے جواب پچھلے ہوچکے ہین انمین
غور کرے اور تفریعات کیلئے فارغ ہو بیٹھے اور بعض اوقات ایسا
شخص بھی قرآن اور حدیث اور آثار سلف اور قیاس سے اپنے
امام کا خلاف کرتا ہی لیکن اوسکے خلافی مسائل بہ نسبت
موافق مسائل کے کم ہوتے ہین اور یہ شخص مجتہد فی المذہب ہے
اور تیسری حالت یہ ہی کہ عالم اول ہمہ تن کوشش
اس بات مین کرے کہ جن مسائل کے جواب پچھلے ہوچکے
ہین اونکی دلیلین پہچانے دوسرے کما ینبغی کوشش کرے
کہ جس بات کو مختار اور اچھا سمجھا ہی اوسپر تفریعیں نکالے

فهي حالة بعيدة غير واقعة لبعد
العهد عن زمان الوحي واحتياج
كل عالم في كثير مما لابد له في
علمه الى من مضى من رواية الاحاديث
على تشعب متونها وطرقها ومعرفة
مراتب الرجال ومراتب صحة الحديث
وضعفه وجمع ما اختلف من الاحاديث
والآثار والتنبه لمأخذ الفقه
منها ومن معرفة غريب اللغة واصول
الفقه ومن رواية المسائل التي سبق
التكلم فيها من المتقدمين مع كثرتها
جدا وتباينها واختلافها ومن توجيه
افكاره في تمييز تلك الروايات
وعرضها على الادلة فاذا انفد عمره في
ذلك كيف يوفي حق التفاريع بعد ذلك
والنفس الانسانية وان كانت زكية لها حد
معلوم تعجز عما وراءها وانما كان هذا ميسرا
للطراز الاول من المجتهدين حين كان العهد
قريبا والعلوم غير متشعبة على انه لم يتيسر ذلك ايضا
الا لنفوس قليلة وهم مع ذلك كانوا مقيدين بالمشايخ
معتمدين عليهم ولكن لكثرة تصرفاتهم في العلم صاروا مستقلين

یہ حالت بعید از عقل اور غیر متحقق ہی اسلئے کہ وحی کا زمانہ
دور پڑ گیا اور ہر عالم کو بہت سی باتون مین کہ اوسکے علم
مین ضروری ہین سلف گذشتہ کی حاجت ہی مثلاً روایت
کرنا احادیث کا باوجود متفرق ہونے الفاظ اور اسناد اونکے
اور راویونکے مرتبونکا پہچاننا اور حدیث کے صحیح اور ضعیف
ہونیکے مراتب کو معلوم کرنا اور احادیث اور آثار مختلف مین
مطابقت دینا اور اونمین سی ماخذ فقہ پر واقف ہونا اور
مشکل الفاظ اور اصول فقہ کو پہچاننا اور اون مسائل کا روایت
کرنا جنمین پہلے لوگ کلام کر چکے ہین حالانکہ یہ مسائل
نہایت کثرت سے اور ایک دوسرے سے جدا اور مختلف ہین اور
اپنی فکرونکو ان روایات کے امتیاز کرنے اور دلیلون
پر پیش کرنے کیطرف متوجہ کرنا کہ اگر اپنی تمام عمر ان ہی
باتونمین صرف کرے تو اوسکے بعد تفریعات کا حق کیسے پورا
کریگا اور نفس انسانی کیلئے گو تیز فہم ہو ایک حد معین ہی کہ
اوس سے باہر عمل کرنیسے عاجز ہی ہان یہ بات مجتہدین نقش
اول کیلئے حاصل تھے کیونکہ وحی کا زمانہ قریب تھا اور علوم
بھی شاخ در شاخ نتھے علاوہ اسکے اوس وقت مین بھی
صرف تھوڑے ہی شخصونکو میسر ہوئے اور وہ اشخاص
باانہمہ اپنے مشایخ کے مقتدی تھے اور اون ہی پر
اعتماد رکھتے تھے لیکن علم مین کثرت تصرفات
کی وجہ سے خود مستقل ہو گئے تھے

وبالجملة فالتمذهب للمجتهدين سر الهمه الله
تعالى العلماء وجمعهم عليه من حيث
يشعرون او لا يشعرون ومن شواهد
ما ذكرناه كلام الفقيه ابن زياد الشافعي
اليمني في فتاواه حيث سئل عن مسئلتين اجاب فيهما
البلقيني بخلاف مذهب
الشافعي فقال في الجواب انك
لا تعرف توجيه كلام البلقيني ما لم تعرف
درجته في العلم فانه امام مجتهد مطلق
منتسب غير مستقل من اهل التخريج والترجيح
واعني بالمطلق المنتسب من له اختيار وترجيح
يخالف الراجح في مذهب الامام الذي ينتسب اليه
وهذا حال كثير من جهابذة اكابر
اصحاب الشافعي من المتقدمين والمتاخرين
وسيأتي ذكرهم وترتيب درجاتهم
وممن نظم البلقيني في سلك
المجتهدين المطلقين المنتسبين تلميذه
الولي ابو زرعة فقال قلت مرة لشيخنا الامام
البلقيني ما يقصر بالشيخ تقي الدين السبكي عن الاجتهاد
وقد استكمل آلته وكيف يقلد قال ولم اذكره اي شيخه
البلقيني استحياء منه لما اردت ان ارتب على ذلك

حاصل یہ کہ مذہب مجتہدین کی پابندی ایک راز ہی کہ
اللہ تعالے نے علما کے دلمین ڈالا اور اوسپر اونکو متفق کیا
خواہ وہ اوسکو جانین یا نہ جانین اور ہماری تقریر کا
مؤید فقیہ ابن زیاد شافعی یمنی کا کلام اون کے فتاوی
مین ہی کہ جب اونسے دو مسالونکا حال پوچھا گیا جنمین
بلقینی نے مذہب شافعی کے خلاف جواب دیا تھا تو ابن
زیاد نے جواب مین تقریر ذیل لکھی۔
کہ جبتک تمکو بلقینی کا درجہ علم مین معلوم نہوگا تب تک اونکی کلام
توجیہ نسمجھو گے جان لو کہ بلقینی امام مجتہد مطلق منتسب غیر مستقل
تخریج اور ترجیح والونمین سے ہین - اور میری غرض مطلق منتسب سے
وہ شخص ہی کہ جس امام کی طرف وہ منسوب ہی اوسکے مذہب مین اختیار
اور ترجیح رکھتا ہی کہ قول راجح کی مخالفت کرے اور یہ حال بہت سے
بڑے بڑے علامہ اصحاب شافعی کا پہلون اور پچھلونمین سے ہی
اور اونکا ذکر اور اونکے درجات کی ترتیب عنقریب آئیگی اور
جن لوگون نے بلقینی کو مجتہد مطلق منتسب کے زمرہ مین داخل کیا
ہی اونمین سے بلقینی کا شاگرد ولی ابو زرعہ ہی - وہ کہتا ہی کہ مین نے
ایک بار اپنے اوستاد امام بلقینی سے کہا کہ کیا وجہ ہی کہ شیخ تقی الدین
سبکی اجتہاد سے کوتاہی کرتے ہین حالانکہ مجتہد ہونیکا سامان
سب پورا کر لیا ہی تو وہ تقلید کیون کرتے ہین اور مین نے
مارے شرم کے خود اوستاد بلقینی کا نام نلیا کیونکہ مجھے
منظور تھا کہ اجتہاد نکرنے پر کچھ سخت بات مرتب کرونگا

فسكت فقلت فما عندى ان الامتناع
من ذلك الا هو الا للوظائف التى قدرت
للفقهاء على المذاهب الاربعة وان
من خرج عن ذلك واجتهد لم ينله
شئ من ذلك وحرم ولاية القضاء
وامتنع الناس من استفتائه ونسب للبدعة
فتبسم ووافقنى على ذلك انتهى قلت اما انا
فلا اعتقد ان المانع لهم من الاجتهاد ما
اشار اليه حاشا منصبهم العلى عن ذلك
وان يتركوا الاجتهاد مع قدرتهم عليه
لغرض القضاء والاسباب هذا ما لا يجوز
لاحد ان يعتقده فيهم وقد تقدم ان
الراجح عند الجمهور وجوب الاجتهاد
فى مثل ذلك وكيف ساغ للولى نسبتهم
الى ذلك ونسبة البلقينى الى موافقته على ذلك
وقد قال الجلال السيوطى فى شرح
التنبيه فى باب الطلاق وما لفظه
وما وقع للائمة من الاختلاف
من تغير الاجتهاد فيصححون فى
كل موضع ما ادى اليه
اجتهادهم فى ذلك الوقت

امام بلقینی خاموش ہو گئے تب مینے کہا کہ میرے نزدیک اجتہاد
سے باز رہنا صرف اون نوکریونکی جہت سے ہی جو فقہائے
ہر چہار مذہب کیلئے مقرر ہین اور جو کوئی مذاہب چہارگانہ
سے باہر ہوگا اور اجتہاد کریگا اوسکو اس وظیفہ مین سے کچھ
نہ ملیگا اور عہدہ قضا سے محروم رہیگا اور لوگ اوس سے فتوی
دریافت کرنا چھوڑ دینگے اور بدعتی کہلائیگا بلقینی نے تبسم
کیا اور اس رائے پر میری موافقت کی پورا ہوا کلام ابوزرعہ کا
مین کہتا ہون کہ میرا یہ اعتقاد نہین کہ جس بات کی
طرف ابوزرعہ نے اشارہ کیا ہی وہ بات اجتہاد سے
اون لوگونکو مانع ہوا اونکا منصب عالی اس سے بری ہی
اور نہ میرا یہ اعتقاد ہی کہ وہ لوگ باوجود اجتہاد پر قادر
ہونیکے عہدہ قضا اور اسباب معیشت کیوجہ سے اجتہاد
چھوڑ دین اون لوگونکے حق مین یہ اعتقاد رکھنا تو کسیکو
جائز نہین اور پیشتر گذر چکا کہ جمہور کے نزدیک غالب یہی ہی کہ
ایسے مرتبہ مین اجتہاد کرنا واجب ہی اور ابوزرعہ کو اون
لوگونمین یہ عیب لگانا اور اس بات مین امام بلقینی کو
اپنا موافق بتانا کیسے جائز ہوا حالانکہ جلال الدین
سیوطی نے شرح تنبیہ کے باب الطلاق مین یہ عبارت
لکھی ہی جو کچھ ائمہ مین اختلاف ہوا ہی وہ اجتہاد کی
تبدیل سے ہوا پس ہر جگہ مین جو ائمہ تصحیح کرتے ہین اوسی
بات کی کرتے ہین کہ اوسوقت اونکا اجتہاد اوس تک پہونچا ہو

ف۵ مفقود ابن ابناد ... ۱۲

وقد كان المصنف يعني صاحب التنبيه من
الاجتهاد بالمحل الذى لا ينكر وصرح
غير واحد من الائمة بانه وابن الصباغ
وامام الحرمين والغزالى بلغوا رتبة
الاجتهاد المطلق وما وقع فى فتاوى ابن الصلاح
من انهم بلغوا رتبة الاجتهاد فى المذهب
دون المطلق فمراده انهم كانت لهم درجة
الاجتهاد المنتسب دون المستقل وان
المطلق كما قرره فى كتابه اداب الفتيا
والنووى فى شرح المهذب نوعان
مستقل وقد فقد من راس اربع مائة
فلم يكن وجوده و منتسب وهو باق الى ان ياتى
اشراط الساعة الكبرى ولا يجوز انقطاعه
شرعا لانه فرض كفاية ومتى قصر اهل عصر حتى تركوه
اثموا كلهم وعصوا باسرهم كما صرح به الاصحاب
منهم الماوردى فى الحاوى والرويانى فى البحر
والبغوى فى التهذيب وغيرهم ولا يتادى هذا الفرض
بالاجتهاد المفيد كما صرح به ابن الصلاح والنووى
فى شرح المهذب والمسئلة مبسوطة فى كتابنا
المسمى بالرد الى من اخلد الى الارض وجهل
ان الاجتهاد فى كل عصر فرض ولا يخرج هؤلاء عن
الاجتهاد المطلق المنتسب من كونهم شافعية

اور مصنف یعنی صاحب تنبیہ اجتہاد کے ایسے مرتبہ پر تھا جسکا
انکار نہیں کیا جاتا اور بہت سے اماموں نے تصریح کی ہے کہ صاحب تنبیہ
اور ابن صباغ اور امام الحرمین اور امام غزالی اجتہاد مطلق کے مرتبہ
پر پہونچے ہوے تھے اور فتاوی ابن صلاح میں جو لکھا ہے کہ یہ لوگ
اجتہاد فی المذہب کے مرتبہ پر پہونچے تھے نہ مطلق پر تو اوسکا مقصود
یہ ہے کہ وہ لوگ درجہ اجتہاد منتسب کہتے تھے نہ اجتہاد مستقل اور یہ کہ
اجتہاد مطلق کی دو قسمین ہین ایک مستقل دوم منتسب جیسا کہ
خود اوسنے اپنی کتاب آداب الفتیا مین اور نووی نے شرح مہذب مین
ثابت کیا ہے مستقل تو چوتھی صدی کے شروع سے مفقود ہو گیا
اوسکا وجود ممکن نہین اور منتسب باقی ہے یہانتک کہ علامات قیامت
کبری آوین اور شرعاً اوسکا موقوف ہو جانا جائز نہین اسلئے
کہ یہ اجتہاد منتسب بغرض کفایہ ہے اور جب کسی زمانہ کے لوگ اوسمین
کوتاہی کرین یہانتک کہ بالکل چھوڑ دین تو سب کے سب گنہگار
اور عاصی ہونگے چنانچہ اس بات کی تصریح علمانے کی ہے اونمین
ماوردی نے حاوی مین اور رویانی نے بحر مین اور بغوی نے
تہذیب مین اور دوسرے عالموں نے تصریح کی ہے اور یہ فرض اجتہاد
مقید سے ادا نہین ہوتا جیسے ابن صلاح نے اور نووی نے
شرح مہذب مین اوسکی تصریح کی ہے اور یہ مسالہ ہماری
کتاب مسمے بہ رد الی من اخلد الی الارض وجہل ان
الاجتہاد فی کل عصر فرض مین مشرح ہے ۔ اور یہ لوگ
اجتہاد مطلق منتسب کے سبب سے شافعی ہونیسے باہر نہونگے

٦٥

اور یہ نہین جانتا
کہ اجتہاد ہر زمانہ
مین فرض ہے ۱۲

لما صرح به النووي وابن الصلاح في
الطبقات وتبعه ابن السبكي ولهذا صنفوا في كتب
المذهب وافتوا وتولوا وظائف الشافعية
كما ولي المصنف وابن الصباغ تدريس النظامية
ببغداد وولي امام الحرمين والغزالي تدريس النظامية
بنيسابور وولي ابن عبد السلام الجابية و
الظاهرية بالقاهرة وولي ابن دقيق العيد
الصلاحية المجاورة لمشهد امامنا الشافعي
والفاضلية والكاملية وغير ذلك اما
من بلغ رتبة الاجتهاد المستقل فانه يخرج
بذلك عن كونه شافعيا ولا ينقل اقواله
في كتب المذهب ولا اعلم احدا بلغ هذه
الرتبة من الاصحاب الا ابا جعفر بن جرير
الطبري فانه كان شافعيا ثم استقل
بمذهب ولهذا قال الرافعي وغيره لا يعد تفرده
وجها في المذهب انتهى وهي عندي احسن
مما سلك الولي ابو زرعة الا ان
كلامه يقتضي ان ابن جرير
لا يعد شافعيا وهو مردود فقد
قال الرافعي في اول كتاب
الزكوة من الشرح

چنانچہ نووی نے اور طبقات مین ابن صلاح نے اسکی تصریح
کی ہی اور ابن سبکی نے اوسکی موافقت کی اور یہین وجہ اونہون
نے مذہب کی کتابین تصنیف کین اور فتوے دیے اور شافعی
وظیفونکی متولی کیے گئے مثلا مصنف اور ابن صباغ کو
تعلیم کی تولیت مدرسہ نظامیہ بغداد ولی اور امام الحرمین اور
امام غزالی کو تعلیم مدرسہ نظامیہ نیشاپور کی تولیت ہوئی
اور ابن عبد السلام قاہرہ کے مدرسہ جابیہ اور ظاہریہ کا
متولی ہوا اور ابن دقیق عید مدرسہ صلاحیہ کا جو ہمارے
امام شافعی کے مقبرہ کے پاس ہی اور مدرسہ فاضلیہ کاملیہ وغیرہ کا
متولی ہوا۔ اور جو شخص کہ اجتہاد مستقل کے مرتبہ کو پہونچا
وہ البتہ شافعی ہونے سے نکل گیا اور اسکے اقوال مذہب کی
کتابون مین منقول نہین ہوتے اور مین کسیکو اصحاب شافعی
سے نہین جانتا کہ وہ اس مرتبہ کو پہونچا ہو بجز ابو جعفر بن جریر
طبری کے کہ وہ شافعی تھا پھر مذہب مین مستقل ہو گیا
اور اسی وجہ سے رافعی وغیرہ نے کہا ہی کہ اوسکا تنہا ہونا
کسی قول مین مذہب کی وجہ شمار نہین ہوتے سیوطی
کا قول پورا ہوا۔ اور یہ طریق میرے نزدیک اوس سے
بہتر ہی جسپر ولی ابو زرعہ چلا ہی مگر سیوطی کا کلام
اس بات کا مقتضی ہی کہ ابن جریر طبری کو شافعی
شمار نکیا جاوے اور اوسکا یہ کلام مسلم نہین کیونکہ
رافعی نے شروع کتاب الزکوۃ کی شرح مین کہا ہی

تفرد ابن جریر لایعد وجہا فی مذہبنا
وان کان معدودا فی طبقات اصحاب
الشافعی قال النووی فی التہذیب
ذکرہ ابو عاصم العبادی فی الفقہاء الشافعیۃ
وقال ہو من افراد علمائنا واخذ فقہ الشافعی
علی الربیع المرادی والحسن الزعفرانی انتہی
ومعنی انتسابہ الی الشافعی انہ جری علی
طریقہ فی الاجتہاد واستقراء الادلۃ
وترتیب بعضہا علی بعض ووافق اجتہادہ
اجتہادہ واذا خالف احیانا لم یبال بالمخالفۃ
ولم یخرج عن طریقتہ الا فی مسائل
وذلک لایقدح فی دخولہ فی مذہب الشافعی
ومن ہذا القبیل محمد بن اسمعیل البخاری فانہ
معدود فی طبقات الشافعیۃ وممن ذکرہ فی طبقات
الشافعیۃ الشیخ تاج الدین السبکی وقال انہ تفقہ
بالحمیدی والحمیدی تفقہ بالشافعی واستدل
شیخنا العلامۃ علی ادخال البخاری فی الشافعیۃ
بذکرہ فی طبقاتہم وکلام النووی
الذی ذکرناہ شاہد لہ
وذکر الشیخ تاج الدین
السبکی فی طبقاتہ ما لفظہ

کہ تنہا ابن جریر کا قول ہمارے مذہب مین کوئی صورت
نہین گنی جاتی اگرچہ وہ خود اصحاب شافعی کے طبقات
مین شمار کیا جاتا ہی اور نووی نے تہذیب مین ذکر کیا ہی
کہ ابو عاصم عبادی نے ابن جریر کو فقہائے شافعیہ مین بیان کیا
ہی اور کہا ہی کہ یہ شخص ہمارے علمائے یگانہ مین سے ہی اُسنے
شافعی کی فقہ ربیع مرادی اور حسن زعفرانی سے سیکھی نووی
کا کلام ختم ہوا اور اوسکے منسوب بشافعی ہونیکے یہ معنی ہین
کہ اجتہاد اور دلیلونکی تلاش کرنے اور بعض کو بعض پر ترتیب
کرنے مین امام شافعی کے طریق پر چلا اور اوسکا اجتہاد امام کی
اجتہاد کی موافق پڑا اور اگر کہین مخالف ہوا تو مخالفت کی پروا
نہین کی اور امام کے طریقہ سے بجز چند مسائل کے خارج نہین
ہوا اور یہ امر اوسکے شافعی مذہب مین داخل رہنے کا خلل
انداز نہین - اور محمد بن اسمعیل بخاری بہی اسی جنس
کے ہین کہ وہ طبقات شافعیہ مین گنی جاتی ہین اور جن
لوگون نے اونکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہی اونمین سے
شیخ تاج الدین سبکی ہی کہ اوسنے کہا ہی کہ بخاری نے فقہ حمیدی سے
سیکھی اور حمیدی نے شافعی سے فقہ سیکھی اور ہمارے اوستاد علامہ نے
بخاری کی شافعیو نمین داخل کرنے پر یہ حجت پکڑی ہی کہ
تاج الدین نے اونکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہی اور نووی کا
کلام جو ہمنے ذکر کیا اس امر کا شاہد ہی - اور شیخ تاج الدین
سبکی نے اپنے طبقات مین یہ عبارت لکھی ہے

كالتخريج اطلقه المخرج اطلاقا فينظران
ذالك المخرج ان كان ممن يغلب عليه
المذهب والتقليد كالشيخ ابى حامد
والقفال عد من المذهب وان كان
ممن يكثر خروجه كالمحمدين الاربعة
يعنى محمد بن جرير ومحمد بن خزيمة ومحمد
ابن نصر المروزى ومحمد بن المنذر فلا يعد
واما المزنى وبعده ابن سريج فبين الدرجتين
لم يخرجوا لخروج المحمدين ولم يتقيدوا
تقيد العراقيين والخراسانيين انتهى وقد
ذكر السبكى فى طبقاته الشيخ ابالحسن الاشعرى
امام اهل السنة والجماعة وقال انه معدود
من الشافعية فانه تفقه بالشيخ ابى اسحق
المروزى انتهى قول ابن زياد
ومن شواهد ما ذكرنا ايضا
ما فى كتاب الانوار حيث
قال والمنتسبون الى مذهب الشافعى
وابى حنيفة ومالك واحمد اصناف احدها العوام
وتقليدهم للشافعى متفرع على تقليد المنتسب
الثانى البالغون الى رتبة الاجتهاد
والمجتهد لا يقلد مجتهدا

کہ جس تخریج کو کسی نکالنے والے نے مطلق نکالا ہی تو دیکھنا
چاہیے کہ اگر نکالنے والا اون لوگوںمین سے ہی جنپر مذہب
اور تقلید غالب ہی مثلا شیخ ابو حامد غزالی اور قفال تب تو
یہ تخریج کرنیوالا مذہب مین گنا جائیگا اور اگر اون لوگون مین
سے ہی کہ بکثرت مذہب سے خارج رہتے ہین مثل چار محمد یعنے
محمد بن جریر اور محمد بن خزیمہ اور محمد بن نصر مروزی اور محمد بن
منذر کے تو مذہب سے شمار نہوگا - اور مزنی اور اوسکے بعد ابن
سریج دو نو درجون کے بیچ مین ہین نہ تو چارون محمد
کیطرح مذہب سے باہر رہتے ہین اور نہ عراقیون و خراسانیون کی
طرح مذہب کے مقید رہتے ہین - اور نیز سبکی نے
طبقات مین شیخ ابو الحسن اشعری امام اہل سنت
وجماعت کا ذکر کیا ہی کہ وہ شافعیون مین سے گنی
جاتی ہین کیونکہ انہون نے فقہ شیخ ابو اسحق مروزی سے
سیکھی ابن زیاد کا قول پورا ہوا -
اور جو کچھ ہمنے ذکر کیا ہی اوسکا ایک شاہد مضمون کتاب انوار
بھی ہی کہ اوسکا مؤلف کہتا ہی کہ جو لوگ مذہب امام شافعی و امام
ابو حنیفہ و امام مالک و امام احمد کی طرف منسوب ہین
اونکی چند قسمین ہین - **اول** عوام اور اون کا
شافعی کی تقلید کرنا مجتہد منتسب کی تقلید پر متفرع ہوتا ہے
دوم وہ لوگ جو اجتہاد کے مرتبہ پر پہنچے ہین اور
مجتہد کسی دوسرے مجتہد کی تقلید نہین کیا کرتا -

وانما ینسبون الیه لجریهم علی طریقته
فی الاجتهاد واستعمال الادلة وترتیب
بعضها علی بعض الثالث المتوسطون
وهم الذین لم یبلغوا رتبة الاجتهاد لکنهم
وقفوا علی اصول الامام وتمکنوا من قیاس
مالم یجده منصوصا علی ما نص علیه وهؤلاء
مقلدون له وکذا من یاخذ بقولهم من
العوام والمشهور انهم لا یقلدون فی انفسهم
لانهم مقلدون انتهی کلام الانوار
فان قلت کیف یکون شئ واحد غیر
واجب فی زمان وواجبا فی زمان اخر مع ان
الشرع واحد فلیس قولك لم یکن الاقتداء
بالمجتهد المستقل واجبا ثم صار واجبا
الا قولا متناقضا متنافیا قلت الواجب
الاصلی هو ان یکون فی الامة من
یعرف الاحکام الفرعیة من ادلتها
التفصیلیة اجمع علی ذلك اهل الحق
ومقدمة الواجب واجبة فاذا کان للواجب
طرق متعددة وجب تحصیل طریق من تلك الطرق
من غیر تعین واذا تعین له طریق واحد وجب ذلك
الطریق بخصوصه کما اذا کان الرجل فی مخمصة شدیدة

اور ایسے لوگ دوسرے کی طرف منسوب اس لئے ہوتے ہین
کہ اجتہاد کرنے اور دلیلونکے عمل مین لانے اور بعض کو بعض پر
مرتب کرنے مین اوس دوسرے کے طریق پر چلتے ہین سیوم
درمیانی لوگ جو رتبہ اجتہاد کو نہین پہونچے لیکن امام کے قاعدونسے
واقف اور ایسے قیاس پر قادر ہین کہ جس بات کو مصرح
نپاوین تو اوسکو مصرح پر خیال کرلین یہ لوگ امام کے مقلد
ہوتے ہین والیسی ہی وہ لوگ جو عوام مین سے اونکی قول کو اختیار کرتے ہیں
اور مشہور یہ ہی کہ خود اونکی کوئی تقلید نہین کرتا کیونکہ وہ
خود دوسرے کے مقلد ہین پورا ہوا کلام انوار کا۔
اور اگر تم یون کہو کہ ایک ہی چیز ایک وقت مین غیر واجب اور
دوسرے وقت مین واجب کیسے ہوسکتی ہی شریعت تو ایک ہی ہے
پھر تمہارا یہ کہنا کہ اقتدا مجتہد مستقل کا پیشتر واجب تہا پھر واجب
ہوگیا مخالف اور ساقط ہی - اس اعتراض کے جواب مین
مین کہتا ہون کہ واجب اصلی تو یہ ہی کہ امت مین ایسا شخص
ہو کہ فرعی احکام کو مع تفصیلے دلیلونکے پہچانتا ہو اس بات پہ
سب اہل حق کا اتفاق ہی اور جس بات پر واجب
موقوف ہوتا ہی وہ بہی واجب ہوتی ہے اور جس
صورت مین کہ واجب کے چند طریق ہون تو اونمین سے
ایک غیر معین کا حاصل کرنا واجب ہے اور جب اوسکا
ایک ہی طریق ہو تو خاص اوسی طریق کا حاصل کرنا
واجب ہے مثلاً جب آدمی سخت بھوک مین مبتلا ہو

مخافة منه الهلاك وكان لدفع مخمصة
طرق من شراء الطعام والتقاط الفواكه
من الصحراء واصطياد ما يتقوت به وجب
تحصيل شئ من هذه الطرق لا على التعيين
فاذا وقع فى مكان ليس هناك صيد ولا فواكه
وجب عليه بذل المال فى شراء الطعام
وكذلك كان للسلف طرق فى تحصيل
هذا الواجب وكان الواجب تحصيل طريق من
تلك الطرق لا على التعيين ثم انسدت
تلك الطرق الا طريق واحد فوجب ذلك
الطريق بخصوصه وكان السلف لا يكتبون
الحديث ثم صار يومنا هذا كتابة الحديث
واجبة لان رواية الحديث لا سبيل لها اليوم
الا معرفة هذه الكتب وكان السلف لا يشتغلون
بالنحو واللغة وكان لسانهم عربيا لا يحتاجون
الى هذه الفنون ثم صار يومنا هذا معرفة اللغة
العربية واجبة لبعد العهد عن العرب الاول و
شواهد ما نحن فيه كثيرة جدا وعلى هذا ينبغى ان
يقاس وجوب التقليد لامام بعينه فانه قد يكون
واجبا وقد لا يكون واجبا فاذا كان انسان
جاهل فى بلاد الهند وبلاد ما وراء النهر

کہ اوس سے مرنیکا ڈر ہو تو بھوک دور کرنیکے چند طور ہین
جیسے کھانا مول لینا اور جنگل سے میوونکا چنا اور قوت کی چیز
کو شکار کرنا پس ان طریقون مین سے کسی چیز غیر معین کا
بہم پہونچانا واجب ہے اور اگر بھوکا ایسی جگہ مین ہو کہ وہان
شکار اور میوے نہون تو اوسپر مال کا خرچ کرنا کھانے کی خریدنے
مین واجب ہے۔ اسی طرح سلف کو اس واجب اصلی کے
حاصل کرنے مین چند طریق تھے اور ایک طریق غیر معین کا
حاصل کرنا اون پر واجب تھا پھر یہ سب طریق مسدود
ہو گئے صرف ایک طریق رہ گیا تو وہی خاص ایک طریق
واجب ہو گیا ــــ مثلاً سلف کا دستور تھا کہ حدیث کو
لکھتے نتھے پھر آج حدیث کا لکھنا واجب ہے اسلئے کہ روایت
حدیث کے واسطے آج کوئی سبیل سوا ان کتابونکے جاننے
کی نہین ہے۔ اور سلف کا دستور تھا کہ علم نحو اور لغت مین
مشغول نہوتے تھے اور اونکی زبان عربی تھی ان فنونکے
محتاج نتھے پھر ہمارے وقت مین لغت عربی کا جاننا واجب ہو گیا
کیونکہ عرب اول کا زمانہ دور پڑ گیا ۔ اور جس بات کی ہم
تقریر کر رہے ہین اوسکی شاہد نہایت کثرت سے ہین
اور اسی پر تقلید ایک امام معین کی واجب ہونیکو قیاس
کرنا چاہئے کیونکہ تقلید امام معین کبھی واجب ہوتی
ہے اور کبھی واجب نہین ہوتی مثلاً جب جاہل آدمی
ہندوستان کے ممالک یا ماوراء النہر کے شہرون مین ہو

ولیس هناك عالم شافعي ولا مالكي ولا
حنبلي ولا كتاب من كتب هذه المذاهب
وجب عليه ان يقلد لمذهب ابي حنيفة ويحرم
عليه ان يخرج من مذهبه لانه حينئذ يخلع
من عنقه ربقة الشريعة ويبقى سدى مهملا بخلاف
ما اذا كان في الحرمين فانه يتيسر له هناك معرفة
جميع المذاهب ولا يكفيه ان ياخذ بالظن من غير
ثقة ولا ان ياخذ من السنة العوام ولا ان ياخذ من
كتاب غير مشهور كما ذكر كل ذلك في النهر الفائق شرح كنز الدقائق
واعلم ان المجتهد المطلق من جمع خمسة من العلوم
قال النووي في المنهاج وشرط القاضي مسلم مكلف
حر ذكر عدل سميع بصير ناطق كاف مجتهد وهو
ان يعرف من القرآن والسنة ما يتعلق بالاحكام
وخاصه وعامه ومجمله ومبينه وناسخه ومنسوخه
ومتواتر السنة وغيرها والمتصل والمرسل وحال
الرواة قوة وضعفا ولسان العرب لغة ونحوا
واقوال العلماء من الصحابة ومن بعدهم اجماعا
واختلافا والقياس بانواعه ثم اعلم ان هذا المجتهد
قد يكون مستقلا وقد يكون منتسبا الى
المستقل والمستقل من امتاز عن
سائر المجتهدين بثلاث خصال

اور کوئی عالم شافعی اور مالکی اور حنبلی وہان نہو اور نہ ان
مذہبونکی کوئی کتاب ہو تو اوسپر واجب ہی کہ تقلید امام ابو حنیفہ
کی کرے اور اوسپر حرام ہی کہ مذہب امام ابو حنیفہ سے باہر نکلے کیونکہ
اسصورتمین شریعت کا پہندا اپنی گردن سے نکالکر مہمل بیکار
رہجائیگا بخلاف اوسصورت کے کہ حرمین مین ہو کیونکہ وہان
اوسکو سب مذہبونکا پہچاننا ممکن ہی اور اوسکو یہ کافی نہین کہ
بدون وثوق کے گمان پر عمل کرے اور نہ یہ کہ عوام کی زبانون
سے کوئی بات اختیار کرے اور نہ یہ کہ کسی کتاب غیر مشہور سے کوئی قول
لے چنانچہ یہ سب باتین نہر الفائق شرح کنز الدقائق مین مذکور ہین
اور جاننا چاہئے کہ مجتہد مطلق وہ ہی جو پانچ علمونکا حاوی ہو
چنانچہ نووی نے منہاج مین کہا ہی کہ قاضی کی شرط یہ ہی کہ مسلمان
عاقل بالغ ازاد مذکر عادل شنوا بینا گویا کافی مجتہد ہو اور
مجتہد پانچ باتونکا واقف ہی **اول** قرآن اور حدیث
متعلق باحکام کو اور اونکی خاص و عام اور مجمل اور مبین اور ناسخ
اور منسوخ کو پہچانے - **دوم** حدیث کی متواتر اور غیر متواتر اور متصل
اور مرسل اور راویون کی قوت اور ضعف کا حال جانتا ہو -
سوم عربی زبان کو لغت اور نحو کی راہ سے واقف ہی **چہارم**
اقوال علمای صحابہ و تابعین کو اجماع اور اختلاف کی لحاظ سے جانتا ہو
پنجم قیاس کے سب قسمونسے آگاہ ہو - پہر یہ معلوم کرو کہ یہ مجتہد کبھی
مستقل ہوتا ہی اور کبھی منتسب بمستقل اور مجتہد مستقل وہ ہی کہ باقی
مجتہدون سے تین باتونمین امتیاز رکھتا ہو جیسے یہ بات

لحما ترى ذلك فى الشافعى ظاهر احدهما
ان يتصرف فى الاصول والقواعد التى
يستنبط منها الفقه كما ذكر ذلك فى اوائل
الام حيث عد صنيع الاوائل فى استنباطهم
واستدرك عليهم كما اخبرنا شيخنا ابو طاهر محمد
بن ابراهيم المدنى عن شيخيه المكيين الشيخ
حسن بن على العجيمى والشيخ احمد النخلى عن الشيخ
محمد بن العلاء البابلى عن ابراهيم بن ابراهيم
اللقانى وعبد الرؤف الطبلاوى عن الجلال
ابى الفضل السيوطى عن ابى الفضل المرجانى
اجازة عن ابى الفرج الغزى عن يونس
بن ابراهيم الدبوسى عن ابى الحسن بن
المقير عن الفضل بن سهل الاسفراينى عن
الحافظ الحجة ابى بكر احمد بن على الخطيب نا
ابو نعيم الحافظ ثنا ابو محمد عبد الله بن محمد بن
جعفر بن حيان ثنا عبد الله بن محمد بن يعقوب
ثنا ابو حاتم يعنى الرازى ثنى يونس بن عبد الاعلى
قال قال محمد بن ادريس الشافعى الاصل قرآن
وسنة فان لم يكن فقياس عليهما واذا اتصل الحديث
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
وصح الاسناد منه فهو سنة

امام شافعی مین ظاہر دیکھتے ہو- **اول** یہ کہ اون اصول
اور قواعد مین جن سے فقہ کا استنباط ہوتا ہی تصرف کرے چنانچہ
امام شافعی نے اسکو کتاب ام کی شروع مین ذکر کیا ہی کہ پہلے
لوگون کے فعل دربارہ اونکی استنباط کی بیان کئے پہر ونکی ترمیم
کی اور جیسی ہمکو خبر دی ہمارے اوستاد ابوطاہر محمد بن ابراہیم
مدنی نے کہ وہ روایت کرتے ہین اپنے دو مکی اوستادون شیخ
حسن بن علی عجیمی اور شیخ احمد نخلی سے اور وہ روایت کرتے ہین
شیخ محمد بن علاء بابلی سے اور وہ ابراہیم بن ابراہیم
لقانی اور عبد الرؤف طبلاوی سے اور وہ دونو جلال ابو الفضل
سیوطی سے اور وہ ابو الفضل مرجانی سے اجازت کی طور
پر اور وہ ابو فرج غزی سے اور وہ یونس بن ابراہیم
دبوسی سے اور وہ ابو الحسن بن مقیر سے اور وہ فضل
بن سہل اسفرائنی سے اور وہ حافظ حجت ابوبکر
احمد بن علی خطیب سے اونہون نے کہا کہ حدیث کی ہمسے حافظ
ابو نعیم نے کہا کہ حدیث کی ہمسے ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن جعفر
بن حیان نے کہا کہ حدیث کی ہمسے عبد اللہ بن محمد بن یعقوب
نے کہا کہ حدیث کی ہمسے ابو حاتم یعنی رازی نے کہا کہ بیان کیا
مجھے یونس بن عبد الاعلی نے اونے کہا کہ محمد بن ادریس یعنی امام شافعی
نے کہا کہ اصل قران اور حدیث ہی اور اگر نہو تو اون دونو پر قیاس
کرنا ہی اور جب حدیث رسول خدا صلعم سے متصل ہو اور اوسکے
اسناد آنحضرت صلعم سے صحیح ہو تو وہ سنت ہے

والاجماع اكبر من خبر المفرد والحديث على
ظاهره واذا احتمل المعاني فما اشبه
منها ظاهره اولىٰها به واذا تكافأت الاحاديث
فاصحها اسنادا اولىٰها وليس المنقطع بشيء
ما عدا منقطع ابن المسيب ولا
يقاس اصل على اصل ولا يقال
في الاصل لم وكيف وانما يقال
للفرع لم فاذا صح قياسه على
الاصل صح وقامت به الحجة انتهى
وثانيها ان يجمع الاحاديث
والآثار فيحصل احكامها
ويتنبه لماخذ الفقه منها ويجمع
مختلفها ويرجح بعضها على بعض
ويعين بعض محتملها وذلك قريب
من ثلثي علم الشافعي فيما نرى والله
اعلم وثالثها ان يفرع
التفاريع التي ترد عليه مما لم يسبق
بالجواب فيه من القرون المشهود
لها بالخير وبالجملة فيكون
كثير التصرفات
في هذه الخصال

اور اجماع خبر مفرد سے بڑھکر ہی - اور حدیث اپنی ظاہر پر
محمول ہوتی ہی اور جب بہت سے معنونکا احتمال رکھتی ہو
تو اونمین سے جو ظاہر حدیث کی زیادہ مشابہ ہو وہ معنی سب
معنونسے اولی ہین - اور جب بہت سی حدیثین ہم پلہ متعارض
ہون تو جسکے اسناد زیادہ صحیح ہو تو وہ اونمین اولی ہی - اور
حدیث منقطع سوائے منقطع ابن مسیب کے کوئی چیز نہین -
اور ایک اصل کو دوسری اصل پر قیاس نکیا جاوے -
اور اصل مین یہ بات نہ کہی جاوی کہ کس وجہ سے اور کیونکر ہی
بلکہ فرع مین کہنا چاہئے کہ کیون ہی سو اور جب فرع کا قیاس اصل
پر درست ہو تو وہ فرع صحیح ہی اور اوس سے حجت ہو سکتی ہی کلام
شافعی کا ختم ہوا - دوسری بات مجتہد مستقل کی یہ ہی
کہ احادیث اور آثار کو جمع کرے اور اونکی احکام کو بہم
پہونچاوے اور اونمین سے ماخذ فقہ پر واقف ہو اور اونمین
سے مختلف کی تطبیق کرے اور بعض کو بعض پر ترجیح دوی
اور بعض احتمالات کو معین کرے اور یہ بات ہمارے خیال
مین علم امام شافعی کے دو تہائی کے قریب ہی واللہ اعلم -
تیسری بات مجتہد مستقل کی یہ ہی کہ جو مسائل اوس پر
ایسے پیش ہون جنکا جواب پہلے نہین ہوا یعنی تینون
قرنون مین جنکے بہتر ہونیکی شہادت ہو چکی ہی اون
مسائل کے تفریعات نکالے یعنی جواب دے - حاصل یہ کہ ان
تینون باتون مین اوسکا بہت سا تصرف ہو -

فائقا على اقرانه سابقا فی حلبة
رهانه مبرزا فی میدانه وخصلة
رابعة تتلوها وهی ان ینزل له
القبول من السماء فیقبل الی علمه
جماعات من العلماء من المفسرین
والمحدثین والاصولیین وحفاظ
کتب الفقه ویمضی علی ذلك القبول
والاقبال قرون متطاولة حتی
یدخل ذلك فی صمیم القلوب
والمجتهد المطلق المنتسب هو المقتدی المسلم له
فی الخصلة الاولی الجاری مجراه فی الخصلة
الثانیة والمجتهد فی المذهب هو
الذی سلم منه الاولی والثانیة
وجری مجراه فی التفریع علی منهاج
تفاریعه ولنضرب لذلك مثلا فنقول لکل من
تطبب فی هذه الازمنة المتاخرة اما ان یکون
یقتدی باطباء یونان وباطباء الهند فهو بمنزلة
المجتهد المستقل ثم ان کان هذا المتطبب قد عرف
خواص الادویة وانواع الامراض وکیفیة ترتیب
الاشربة والمعاجین بعد ماله ان یتنبه لذلك من
تنبیههم حتی صار علی یقین من امره من غیر تقلید

اور اوسمین اپنے ہم سرون پر فوقیت اور میدان مسابقت
مین گوی سبقت رکھتا ہوا اور اس معرکہ مین سب سے
بڑہا ہوا ہو - اور تین باتونکے بعد ایک چوتھی بات اونسے
لگی ہوئی یہ ہو کہ اوسکے لئے مقبول ہونا آسمان سے
اوترے کہ اوسکے علم کیطرف علماء مفسرین اور محدثین
اور ارباب اصول اور کتب فقہ کی حافظ گروہ کے گروہ
جھک پڑین اور اس مقبولیت اور علما کے متوجہ ہونے پر
زمانہا ے دراز گذر جائین یہانتک کہ یہ قبول دلونکی
تہ مین گھس جائے -
اور مجتہد مطلق منتسب وہ پیروی کرنیوالا ہی کہ مجتہد
مستقل کی اول باتکو مانتا ہی اور دوسری بات مین
اوسکی روش اختیار کرتا ہی - اور مجتہد فی المذہب وہ ہی
جو مجتہد مستقل کی پہلی اور دوسری بات مانتا ہو اور تیسری بات
مین یعنی تفریع مسایل مین اوسکی چال چلتا ہی - اور تینوں
قسم کی مجتہدونکے سمجہانیکے لئے ہم مثال بیان کرتے ہین اور
کہتے ہین کہ ان پچھلے زمانون مین جو کوئی طبابت کرتا ہی تو خواہ
یونان کے طبیبونکا اقتدا کرتا ہی یا ہند کے طبیبونکا تو یونان اور ہند
کے پہلے طبیب ایسے ہین جیسے مجتہد مستقل - پہر یہ طبیب مقتدی
اگر دواؤنکے خواص اور مرضونکے اقسام اور شربتون اور معجونونکی
بنانیکی کیفیت اپنی عقل سے جانی اسطرح کہ پہلے اطبا کی تنبیہ کرنیسے
ایسا آگاہ ہو جاے کہ اسبارہ مین بدون تقلید کے اوسکو یقین ہوا

٧٧

۵ یعنی مجتہد مستقل سے جو تصرفات اصول اور قواعد مین کی ہین اونکو بدستور رکھتا ہی اپنی طرف سے کچھ کمی بیشی نہین کرتا ۱۲

۵ یعنی ماخذ فقہ معلوم کرنا اور تطبیق اور ترجیح دینی جب دلیلین باہم مختلف ہون فصل یہی سب پیش آیتے بلکہ وہ کہی طرح کو دوسرے کو ترجیح دینا ہی ۱۲

واقتدر على ان يفعل كما فعلوا فيعرف خواص
العقاقير التى لم يسبق بالتكلم فيها و
يبين اسباب الامراض وعلاماتها ومعالجاتها
مما لم يصل الى السابقون وزاد على الاولين
فى بعض ما تكلموا قل ذلك منه او كثر
فهو بمنزلة المجتهد المطلق المنتسب وان
سلم ذلك منهم من غير يقين كامل
وكان اكثرهم توليد الاشربة والمعاجين
من تلك القواعد الممهدة كاكثر
متطببة هذه الازمنة المتاخرة
فهو بمنزلة المجتهد فى المذهب وكذلك
كل من نظم الشعر فى هذه الازمنة اما
ان يقتدى فى ذلك باشعار العرب ويختار
اوزانهم وقوافيهم واساليب قصائدهم او
باشعار العجم فهو بمنزلة المجتهد المستقل
ثم ان كان هذا الشاعر مخترعا لانواع
من الغزل والتشبيب والمدح والهجو والوعظ
واتى بالعجب العجاب فى الاستعارات والبدائع ونحوها
مما لم يسبق الى مثله بل تنبه لذلك من بعض
كلامهم خصا فاخذ النظير بالنظير وقاس الشئ بالشئ
واقتدر على ان يخترع بحرا لم يتكلم فيه من قبله

اور اس بات پر قادر ہو کہ جیسا اونہون نے کیا خود کر لے یعنی
دواؤن کی خواص کو پہلے طبیبون نے اونمین گفتگو نہین کی
پہچان لی اور بیماریونکے اسباب اور علامات اور علاج کہ پہلون
نے مہیا نہین کیے اونکو بیان کر دی اور بعض امور مین کہ پہلے
طبیبون نے کلام کیا ہی اونکی مخالفت کری خواہ یہ مخالفت کم ہو
یا زیادہ تو ایسا شخص بمنزلہ مجتہد مطلق منتسب کے ہی اور اگر یہ باتین
پہلے لوگونکی بدون یقین کامل کی تسلیم کر لے اور اوسکی بڑی
غرض شربتون اور معجونونکا بنانا اون ہی قواعد کے بموجب ہو
جو پہلے ہو چکے ہون جیسی اکثر طبیب ان پچھلے وقتونکے ہین تو ایسا
شخص بجا مجتہد فی المذہب کے ہی۔ اسیطرح جو کوئی اس زمانہ
مین شعر نظم کرتا ہی یا تو اس باب مین شعراے عرب کا
اقتدا کرتا ہی اور اونکے وزن اور قافیے اور قصیدونکی
طور پسند کرتا ہی یا شعراے عجم کا اقتدا کرتا ہی تو شعراے
عرب اور عجم بجاے مجتہد مستقل کے ہین۔ پھر اگر یہ حال
کا شاعر اقسام غزل اور تشبیب اور مدح اور ہجو اور وعظ
کا موجد ہوا اور استعارات بدائع وغیرہ کو عجیب و غریب
ڈہنگ سے لاوے کہ پہلے اوس جیسا کسی نے نہ کیا ہو بلکہ
خود اس ڈہنگ کو پہلونکے بعض صنعتون سے واقف ہو کر
نکالا ہو اور نظیر کو نظیر پر ڈہالا اور ایک چیز کو دوسری چیز
پر قیاس کر لیا ہو اور اس بات پر قادر ہو کہ ایسی بحر
ایجاد کرے جسمین پہلے کسی نے شعر نہین کہا

او اسلوبا جديدا كنظم المثنوي والرباعية
ورعاية الرديف اعني كلمة تامة يعيدها في كل
بيت بعد القافية يفعل كل ذلك
في الشعر العربي فهو بمنزلة المجتهد
المطلق المنتسب وان لم يكن مخترعا وانما يتبع
طرقهم فقط فهو بمنزلة المجتهد في المذهب
وهكذا الحال في علم التفسير والتصوف
وغيرهما من العلوم

فان قلت ما السبب في ان الاوائل لم يتكلموا
في اصول الفقه كثير كلام فلما نشأ الشافعي
تكلم فيها كلاما شافيا وافاد واجاد قلت
سببه ان الاوائل كان يجتمع
عند كل واحد منهم احاديث
بلده وآثاره ولا يجتمع احاديث البلاد
فاذا تعارضت عليه الادلة في احاديث
بلده حكم في ذلك
التعارض بنوع من الفراسة
بحسب ما تيسر له ثم اجتمع في عصر الشافعي
احاديث البلاد جميعا فوقع التعارض
في احاديث البلاد ومختارات
فقهائها مرتين

یا کوئی نیا ڈہنگ نکالے شلاً مثنوی اور رباعی کا بنانا
اور ردیف کا التزام کرنا یعنی کسی پورے کلمہ کو ہر بیت میں
بعد قافیہ کے مکرر لانا اور یہ سب باتین شعر عربی مین کرے
تو وہ بمنزلہ مجتہد مطلق منتسب کے ہے اور اگر شاعر حال موجد
نہین بلکہ صرف پہلے شاعرونکے طریقونکی پیروی
کرتا ہی تو وہ بجاے مجتہد فی المذہب کے ہی۔ اور
ایسا ہی حال علم تفسیر اور تصوف اور اونکے سوا
دوسرے علوم مین ہی۔

اور اگر یہ کہو کہ اسکا کیا سبب کہ پہلے لوگون نے اصول
فقہ مین بہت کلام نہین کیا اور جب امام شافعی
پیدا ہوے تو اونہون نے اصول مین کلام شافی کیا
اور فائدہ پہونچایا اور خوب بیان کیا تو مین کہتا ہون کہ
اسکا سبب یہ تھا کہ سلف مین سے ہر ایک کے پاس اوسی
شہر کی حدیثین اور آثار جمع تھے سب شہرونکی حدیثیں
مجمع نتھین جب ونکے پاس دلیلین متعارض ہوتین
یعنی اونکے شہر کی حدیثون مین اختلاف ہوتا تو وہ
اس اختلاف مین ایک قسم کی فراست سے جیسے اوسکو
بن سکتا حکم کردیتا۔ پھر امام شافعی کے زمانہ مین سب
شہرونکی حدیثین ایکجا اکٹھی ہوئین اور شہرون
کی حدیثون مین اور اونکے فقہا کے اقوال
مختار مین دو صورت سے اختلاف ہوا

مرة فيما بين احاديث بلد واحاديث
بلد آخر ومرة في احاديث بلد واحد
فيما بينها وانتصر كل رجل لشيخه فيما
رأى من الفراسة فاتسع الخرق وكثر
الشغب وهجم على الناس من كل جانب
من الاختلاف ما لم يكن بحساب
فبقوا متحيرين مدهوشين لا
يستطيعون سبيلا حتى جاءهم تائيد من
ربهم فالهم الشافعي قواعد جمع بها بين المختلفات
وفتح لمن بعده بابا اي باب
وانقرض المجتهد المطلق المنتسب في
مذهب الامام ابي حنيفة بعد المائة
الثالثة وذلك لانه لا يكون الا محدثا جهبذا
واشتغالهم بعلم الحديث قليل قديما
وحديثا وانما كان فيه المجتهدون في
المذهب وهذا الاجتهاد اراد من قال ادنى
الشروط للمجتهد حفظ المبسوط
وقل المجتهد المنتسب في مذهب مالك
وكل من كان منهم بهذه المنزلة
فانه لا يعد تفرده وجها في المذهب كابي عمر
المعروف بابن عبد البر وكالقاضي ابي بكر ابن العربي

ایک یہ کہ ایک شہر کی حدیثون اور دوسری شہر کے
حدیثون مین ہوا اور دوسرے یہ کہ ایک شہر کی حدیثونمین
باہم اختلاف ہوا اور ہر شخص نے اپنے اوستاد کی حمایت اوس
قول مین کی جو اوس نے فراست سے تجویز کیا تھا غرض کہ یہ رخنہ
بڑہ گیا اور شاخین بہت ہو گئین اور لوگونمین ہر طرف ایسا اختلاف
آپڑا جسکا کچہ حساب نتھا لہذا لوگ حیران اور مدہوش رہگئے کہ کوئی
راہ نپا سکتے تھے یہانتک کہ اونکو اونکے پروردگار کیطرف سے
مدد پہونچی یعنے امام شافعی کے دل مین وہ قاعدے ڈالے گئے
جنسے اونہون نے مختلف حدیثون کی تطبیق کی اور پچھلونکے
لئے دروازہ عجیب طرحکا کھول دیا۔

اور مجتہد مطلق منتسب مذہب امام ابو حنیفہ مین بعد تیسری
صدی کے نرہا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ایسا مجتہد نہین ہوتا
مگر وہی شخص جو محدث بڑا جید ہو اور حنفی علما کا مشغول ہونا
علم حدیث مین پہلے سے اور حال مین کم رہا ہے اوس مذہب
مین مجتہد فی المذہب ہی ہوا کئے ہین اور جس شخص نے کہا ہے کہ
مجتہد کی کم سے کم شرط یہ ہے کہ مبسوط یاد کر لے اوس نے مراد یہی
اجتہاد فی المذہب ہے۔

اور امام مالک کے مذہب مین مجتہد منتسب کم ہوے اور جو
کوئی اون مین سے اس مرتبہ کا ہوا اوسکا منفرد ہونا مذہب
کی کوئی وجہ نہین گنی جاتی جیسے ابو عمر کہ ابن عبد البر کے
نام سے معروف ہے اور جیسے قاضی ابو بکر بن عربی

واما مذهب احمد فكان قليلا قديما وحديثا وكان فيه المجتهدون طبقة بعد طبقة الى ان انقرض فى المائة التاسعة واضمحل المذهب فى اكثر البلاد اللهم الا اناس قليلون بمصر وبغداد ومنزلة مذهب احمد من مذهب الشافعى بمنزلة مذهب ابى يوسف ومحمد من مذهب ابى حنيفة الا ان مذهبه لم يجمع فى التدوين مع مذهب الشافعى كما دون مذهبهما مع مذهب ابى حنيفة فلذلك لم يعدا مذهبا واحدا فيما نرى والله اعلم وليس تدوينه مع مذهبه عسيرا على من تلقاهما على وجههما

واما مذهب الشافعى فاكثر المذاهب مجتهدا مطلقا ومجتهدا فى المذهب واكثر المذاهب اصوليا ومتكلما واوفرها مفسرا للقرآن وشارحا للحديث واسدها اسنادا ورواية واقواها ضبطا لنصوص الامام واشدها تمييزا بين اقوال الامام ووجوه الاصحاب

اور امام احمد کے مذہب کا یہ حال ہے کہ وہ پہلے بھی اور اب بھی کم رہا ہے اوسمین مجتہد ہر طبقہ مین ہوئے یہانتک کہ نوین صدی مین موقوف ہوگئے اور بہت سے شہرونمیں یہ مذہب سست ہوگیا ہان کچھ آدمی مصر اور بغداد مین ہین اور امام احمد کے مذہب کی نسبت امام شافعی کے مذہب سے ایسی ہی جیسے ابو یوسف اور محمد کے مذہب کی نسبت امام ابو حنیفہ کے مذہب سے ہی اتنا فرق ہے کہ امام احمد کا مذہب لکھنے مین امام شافعی کے مذہب کے ساتھ اکٹھا نہین کیا گیا جیسے صاحبین کا مذہب امام ابو حنیفہ کے مذہب کے ساتھ لکھا گیا اسیوجہ سے ہمارے خیال مین امام احمد اور امام شافعی کا مذہب ایک مذہب نہین گنا گیا واللہ اعلم۔ اور امام احمد کے مذہب کو امام شافعی کے مذہب کے ساتھ لکھنا اوس شخص پر دشوار نہین جسنے دونون مذہبون کو درستی سے سیکھا ہووے

اور مذہب امام شافعی کا یہ حال ہے کہ اوسمین مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب اور اصولی اور اہل کلام اور قرآن کے مفسر اور حدیث کے شارح اور مذہبونکی نسبت بہت زیادہ ہوئے اور یہہ مذہب اسناد اور روایت مین اورونسے درست تر اور تصریحات امام کی ضبط کرنے مین قوی تر اور اقوال امام کو وجوہ اصحاب سے علیحدہ کرنے مین بہت سخت

واكثرها اعتناء بترجيح بعض الاقوال
والوجوه على بعض وكل ذلك لا يخفى
على من مارس المذاهب واشتغل بها وكان
اوائل اصحابه مجتهدين بالاجتهاد المطلق
ليس فيهم من يقلده فى جميع مجتهداته
حتى نشأ ابن سريج فاسس قواعد
التقليد والتخريج ثم جاء
اصحابه يمشون فى سبيله
وينسجون على منواله ولذلك
يعد من المجددين على رؤس المئين والله اعلم
ولا يخفى عليه ايضا ان مادة مذهب
الشافعى من الاحاديث والآثار
مدونة مشهورة مخدومة ولم يتفق
مثل ذلك فى مذهب غيره فمن مادة مذهبه كتاب
الموطا وهو وان كان متقدما على الشافعى فان الشافعى
بنى عليه مذهبه وصحيح البخارى وصحيح مسلم
وكتب ابى داؤد والترمذى وابن ماجه والدارمى
ثم مسند الشافعى وسنن النسائى وسنن
الدارقطنى وسنن البيهقى وشرح السنة
للبغوى اما البخارى فانه وان كان منتسبا الى الشافعى
موافقا له فى كثير من الفقه

اور بعض اقوال اور وجوہ کو بعض پر ترجیح وغیرہ کے اہتمام میں
سب سے زیادہ ہی اور یہ سب باتین اوس شخص پر پوشیدہ
نہین جسنے مذہبونکی مزاولت اور اونمین مشغولی رکھی ہی
اور امام شافعی کے پہلے شاگرد سب مجتہد مطلق تھے اونمین
کوئی ایسا نتھا کہ امام کے سب اجتہادی مسالون مین
امام کی تقلید کرتا ہو یہانتک کے ابن سریج پیدا ہوا اوسنے تقلید
اور تخریج کے قاعدونکی بنیاد ڈالی پھر اوسکے شاگرد آئے کہ
اوسیکی راہ چلے اور اوسیکا ڈہنگ اختیار کیا اسیلئے ابن سریج
کو اون مجددون مین گنا جاتا ہی جو صدیونکے شروع پر
ہوتے ہین واللہ اعلم۔
اور مذاہب کے ماہر پر یہ بات بھی پوشیدہ نہیں کہ مذہب
شافعی کی اصل احادیث اور آثار سے مرقوم اور مشہور
ہی جسکی خدمت علمانے کی ہی اور ایسی بات دوسرے مذہب
مین واقع نہین ہوئی مثلا اونکے مذہب کی اصل
کتاب موطا ہی اگرچہ وہ شافعی سے پہلے کی ہی لیکن شافعی
نے اوسپر اپنے مذہب کی بنا ڈالی اور نیز اونکے مذہب کی
اصل یہ کتابین ہین صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ابوداؤد
اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی پھر مسند شافعی اور
سنن نسائی اور سنن دارقطنی اور سنن بیہقی اور بغوی
کی شرح سنة۔ انمین سے بخاری نے اگرچہ منسوب
بشافعی اور بہت سے فقہ مین اونکے موافق ہے

79

تقدخالفه ايضاً في كثير ولذلك لا يعد
ماتفرد به من مذهب الشافعي واما ابوداؤد
والترمذي فهما مجتهدان منتسبان الى
احمد واسحٰق وكذلك ابن ماجة والدارمي
فيما نرى والله اعلم واما مسلم وابو العباس الاصم
جامع مسند الشافعي والام والذين ذكرناهم
بعده فهم منفردون لمذهب الشافعي يناضلون دونه
واذا احطت بما ذكرنا اتضح عندك ان من
عادى مذهب الشافعي يكون محروماً عن منصب
الاجتهاد المطلق وان علم الحديث
قد ابى ان يناصح لمن لم يتطفل
على الشافعي واصحابه

ع

ولكن طفيلهم على ادب
فلا ارى شافعاً سوى الادب

باب حكاية ما حدث
في الناس بعد المائة الرابعة
ثم بعد هذه القرون كان ناس اخرون
ذهبوا يميناً وشمالاً وحدث فيهم
امور منها الجدال والخلاف في علم الفقه
وتفصيله على ما ذكره الغزالي انه

پھر بھی بہت سی باتوں مین اونکا خلاف کیا ہو اور اسیوجہ سے
جن مسائل مین وہ علحدہ ہوگئے ہین وہ مسائل امام شافعی
کے مذہب سے شمار نہیں ہوتے اور ابوداود اور ترمذی دونو
مجتہد ہین اور منسوب امام احمد اور اسحق کیطرف اور اسیطرح
ہمارے خیال مین ابن ماجہ اور دارمی ہین واللہ اعلم
اور مسلم اور ابو عباس اصم جسنے مسند شافعی اور کتاب ام کو
جمع کیا ہی اور وہ لوگ جنکا ذکر ہمنے بعد مسند شافعی کے
کیا ہی وہ لوگ مذہب شافعی سے علحدہ ہین جو اون کے
اصول کے سوا دوسرے اصول رکھتے ہین ۔ اور جب تم ہماری
تقریر پر خوب واقف ہوجاؤگے تو تمکو واضح ہوگا کہ جو کوئی
مذہب شافعی سے دشمنی رکھتا ہی تو وہ اجتہاد مطلق کی رتبہ سے
محروم ہی اور علم حدیث اس بات کا منکر ہی کہ ایسے شخص کی
خیر خواہی کرے جو شافعی اور اونکے ہمراہیوں کا طفیلے نہ بنی

ع ادب کی راہ سے ان لوگون کا طفیلے بن *
سفارشی مین نہین دیکھتا ادب کے سوا ۔

باب اون باتوں کے بیان مین جو چوتھی صدی کے
بعد لوگون مین پیدا ہوئین ۔

پھر ان قرنون کے بعد دوسرے لوگ ہوئے جو
ادہر ادہر گئے اور ان مین بہت سے امور پیدا ہوئے
اول لڑائی جھگڑا علم فقہ مین اور اوسکی تفصیل
امام غزالی کی بیان کے موافق یہ ہی ۔

لما انقرض عهد الخلفاء الراشدين المهديين افضت
الخلافة الى قوم تولوها بغير استحقاق
ولا استقلال بعلم الفتوى والاحكام
فاضطروا الى الاستعانة بالفقهاء والى استصحابهم
في جميع احوالهم وقد كان بقي من العلماء من هو
مستمر على الطراز الاول وملازم صفو الدين
فكانوا اذا طلبوا هربوا واعرضوا فرأى اهل
تلك الاعصار عز العلماء واقبال الائمة عليهم مع
اعراضهم فاشرأبوا لطلب العلم توصلا الى
نيل العز ودرك الجاه فاصبح الفقهاء بعد
ان كانوا مطلوبين طالبين وبعد ان كانوا
اعزة بالاعراض عن السلاطين اذلة
بالاقبال عليهم الا من وفقه الله وقد كان
من قبلهم قد صنف ناس في علم الكلام واكثروا
القيل والقال والايراد والجواب وتمهيد طريق
الجدال فوقع ذلك منهم بموقع من قبل ان
كان من الصدور والملوك من مالت نفسه الى
المناظرة في الفقه وبيان الاولى من مذهب الشافعي
وابي حنيفة فترك الناس الكلام وفنون العلم واقبلوا على
المسائل الخلافية بين الشافعي وابي حنيفة على الخصوص
وتساهلوا في الخلاف مع مالك وسفيان واحمد بن حنبل

کہ جب خلفاے راشدین مہدیین کا زمانہ گذر گیا تو نوبت
خلافت ایسے لوگونکو پہنچی جو بدون استحقاق حاکم ہوئے اور علم
فتوی اور احکام کو خوب نجانتے تھے لہذا فقہا سے مدد لینے اور
اپنی سب حالتون مین اونکو ساتھ رکھنے کیلئے مجبور ہوے
اور اوسوقت علما مین سے ایسے لوگ باقی تھے جو پہلے ڈہنگ پر
جمے ہوے اور دین صاف پر اڑی ہوئی تھے جب ونکو کوئی
بلاتا تو بہاگتے اور روگردانی کرتے۔ اوس زمانہ کے لوگون نے
علما کی عزت اور باوجود اونکی روگردانی کے حکام کا اونکی
طرف متوجہ ہونا دیکھا لہذا حصول عزت وجاہ کیلئے طلب علم پر
جھک پڑے تو فقہا جو مطلوب تھے طالب بن گئے اور سلاطین سے روگردانی
کیوجہ سے جو عزت رکھتے تھے اونکی طرف متوجہ ہونے سے ذلیل ہوئے
مگر جنکو اللہ تعالی نے توفیق دی۔ اور اونکے پیشتر کچھ لوگ علم
کلام مین تصنیفین کر چکے تھے اور بہت سی گفتگو و اعتراض
اور جواب و مناظرہ کے طریق کی تمہید کر چکے تھے ان باتون سے
اونکی خوب بن پڑی پیشتر اس سے کہ رؤسا اور حکام مین سے
ایسے لوگ ہون جنکا دل فقہ مین مناظرہ کرنے اور
مذہب امام شافعی اور امام ابوحنیفہ مین سے بہتر کے
بیان کرنیکی طرف مائل ہو پس بعد حکام کی رغبت کے
لوگون نے علم کلام اور فنون علم دین کو چھوڑ دیا اور خاص
اون مسائل کی طرف متوجہ ہو جنمین شافعی اور ابو حنیفہ
کا خلاف ہے اور مالک اور سفیان اور احمد بن حنبل

وغيرهم وزعموا ان غرضهم استنباط دقائق
الشرع وتقرير علل المذهب وتمهيد اصول الفتاوى
واكثروا فيها التصانيف والاستنباطات
ورتبوا فيها انواع الجدال والتصنيفات
وهم مستمرون عليه الى الأن
لسنا ندري ما الذي قدر
الله تعالى فيما بعدها من الاعصار
انتهى حاصله

واعلم اني وجدت اكثرهم يزعمون ان
بناء الخلاف بين ابي حنيفة والشافعي على
هذه الاصول المذكورة في كتاب البزدوي
ونحوه وانما الحق ان اكثرها اصول
مخرجة على قولهم وعندي ان المسألة
القائلة بان الخاص مبين ولا يلحقه البيان
وان الزيادة نسخ وان العام قطعي كالخاص
وان لا ترجيح بكثرة الرواة وانه لا يجب العمل
بحديث غير الفقيه اذا انسد باب الرأي
ولا عبرة بمفهوم الشرط والوصف اصلا
وان موجب الامر هو الوجوب
البتة وامثال ذلك اصول
مخرجة على كلام الائمة

اور اونکے سوا کے خلاف مین چشم پوشی کی - اور یہہ
بیان کیا کہ ہماری غرض شریعت کی باریکیون کو نکالنا
اور مذہب کے علتون کو ثابت کرنا اور فتاوی کے اصول کو مرتب
کرنا ہی اور اس باب مین اونہون نے بہت سی تصنیفین اور
استنباط تالیف کئے اور اقسام جدال اور تصنیفات ترتیب دیے
اور ابتک اسی حال پر چلے جاتے ہین اور ہمکو معلوم نہین کہ
آئندہ زمانون مین خدائے تعالے نے کیا مقدر کیا ہے
حاصل امام غزالی کے قول کا ختم ہوا -

اور جاننا چاہیے کہ مین نے اونمین سے اکثرونکو یہ کہتے ہوئے
پایا کہ بنا خلاف کی ابو حنیفہ اور شافعی کے درمیان انہین
ہی اصول پر ہی جو کتاب بزدوی وغیرہ مین مذکور
ہین اور حق یہی ہو کہ ان مین سے اکثر اصول اونکے قول
پر تخریج ہوئے ہین - اور میرے نزدیک یہ ہی کہ مسائل مفصلہ ذیل
یعنی اول یہہ کہ خاص مبین ہی اور اسکو بیان لاحق نہین ہوتا
دوم یہ کہ زیادتی ناسخ ہوتی ہو سوم یہ کہ عام قطعی
ہوتا ہی خاص کیطرح چہارم یہ کہ راویونکی کثرت سے
ترجیح نہین ہوتی پنجم یہ کہ عمل غیر فقیہ کی حدیث پر واجب
نہین جس[1] صورت مین کہ رائے کا باب بند ہو ششم[2]
یہہ کہ مفہوم شرط اور وصف کا کچھہ اعتبار نہین ہفتم
یہ کہ امر کا مضمون[3] یقینی واجب ہونا ہی اور اسطرح کے
اور مسائل ایسے اصول ہین کہ اماموں کے کلاموں سے نکالے ہین

[1] یعنی صورت غیر پر عمل کرنا یہ قیاس صحیح کا خلاف لازم آتا ہو ۱۲

[2] اسکا مطلب یہ ہی کہ اگر کسی حکم مین کسی شرط یا وصف پر لگایا گیا ہی تو جس جگہ وہ شرط یا وصف نہ پائی جاویگی وہان حکم بھی منتفی ہوگا یہ قول شافعیہ کا ہی اور اسکو مفہوم کہتے ہین اور حنفیہ کے نزدیک یہ مفہوم معتبر نہین یعنی ضروری نہین کہ جہان شرط اور وصف نہو وہان حکم بھی نہو ۱۲

[3] مراد یہ ہی کہ امر کا صیغہ وجوب کو مفید ہوتا ہی نہ استحباب اور اباحت اور توقف وغیرہ کو ۱۲

وانها لا تصح بها رواية عن ابي حنيفة
وصاحبيه وانه ليست المحافظة
عليها والتكلف في جواب ما يرد عليها من
صنائع المتقدمين في استنباطهم كما يفعله
البزدوي وغيره احق من المحافظة على خلافها
والجواب عما يرد عليه مثاله انهم اصلوا ان
الخاص مبين فلا يلحقه البيان وخرجوا
من صنيع الاوائل في قوله تعالى اسجدوا
واركعوا وقوله صلعم لا تجزئ صلاة الرجل
حتى يقيم ظهره في الركوع والسجود حيث لم
يقولوا بفرضية الاطمينان ولم يجعلوا
الحديث بيانا للاية فورد عليه
صنيعهم في قوله تعالى
وامسحوا برؤسكم ومسحه صلى الله
عليه وسلم على ناصيته حيث جعلوه
بيانا وقوله تعالى الزانية والزاني
فاجلدوا الاية وقوله تعالى السارق
والسارقة الاية وقوله تعالى حتى
تنكح زوجا غيره
وما لحقه من البيان بعد
ذلك فتكلفوا الجواب

انکی روایت ابو حنیفہ اور صاحبین سے ثابت نہین
ہوتی اور ان اصول کی نگاہداشت کرنی اور ان اعتراضات کے
جواب مین تکلف کرنا جو ان اصول پر متقدمین کی استنباط
کی کارروائی سے پڑتی ہین جیسے بزدوی وغیرہ
کرتے ہین لائق تر نہین بہ نسبت نگاہداشت اون اصول کے
خلاف اور اوسکے اعتراضات کے جواب کے۔ اوسکی مثال
یہ ہی کہ انھون نے قاعدہ ٹھہرایا کہ خاص خود بیان کیا ہوا ہوتا ہے
اوسکو بیان نہین لاحق ہوتا اور اس قاعدہ کو پہلے لوگون کے
فعل سے نکالا ہی اس آیہ مین اسجدوا وارکعوا یعنی سجدہ کرو اور رکوع
کرو اور اس حدیث مین کہ آدمی کی نماز کافی نہین ہوتی
جبتک وہ اپنی پشت رکوع اور سجدہ مین برابر نکرے یعنے
اس حدیث سے اطمینان کو فرض ہونے کے قائل نہین ہوے اور
حدیث کو آیت کا بیان نٹھرایا تو اونکی اس فعل پر اعتراض ہوا
اس آیہ مین وامسحوا برؤسکم یعنے مسح کرو اپنے سرون پر اور حدیث مین
آنحضرت صلعم کے مسح کرنے کو موے پیشانی پر کہ یہان حدیث کو
بیان آیہ کا ٹھہرایا۔ اور نیز آیہ الزانیۃ والزانی فاجلدوا یعنے
عورت و مرد زانی کے کوڑے مارو۔ اور آیہ السارق والسارقۃ
فاقطعوا یعنی چور مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹو۔ اور آیہ حتی تنکح
زوجا غیرہ یعنے جبتک دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور بعد کو
ان آیتون کے ساتھ جو بیان حدیث سے لاحق ہوا ہی اوسپے
اونپر اعتراض پڑا اوسکے جواب مین اونھون نے تکلف کیا

كما هو مذكور في كتبهم واهم
اصلوا ان العام قطعي كالخاص
وخرجوه من صنيع الاوائل في
قوله تعالى فاقرؤا ما تيسر من القرآن
وقوله صلى الله عليه وسلم لا صلوة
الا بفاتحة الكتاب حيث لم يجعلو
مخصصا وفي قوله صلى الله عليه وسلم
فيما سقت العيون العشر الحديث
وقوله صلى الله عليه وسلم ليس فيما دون
خمسة اوسق صدقة حيث
لم يخصوه به ونحو ذلك
من المواد ثم ورد عليهم
قوله تعالى فما استيسر
من الهدي وانما هو الشاة
فما فوقه لبيان النبي صلى
الله عليه وسلم فتكلفوا
في الجواب وكذلك اصلوا
ان لا عبرة بمفهوم الشرط والوصف
وخرجوا من صنيعهم في قوله تعالى
فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ
طَوْلًا الآية

جیسے کہ اونکی کتابون مین مذکور ہی - اور ایک قاعدہ
اونھون نے یہ ٹھرایا کہ عام قطعی ہوتا ہی مثل خاص کے اور
اسکو اونھون نے متقدمین کے فعل سے نکالا ہے اس
آیہ مین فاقرؤا ما تیسر من القرآن یعنی پڑھو جو میسر ہو قرآن
سے اور اس ارشاد آنحضرت صلعم مین کہ نماز نہین ہوتی
مگر سورہ فاتحہ سے کہ اس حدیث کو ارشاد خداوندی کا مخصص
نہین ٹھرایا اور نیز آنحضرت صلعم کے ارشاد مین کہ جس
کھیتی مین چشمونکا پانی دیا جاوے دسوان حصہ ہی
آخر حدیث تک اور اس ارشاد مین کہ پانچ وسق
سے کم مین صدقہ نہین کہ اس حدیث کو پہلے کا
مخصص نہین ٹھرایا اور اسیطرح کی اور مثالین
ہین پہر اون لوگون پر یہ اعتراض ہوا کہ اس آیہ
مین فما استیسر من الہدی یعنی جو ہدی میسر
ہو مراد ہدی سے بکری ہی اور اوس سے زیادہ
ہی بوجہ بیان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اونھون نے
جواب مین تکلف کیا - اسی طرح اونھون نے
یہ قاعدہ مقرر کیا کہ مفہوم شرط اور وصف
کا اعتبار نہین اور اوسکو پہلے لوگون کے
عمل سے نکالا اس آیہ مین
فمن لم یستطع منکم طولا
یعنی جو کوئی تم مین سے قادر نہو مال پر

ثم ورد عليهم كثير من صنايعهم
كقوله صلى الله عليه وسلم في الابل
السائمة زكوة فتكلفوا في الجواب
واصلوا انه لا يجب العمل بحديث غير
الفقيه اذا انسد به باب الرأي
وخرجوا من صنيعهم في ترك حديث
المصراة ثم ورد عليهم حديث القهقهة
وحديث عدم فساد الصوم بالاكل
ناسيا فتكلفوا في الجواب وامثال ما
ذكرنا كثير لا يخفى على المتتبع ومن لم
يتتبع لا يكفيه الاطالة فضلا عن الاشارة
ويكفيك دليلا على هذا قول المحققين في
مسئلة لا يجب العمل بحديث من اشتهر
بالضبط والعدالة دون الفقه اذا انسد
باب الرأي كحديث المصراة ان هذا
مذهب عيسى بن ابان واختاره
كثير من المتاخرين وذهب
الكرخي وتبعه كثير من العلماء الى عدم
اشتراط فقه الراوي لتقدم الخبر على
القياس وقالوا لم ينقل هذا
القول عن اصحابنا

پھر اون پر بہت سے اعتراض اونکی فعل سے وارد ہوی
جیسے ان حضرت صلعم کا فرمانا کہ چرنے والے اونٹوں مین
زکوۃ ہی تو اونہون نے جواب مین تکلف کیا۔ اور ایک قاعدہ
ٹہرایا کہ حدیث غیر فقیہ پر عمل کرنا واجب نہین جس صورت
مین کہ اوس سے راے کا باب بند ہو اور اوسکو بہی اونہون
نے پہلے لوگون کے فعل سے نکالا حدیث مصراۃ پر عمل نہ کرنے
سے پہر اون پر اعتراض ہوا قہقہہ کے حدیث اور بہول کر
کہانیسے روزہ نجانیکی حدیث کا تو جواب مین تکلف کیا
اور اس جیسے باتین کہ ہمنے ذکر کین بہت ہین تلاش
کرنیوالے پر مخفی نہین اور جو تلاش نکرے تو اوسکو کلام
کا دراز کرنا بہی کافی نہین اشارہ کا تو کیا ذکر۔ اور
تجھکو اسپر بہی دلیل کافی ہی کہ اس مسالہ مین کہ جو
شخص ضبط اور عدالت مین مشہور ہو نہ فقہ مین اوسکے
حدیث پر عمل کرنا واجب نہین جس صورت مین کہ راے
کا باب مسدود ہو جیسے مصراۃ کی حدیث ہی محقق اپنے
کہتے ہین کہ یہ مذہب عیسے بن ابان کا ہی اور بہت سے متاخرین
نے اوسکو پسند کیا ہی۔ اور کرخی کا مذہب اور بہت سے علماء
جنہون نے اوسکی موافقت کی ہی یہ ہی کہ راوی کا فقیہ
ہونا شرط نہین کیونکہ خبر واحد قیاس پر مقدم ہوتی ہی
ان لوگونکا یہ قول ہی کہ راوی کے فقیہ ہونیکی
شرط ہمارے اصحاب سے منقول نہین

بل المنقول عنهم ان خبر الواحد مقدم
على القياس الا ترى انهم عملوا بخبر
ابی هريرة فی الصائم اذا اكل
او شرب ناسيا وان كان
مخالفا للقياس حتى قال ابو حنيفة
لولا الرواية لقلت بالقياس ويرشدك ايضا
اختلافهم فی كثير من التخريجات اخذا
من صنائعهم ورد بعضهم على بعض

ووجدت بعضهم يزعم ان جميع ما يوجد
فی هذه الشروح الطويلة وكتب
الفتاوى الضخمة فهو قول ابی حنيفة
وصاحبيه ولا يفرق بين القول المخرج
وبين ما هو قول فی الحقيقة ولا يحصل
معنى قولهم على تخريج الكرخی كذا وعلى
تخريج الطحاوی كذا ولا يميز بين قولهم
قال ابو حنيفة كذا وبين قولهم جواب
المسئلة على قول ابی حنيفة كذا او على
اصل ابی حنيفة كذا ولا يصغى الى ما قاله
المحققون من الحنفيين كابن الهمام وابن
النجيم فی مسئلة العشر فی العشر ومسئلة
اشتراط البعد من الماء ميلا فی التيمم

بلکہ اونسے یہ منقول ہی کہ خبر واحد قیاس پر مقدم ہی
کیا یہ نہین دیکھتے ہو کہ انہونے ابو ہریرہ کی حدیث پر روزہ دار
کے باب مین جو بھولے سے کہا پی لے عمل کیا اگرچہ حدیث
مخالف قیاس کے ہی یہانتک کہ امام ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر حدیث
کی روایت نہوتی تو مین قیاس کے موافق حکم کرتا اور نیز ان
لوگون کا بہت سے تخریجات مین جنکو متقدمین کے
اعمال سے لیا ہی مختلف ہونا اور باہم ایک دوسرے کا
رد کرنا تمکو بتائیگا کہ ہماری تقریر صحیح ہی۔

اور کسی کو مینے یہ کہتے پایا کہ جو کچھ ان لمبی شرحون اور بڑی فتاوی
کی کتابون مین موجود ہی وہ امام ابو حنیفہ و صاحبین کا
قول ہی حالانکہ وہ یہ فرق نہین جانتا کہ انکے اقوال سے نکالا ہوا
قول کیا ہی اور حقیقت مین انکا قول کیا ہی اور نہ علما کے
اس قول کے معنی سمجھتا ہی کہ کرخی کی تخریج کے بموجب یہ حکم ہی
اور طحاوی کی تخریج کے بموجب یہ حکم اور نہ علما کا اس قول
مین تمیز کرتا ہی کہ امام ابو حنیفہ نے یون کہا ہی اور مسالہ کا
جواب ابو حنیفہ کے قول کے مطابق ایسا ہی اور
امام ابو حنیفہ کی اصل کے بموجب اسطرح اور
محققین حنفیہ مثل ابن ہمام اور ابن نجیم کے قول
پر کان نہین دہرتا جو مسالہ دہ در دہ پانی
مین اور تیمم کے باب مین پانی کے میل
بھر دور ہونے کے شرط لگانی اور

واشالهما ان ذلك من
تخريجات الاصحاب وليس
مذهبا في الحقيقة

ووجدت بعضهم يزعم ان بناء
المذهب على هذه المحاورات الجدلية
المذكورة في مبسوط السرخسي والهداية
والتبيين ونحو ذلك ولا يعلم
ان اول من اظهر ذلك فيهم المعتزلة وليس
عليه بناء مذهبهم ثم استطاب ذلك المتاخرون
توسعا وتشحيذا لاذهان الطالبين او لغير ذلك
والله اعلم وهذه الشبهات والشكوك يحل كثير
منها بما مهدناه في هذا الكتاب

ووجدت بعضهم يزعم ان هنالك فرقتين
لا ثالث لهما الظاهرية واهل الراي وان كل من
قاس واستنبط فهو من اهل الراي كلا والله بل
ليس المراد بالراي نفس الفهم والعقل فان ذلك لا
ينفك من احد من العلماء ولا الراي الذي لا يعتمد على
سنة اصلا فانه لا ينتحله مسلم البتة ولا القدرة
على الاستنباط والقياس فان احمد واسحق بل
الشافعي ايضا ليسوا من اهل الراي
بالاتفاق وهم يستنبطون ويقيسون

ان جیسے اور مسایل مین کہتے ہین کہ یہ باتین اصحاب
کے تخریجات سے ہین واقع مین مذہب نہین
ہین -

اور بعض کو یہ کہتے پایا کہ مذہب کی بنا ان ہی محاورات جدلی
پر ہی جو مبسوط سرخسی اور ہدایہ اور تبیین اور اونکے مثل مین
مرقوم ہین اور وہ یہ نہین جانتے کہ اون لوگونمین ان باتون
کو فرقہ معتزلہ نے ظاہر کیا اور اوس پر اونکے مذہب کی بنا
نہین پہر ان محاورات کی پھیلانے اور طلبہ کے ذہنون کے
تیز کرنیکو یا کسی اور مطلب کے لیے پچھلے لوگون نی اوسکو اچھا
سمجھا واللہ اعلم - اور ان شبہون اور شکون مین سے بہت سی ان
باتونسے حل ہوتے ہین جنکو ہمنے اس کتاب مین تمہید کیا ہی

اور بعض کو ہمنے یہ کہتے پایا کہ مسلمانونمین دو فرقے
ہین جنکا تیسرا نہین ایک ظاہری دوم ارباب
راے اور جو کوئی قیاس اور استنباط کرے وہ اہل
راے سے ہے بخدا یون ہرگز نہین بلکہ راے سے مقصود
نفس فہم اور عقل نہین کیونکہ اس بات سے تو
کوی عالم جدا نہین ہوتا اور نہ وہ راے مقصود ہی جسکا
اعتماد سنت پر کچھہ بھی نہو کیونکہ کوئی مسلمان یقینا
ایسی راے کا پابند نہین اور نہ استنباط اور قیاس کے
قادر ہونا مراد ہی کیونکہ احمد اور اسحق بلکہ شافعی بھی بالاتفاق
اہل راے نہین ہین حالانکہ وہ استنباط اور قیاس کرتے ہین

۵ متقدمین کی تخریج کو ماننا اور

بل المراد من اهل الرای قوم توجهوا بعد
المسائل المجمع علیها بین المسلمین او
بین جمهورهم الی التخریج علی اصل رجل
من المتقدمین فکان اکثر امرهم حمل
النظیر علی النظیر والرد الی اصل من الاصول
دون تتبع الاحادیث والآثار والظاهری
من لا یقول بالقیاس ولا بآثار الصحابة والتابعین
کداؤد بن حزم وبینهما المحققون من
اهل السنة کاحمد واسحق

ومنها انهم اطمانوا بالتقلید ودب التقلید فی
صدورهم دبیب النمل وهم لا یشعرون وکان
سبب ذلک تزاحم الفقهاء وتجادلهم
فیما بینهم فانهم لما وقعت فیهم المزاحمة
فی الفتوی کان کل من افتی بشیء نوقض فی
فتواه ورد علیه فلم ینقطع الکلام
الا بالمصیر الی تصریح رجل من المتقدمین فی
المسئلة وایضا جور القضاة فان القضاة
لما جار اکثرهم ولم یکونوا امناء لم یقبل منهم
الا ما لا یریب العامة فیه ویکون شیئا قد قیل من
قبل وایضا جهل رؤس الناس واستفتاء الناس من
لا علم له بالحدیث ولا بطریق التخریج کما تری ذلک ظاهرا
فی اکثر المتاخرین

بلکہ غرض اہل رائے سے وہ لوگ ہین جنھون نے بعد اون
مسائل کے جنپر مسلمانون کا یا اونکے جمہور کا اتفاق
ہوگیا ہی متقدمین سے کسی شخص کی اصل کے مطابق
تخریج کی طرف توجہ کی اور اونکا بڑا اہتمام یہی ہوا کہ نظیر
کو نظیر پر محمول کرین اور اصول مین سے کسی اصل پر لیجائین
نہ یہ کہ احادیث اور آثار کو ڈھونڈین - اور فرقہ ظاہری وہ ہے
کہ قیاس اور آثار صحابہ اور تابعین کے قائل نہون جیسے
داؤد بن حزم ہی اور ان دونو فرقونکے بیچ مین محققین
اہل سنت ہین جیسے احمد اور اسحق -

اور اونمین دوسری بات یہ پیدا ہوئی کہ اون لوگون نے تقلید
پر اطمینان کرلیا اور تقلید اونکے سینون مین چیونٹی کیطرح گھس
گئی اور اونکو خبر نہوئی اور وجہ تقلید کی فقہا کا آپسمین دھکا پیل
کرنا اور باہم گر جھگڑا کرنا ہوا کیونکہ جب اونمین فتوی دینے مین
مقابلہ آپڑا تو جو کوئی کسی چیز کا حکم دیتا اوسکے فتوی مین اعتراض
کیا جاتا اور مانا نجاتا اور بدون رجوع کرنیکے متقدمین مین سے کسی کی
تصریح پر مسالہ مین بحث موقوف نہوتی - اور ایک وجہ تقلید کے
قاضیونکا ظلم کرنا ہی کیونکہ جب اکثر قاضیون نے ظلم کیا اور دیندار نہوے
تو اونکے وہ حکم مقبول ہوے جنمین عوام کو شک نہو اور جنکو
پہلے کسی نے کہا ہو - اور ایک وجہ یہ ہوئی کہ رؤسا جاہل
ہوئے اور لوگون نے ایسون سے مسائل پوچھے جنکو حدیث
اور طریق تخریج کا علم نتھا جیسے اکثر متاخرین کا حال ظاہر ہی دیکھتے ہو

وقد نبه عليه ابن الهمام وغيره وفى ذلك الوقت سمى غير المجتهد فقيها وفى ذلك الوقت نشئوا على التعصب والحرمان

اكثر صور الخلاف بين الفقهاء لا سيما فى المسائل التى ظهر فيها اقوال الصحابة فى الجانبين كتكبيرات التشريق وتكبيرات العيدين ونكاح المحرم وتشهد ابن عباس وابن مسعود والاخفاء والجهر بالبسملة وبآمين والاشفاع والايتار فى الاقامة ونحو ذلك انما هو فى ترجيح احد القولين وكان السلف لا يختلفون فى اصل المشروعية وانما كان خلافهم فى اولى الامرين ونظيره اختلاف القراء فى وجوه القرات وقد عللوا كثيرا من هذا الباب بان الصحابة مختلفون وانهم جميعا على الهدى ولذلك لم يزل العلماء يجوزون فتاوى المفتين فى المسائل الاجتهادية ويسلمون قضاء القضاة ويعملون فى بعض الاحيان بخلاف مذهبهم ولا ترى ائمة المذاهب فى هذه المواضع الا وهم يصححون القول ويبينون الخلاف يقول احدهم هذا احوط وهذا هو المختار وهذا احب الى ويقول ما بلغنا الا ذلك وهذا كثير فى المبسوط وآثار محمد وكلام الشافعى ثم خلف من بعدهم خلف اختصروا كلام القوم

اور ابن ہمام وغیرہ نے ان باتوں پر تنبیہ کی ہی اور اوس وقت میں غیر مجتہد کو فقیہ کہنے لگے اور اوسی وقت میں یہ لوگ تعصب پر جمگئے اور سچ یہ ہی کہ خلاف فقہا کے اکثر صورتین صرف دو قولون میں سے ایک کو ترجیح دینے میں ہین خصوص اون مسائل میں جنمین صحابہ کے اقوال دونو طرف ہین مثلاً تکبیرات تشریق اور تکبیرات عیدین اور احرام والی کا نکاح اور ابن عباس اور ابن مسعود کا تشہد اور آہستہ اور پکار کر پڑہنا بسم اللہ اور آمین کا اور جفت اور طاق کہنا تکبیر کا اور اس کے مانند اور باتین۔ اور پہلے لوگو نکا اوسکے اصل مشروع ہونے میں اختلاف نکرتے تھے بلکہ اونکا خلاف دونو باتون میں سے بہتر کے بارہ میں تھا اور اوسکی نظیر قاریون کا اختلاف وجوہ قراءت میں ہی اور اس قسم کی بہت سی باتونکی یہی وجہ بیان کی ہی کہ صحابہ میں باہم اختلاف ہی اور وہ سارے ٹھیک راہ پر ہین اور یہی وجہ ہی کہ علما مفتیونکے فتاوی مسائل اجتہادی میں ہمیشہ جائز رکھتے رہے اور قاضیونکے حکم مانتے رہی اور کبھی اپنے مذہب کے خلاف پر بھی عمل کیا اور ایسے جگہونمین مذاہب کے ائمہ کو اسکے سوا نہ دیکھوگے کہ وہ ہر قول کی تصحیح کرتے ہین اور خلاف کو اسطرح سے ثابت کرتے ہین کہ کوئی اونمین سے کہتا ہی کہ یہ قول محتاط تر ہی یا یہ قول مختار ہی یا میرے نزدیک زیادہ محبوب ہی اور کوئی کہتا ہی کہ ہمکو اسکے سوا کچھہ نہین پہونچا اور یہ بات مبسوط اور آثار محمد اور کلام شافعی مین بہت ہی۔

پہر اونکے بعد کچھہ لوگ پیچھے ہیں جنہونے قوم کے کلام کو مختصر کیا

تکبیرات تشریق یعنی بعد نماز فرض بجماعت اللہ اکبر اللہ اکبر ... ایام تشریق میں بعض کے نزدیک ... عرفہ کے عصر روز نحر ... بعض کے نزدیک ... ہین اور بعض کے نزدیک ... عصر تک ... اور تکبیرات عیدین ... رکعت اول مین ... رکعت دوم مین ... اور حنفیہ کے نزدیک ... رکعت مین ...

۸۹ یعنی اور احرام والے کا نکاح بعض کے نزدیک جائز ہے اور بعض کے نزدیک ناجائز اور ابن عباس کا تشہد اسطرح ہے التحیات المبارکات الصلوات الطیبات للہ سلام علیک ایہا النبی الخ اور ابن مسعود کا تشہد معروف ہے اور تکبیر کی جفت وطاق کہنے سے یہ مراد ہے کہ نماز کی تکبیر سب الفاظ ایک ایک بار کہے جاوین سوا اسکے قد قامت الصلوٰۃ کے یا دو دو بار مثل اذان کے ۱۲

نقووا الخلاف وثبتوا على مختار ائمتهم
للذي يروى من السلف من تاكيد
التمذهب بمذهب اصحابهم وان لا يخرج منها بحال
فان ذلك امر جبلي فان كل انسان يحب ما هو
مختار اصحابه وقومه حتى في الزي
والمطاعم ولصولة ناشية عن ملاحظة
الدليل او لنحو ذلك من الاسباب فظن البعض
تعصبا وغيا حاشاهم من ذلك وقد كان في
الصحابة والتابعين ومن بعدهم من يقرأ
البسملة ومنهم من لا يقرأها ومنهم من يجهر بها
ومنهم من لا يجهر بها ومنهم من كان يقنت
في الفجر ومنهم من لا يقنت في الفجر ومنهم
من يتوضأ من الحجامة والرعاف والقئ
ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ
من مس الذكر ومس النساء بشهوة ومنهم من لا
يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ مما مسته النار
ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ
من اكل لحم الابل ومنهم من لا يتوضأ
من ذلك ومع هذا فكان بعضهم يصلي خلف بعض
مثل ما كان ابو حنيفة واصحابه والشافعي وغيرهم
يصلون خلف ائمة المدينة من المالكية وغيرهم
وان كانوا لا يقرؤن البسملة لا سرا ولا جهرا
وصلى الرشيد اماما وقد احتجم

اور خلاف کو قوی کر دیا اور اپنے اماموں کے قول مختار پر جم گئے
اس خیال سے کہ سلف سے تاکید مروی ہے کہ اپنے اصحاب کے مذہب
کو اختیار کریں اور کسی حال میں اوس سے باہر نہوں کیونکہ
یہ بات سرشتی ہے کہ آدمی اپنی قوم اور اصحاب کے مختار کو پسند کیا
کرتا ہے کہ لباس اور خورش میں بھی یا غلبہ کے خیال سے
دلیل کے دیکھنے سے پیدا ہوا ہو یا اسیطرح کسی اور خیال سے
پس بعض لوگوں نے اس بات کو گمراہی اور تعصب سمجھا حالانکہ
وہ اس بات سے بری ہیں۔ اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین
میں کچھ لوگ بسم اللہ پڑہتے تھے اور بعض نہیں پڑہتے تھے
اور بعض اوسکو پکار کر پڑہتے اور بعض پکار کر نہ پڑہتے
اور بعض نماز فجر میں قنوت پڑہتے اور بعض فجر میں قنوت
نہ پڑہتے اور بعض پچھنے لگانے اور نکسیر اور قی سے وضو کرتے
اور بعض ان چیزوں سے وضو نکرتے اور بعض آلہ تناسل کے
ہاتھ لگانے اور عورتوں کو شہوت کی ساتھ چھونے سے وضو کرتے
اور بعض ان باتوں سے وضو نکرتے اور بعض آگ کی پکی چیز کہانے
سے وضو کرتے اور بعض اوس سے وضو نکرتے اور بعض اونٹ کا
گوشت کہانے سے وضو کرتے اور بعض اوس سے وضو نکرتے
اور باینہمہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑہتے مثلاً امام
ابو حنیفہ اور اونکے شاگرد اور امام شافعی وغیرہ مدینہ کے
اماموں مالکی وغیرہ کے پیچھے نماز پڑہتے اگرچہ وہ بسم اللہ نہ آہستہ پڑہتے
نہ پکار کر۔ اور ہارون رشید نے پچھنے لگوا کر نماز کی امامت کی

فصلى الامام ابو يوسف خلفه
ولم يعد وكان افتاه الامام مالك
بانه لا وضوء عليه وكان الامام احمد
ابن حنبل يرى الوضوء من الرعاف
والحجامة فقيل له فان كان الامام
قد خرج منه الدم ولم يتوضأ
هل تصلى خلفه فقال كيف لا اصلى
خلف الامام مالك وسعيد بن المسيب وروي
ان ابا يوسف ومحمدا كانا يكبران في
العيدين تكبير ابن عباس لان هارون
الرشيد كان يحب تكبير جده وصلى الشافعي
الصبح قريبا من مقبرة ابي حنيفة فلم
يقنت تادبا معه وقال ايضا ربما
انحدرنا الى مذهب اهل العراق
وقال مالك للمنصور وهارون الرشيد
ما ذكرنا عنه سابقا وفي البزازية عن
الامام الثاني وهو ابو يوسف انه صلى يوم
الجمعة مغتسلا من الحمام وصلى بالناس
وتفرقوا ثم اخبر بوجود فارة ميتة في
بئر الحمام فقال اذا نأخذ بقول اخواننا
من اهل المدينة اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا

اور امام ابو یوسف نے اوسکے پیچھے نماز پڑہی اور اس نماز کا
اعادہ نہیں کیا - اور امام مالک نے ہارون رشید کو فتوی دیا
تہا کہ پچھنے لگانیسے وضو لازم نہیں آتا - اور امام احمد بن حنبل
کی راے یہ تہی کہ نکسیر اور پچھنے سے وضو چاہیے اونسے کسی نے کہا کہ اگر
امام کے بدنسے خون نکلے اور وہ وضو نکرے تو تم اوسکے پیچھے
نماز پڑہو گے امام احمد نے کہا کہ مین امام مالک اور سعید بن مسیب کے
پیچھے نماز کیسے نہ پڑہون اور کہتے ہین کہ امام ابو یوسف اور
امام محمد نماز عیدین مین ابن عباس کی تکبیر کہتے تہے اس لئے
کہ خلیفہ ہارون رشید اپنے دادا ابن عباس کی تکبیر کو دوست رکھتا تہا
اور امام شافعی نے صبح کی نماز امام ابو حنیفہ کے مقبرہ کے
پاس پڑہی اور انکے ادب کی وجہ سے اس نماز مین قنوت نہ پڑہا
اور یہ بہی امام شافعی کا قول ہے کہ ہم بعض اوقات تنزل کر کے
مذہب اہل عراق اختیار کرتے ہین - اور امام مالک نے
منصور اور ہارون رشید سے جو کچہہ کہا تہا وہ ہم پیشتر
ذکر کر چکے ہین - اور بزازیہ مین امام ثانی یعنے ابو یوسف
کا حال منقول ہے کہ اونہونے حمام مین غسل کر کے جمعہ کے
دن لوگون کو نماز پڑہائی اور لوگ منتشر ہو گئے پہر اونکو
حمام کے کنوے مین ایک مرے چوہے کی خبر ملی تو امام ابو یوسف
نے کہا کہ اسصورت مین ہم اپنے بہائیون مدینہ والون کا
قول اختیار کرتے ہین کہ جب پانی دو قلہ
ہو جاوے تو وہ نجس نہیں ہوتا

انتهى

ومنها ان اقبل اكثرهم على التعمقات
في كل فن فمنهم من زعم انه يؤسس علم
اسماء الرجال ومعرفة مراتب الجرح والتعديل
ثم خرج من ذلك الى التاريخ قديمه
وحديثه ومنهم من تفحص عن نوادر
الاخبار وغرائبها وان دخلت في حد الموضوع
ومنهم من كثر القيل والقال في
اصول الفقه واستنبط كل لاصحابه
قواعد جدلية واورد فاستقصى واجاب
وتفصى وعرف وقسم فحرر طول الكلام
تارة وتارة اخرى اختصر ومنهم من ذهب بفرض
الصور المستبعدة التي من حقها ان لا يتعرض لها
عاقل ويستحب العمومات والايماءات من كلام
المخرجين فمن دونهم مما لا يرتضي استماعه
عالم ولا جاهل فتنة هذا الجدل والخلاف
والتعمق قريبة من الفتنة الاولى حين تشاجروا
في الملك وانتصر كل رجل
لصاحبه فكما اعقبت تلك
ملكا عضوضا ووقايع صماء عمياء
فكذلك اعقبت هذه جهلا واختلاطا

بزازیہ کی روایت تمام ہوئی۔
اور اونمین تیسری بات یہ پیدا ہوئی کہ بہت سے لوگ ہر فن
مین باریک بینی کی طرف متوجہ ہوئے بعض نے یہ دعوی کیا
کہ علم اسمای رجال اور معرفت جرح و تعدیل کی مضبوطی
کرتے مین پہر اسکو چھوڑ کر پرانی اور نئی تاریخ کیطرف نکل گئے۔
اور بعض نے اخبار نادر اور غریب کی تلاش کی گو وہ اخبار
حد موضوع مین داخل ہون۔ اور بعض نے اصول فقہ
مین بہت سی گفتگو کی اور ہر ایک نے اپنی ہمراہیون کیلئے جھگڑنے
کے قواعد نکالے اور اعتراضون کو کمال پر پہونچا دیا اور جواب
دیکر اعتراضونسے چھٹی پائی اور تعریف اور تقسیم اور تنقیح
مین کبھی کلام کو طول دیا اور کبھی مختصر کیا اور بعض نے
اون بعید صورتون کو فرض کرنا شروع کیا جو اس لائق
تھین کہ کوئی عاقل اونکے درپے ہو اور تخریج کرنیوالون
اور اونسے کم رتبہ والونکے کلام سے وہ عمومات اور اشارات
پسند کرنے لگے جنکے سننے سے کوئی عالم و جاہل خوش ہو اور
اس لڑائی جھگڑے اور باریک بینی کا فساد پہلے فساد کے
قریب تھا جس وقت لوگ ملک گیری مین جھگڑتے تھے
اور ہر شخص نے اپنے ساتھی کی حمایت کی تو جیسے
پہلے فساد کے پیچھے سلطنت ظلم آمیز اور واقعات
اندھا دھند ہوے اسی طرح اس لڑائی
جھگڑے کے بعد ایسی جہالت اور خلط

وشكوك واوهام ما لها من ارجاء

فنشأت بعدهم قرون على التقليد

الصرف لا يميزون الحق من الباطل ولا

الجدل من الاستنباط فالفقيه يومئذ هو

الثرثار المتشدق الذي حفظ اقوال

الفقهاء قويها وضعيفها من غير تمييز

وسردها بشقشقة شدقيه والمحدث

من عد الاحاديث صحيحها وسقيمها وهذها

كهذ الاسمار بقوة لحييه ولا اقول

ذلك كليا مطردا فان لله طائفة

من عباده لا يضرهم من خذلهم وهم حجة

الله في ارضه وان قلوا ولم يات قرن بعد ذلك الا

وهو اكثر فتنة واوفر تقليدا واشد

انتزاعا للامانة من صدور الرجال حتى اطمانوا

بترك الخوض في امر الدين وبان يقولوا انا وجدنا

اباءنا على امة وانا على اثارهم مقتدون

والى الله المشتكى وهو المستعان وبه الثقة وعليه

التكلان وهذا اخر ما اردنا ايراده في هذه الرسالة

المسماة بالانصاف في بيان اسباب الاختلاف

والحمد لله تعالى اولا واخرا

وظاهرا وباطنا تمت بالخيرط

اور شک اور وہم واقع ہوئے جنکی کچھہ حد نہین -

پہر اون لوگونکے بعد بہت سے قرن نری تقلید پر پیدا ہوئے کہ نہ حق

کو باطل سے جدا کرتے نہ جدل کو استنباط سے تو فقیہ اوس وقت وہی

تہا جو بہت بکی منہ پہٹ ہو کہ فقہا کی قوی اور ضعیف اقوال

کو بدون تمیز کے یاد کر لے اور اونکو باچھین چیر چیر بیان

کرے - اور محدث وہ تہا جو صحیح اور سقیم حدیثونکو شمار کرے

اور اپنی کلہ زوری سے اونکو کہانیونکی طرح بکتا چلا جاوے

اور مین یہ بات کلیہ کیطور پر عام نہین کہتا ہون کیونکہ

خدا کے بندون مین سے ایک گروہ ایسا بہی رہا ہے کہ لوگونکا

اونسے مخالف ہونا اونکو ضرر نہین کرتا اور وہ خدائے تعالے

کی زمین مین اوسکی حجت ہین اگرچہ کم ہین - اور اوس

زمانہ کے بعد جو قرن ہوا وہ فتنہ مین اکثر اور تقلید مین زیادہ

اور لوگونکے دلون مین سے امانت کی نکل جانے مین بہت بڑہکر ہوا

یہانتک کہ دین کے معاملہ مین غور نکرنے پر مطمئن ہو گئے اور یہہ

کہنے لگے کہ ہمنے اپنے باپ دادونکو ایک دین پر پایا اور ہم

اونہی کے قدم کے نشانون پر اونکی پیروی کرتے ہین

اور اس باتکی شکایت خدا ہی سے ہے اور اوسی سے مدد مطلوب

ہے اور اوسی پر بہروسا اور توکل ہے - اور یہ آخر ہے اون

باتون کا جنکا لکھنا ہمکو اس رسالہ انصاف فی بیان

اسباب الاختلاف مین مقصود تہا اور پہلے اور پیچھے اور

ظاہر اور باطن مین سب تعریفین خدا ہی کو لائق ہین

93

فہرست کشاف ترجمہ انصاف

تمت

اطلاع

کتب مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ

قرآن شریف واضح جلی قلم مع ترجمہ شاہ ولی اللہ ؒ بحاشیہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی
مسوّی مصفّٰی شرح موطا۔
سرور المحزون فی سیر الامین المامون مطبوعہ مجتبائی دہلی۔
حجۃ اللہ البالغہ۔ مصری
ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا
قول الجمیل مع ترجمہ شفاء العلیل
فوز الکبیر عقد الجید
الطاف القدس
انصاف مع ترجمہ کشاف مجتبائی۔
چہل حدیث الموسوم تسخیر منظوم مطبوعہ مجتبائی
کلمات طیبات
مکتوب المعارف
سطعات
ہوامع شرح حزب البحر
فیوض الحرمین مترجم اردو

قصیدہ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم مجتبائی
وصیت نامہ رسالہ دانشمندی مع ترجمہ اردو۔
مکتوبات مع فضائل ابی عبد اللہ محمد اسمٰعیل بخاری ابن تیمیہ
مجموعہ ارشاد و اوائل مع تراجم البخاری فیما یجب حفظ للناظرین
انسان العین فی مشائخ الحرمین
تاویل الاحادیث مترجم
الدر الثمین فی مبشرات النبی الکریم مع ترجمہ اردو

زیر تجویز طبع

قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین
لمحات تفہیمات الٰہیہ
فضل المبین فی المسلسل من حدیث الرسل الامین۔
نوادر من حدیث سید الاوائل والاواخر خیر الکثیر
بلاغ المبین بدور البازغہ
ہمعات شفاء القلوب
انفاس العارفین

از تصنیفات مولوی محمد قاسم صاحب رح

تقریر دلپذیر دلیل محکم
ہدیۃ الشیعہ
تحذیر الناس
حجۃ الاسلام انتباہ المؤمنین
لطائف قاسمیہ
اسرار قرآنی۔
حق الصریح فی بیان التراویح
تصفیۃ العقائد مجتبائی
رسالہ تحفہ لحمیہ۔
فیوض قاسمی
مباحثہ شاہجہانپور مجتبائی
انتصار الاسلام۔
قبلہ نما مجتبائی آب حیات
قصائد قاسمی
میلہ خدا شناسی
اجوبہ اربعین
قاسم العلوم حصہ اول
ایضاً حصہ دوم
ایضاً حصہ سوم

کتب مسائل مختلف فیہ

بالبحر الزخار لازہاق صاحب المعیار۔
معیار الحق مولوی نذیر حسین صاحب
ظفر مبین حصہ دوم
کلام المبین فی جواب فتح المبین۔
انتصار الحق جواب معیار الحق
فتح المبین جواب ظفر المبین
اعتراضات اہل السنۃ علی مسائل اہل البدعۃ
درۃ النظام فی قرأۃ خلف الامام
رد وہابیہ بصری۔
ایضاح الحق از مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید رح
اصباح الحق الصریح عن احکام المحدثۃ الحسن والقبیح۔
براہین قاطعہ مع انوار ساطعہ اردو
رد الشقاق
تذکرۃ الراشد

رد شیعہ

نتیجہ جواز عرس ختم و تیجہ
ابحاث ضروری
ظل الغمام۔ نظامی
انتہائی مسئلہ استوی
تنویر العینین فی تقبیل الابہامین
مثنوی میلاد۔ مجتبائی
رسالہ حقہ۔ ،،

رد شیعہ

ہدایت الرشید رد شیعہ میں کتاب لاجواب ہے۔
ہدایۃ الشیعہ۔
تنقیح المسائل رد شیعہ
آیات بینات حصہ اول و دوم
ازالۃ الغین حصہ سوم درد و جلد
مخارق الاشرار۔ مجتبائی
تحفہ اثنا عشریہ از مولانا شاہ عبد العزیز رح
منتہی الکلام۔ از مولوی حیدر علی صاحب
ارغام الشیاطین فی تردید متعۃ المتشیعین۔

بلوغ المرام
شرح معانی الآثار للطحاوی
شفائے قاضی عیاض مطبوعہ
ترہیب و ترغیب فاروقی
نیل الاوطار امام محمد شوکانی در ہشت جلد
سفر السعادت مصری
ادب المفرد از امام بخاری
تریم فی احادیث النبی الکریم مع
ترجمہ اردو از مولوی سخاوت علی جونپوری
روضۃ الندیہ شرح درر بہیہ مصری
مسند امام اعظم مع شرح ملا علی قاری
مسند امام شافعی مطبوعہ آرہ
آثار امام محمد رح
زاد المعاد فی ہدیہ خیر العباد ابن قیم نظامی
موضوعات شوکانی مترجم
موضوعات کبیر مترجم ۔
اللآلی مصنوعہ فی احادیث الموضوعہ للسیوطی
تقریب التہذیب فی اسماء الرجال مع
حاشیہ مغنی ۔
فتح المغیث لشرح الفیۃ الحدیث
میزان الاعتدال فی نقد الرجال از مولوی
عبد الحی رح
نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ
للزیلعی
ایضاً ابن حجر عسقلانی

[illegible]
الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی
از ابن قیم اسمیں گناہوں سے بچنے کا
بیان ہے اور گناہوں کی خرابی کا بیان
بھی لکھا ہے
عمدۃ الاصول فی حدیث الرسول عربی
بستان فقیہ ابو اللیث مع ترجمہ اردو
فیض الباری اردو ترجمہ صحیح بخاری
مطبوعہ لاہور ۔ پارہ اول سے
تا پارہ پنجم تیار ہے ۔
مسلم شریف مترجم اردو کامل در شش جلد
نسائی شریف مترجم اردو
ابوداؤد مترجم اردو
ترمذی شریف مترجم اردو
مظاہر حق ترجمہ اردو مشکوۃ شریف
سفر السعادت اردو
سلیقہ ترجمہ ادب المفرد اس کتاب میں
تہذیب اخلاق کی تمام حدیثیں جمع ہیں
بہار خلد شرح شمائل ترمذی اردو
ریاحین العابدین ترجمہ اردو
ریاض الصالحین از امام نووی
ظفر جلیل شرح حصن حصین

[illegible] ملے
[illegible]
قدوری فاروقی دہلی
ایضاً لاہور
فاتحہ شرح قدوری
کنز الدقائق
مستخلص شرح کنز الدقائق
شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایہ مولوی
عبد الحی رح
ایضاً جلد دوم
شرح وقایہ مع چلپی
ہدایہ مصطفائی
ہدایہ مع الکفایہ
جامع صغیر مصطفائی
جامع الرموز
عینی شرح ہدایہ
غنیۃ الطالبین مع ترجمہ فارسی
مصنفہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی
قدس سرہ ۔
فتاوی قاضی خان
فتاوی عالمگیری
مجموعہ فتاوی مولوی عبد الحی
اشباہ والنظائر

تواریخ

ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا
تاریخ الخلفا عربی مع حل لغات مجتبائی
فتوح الشام عربی
تاریخ خمیس مصر
منہاج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ
عجائب القصص مترجم مولوی فخر الدین
مجموعہ فتوحات واقدی کامل در
چہار جلد ۔
مغازی الرسول
فتوح المصر والعراق
تاریخ مکہ معظمہ حالات بنائے کعبہ شریف
تاریخ مدینہ منورہ ترجمہ اردو جاذب القلوب
تاریخ حبیب الہ اردو از مفتی عنایت احمد
تاریخ بیت المقدس مجتبائی
تاریخ بنی اسرائیل ”
ازالۃ الرین عن قصۃ ذی القرنین
از مولوی عبد الحق صاحب تفسیر حقانی
تاریخ کارنامہ ترک مجتبائی
یعنی ترجمہ کتاب انگریزی ٹرکی
یہ ایک مستند تاریخ سلطنت عثمانیہ کی
ہے جس سے پوری پوری کیفیت
شوکت اسلام زمانہ قدیم کی ظاہر
ہوتی ہے اور یہ کتاب اردو زبان حال
آجکل کے محاورے کے موافق
ترجمہ ہوئی ہے ۔

اِنفنہ کتاب عربی زبان مین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تصنیف سے ہے اسمین صحابہ اور تابعین کے فروعی مسائل مین مختلف ہونے کے اسباب ظاہر کیے ہین اور اُن اختلاف کی سات صورتین بھی بیان کی ہین اور پھر صحابہ اور تابعین کے بعد کتابون کے لکھنے کا الہام اور ائمہ مجتہدین کا حال اور محدثون کا ذکر اور علمائے محققین کے فقہ اور حدیث کے اختیار کرنے کا اظہار اور فریقین کو افراط و تفریط سے احتراز کرنے کی انتباہ اور فقہا کا بُرا کہنے والا گنہگار اور دو صدی کے پیچھے بعد مذہب معین کی پابندی کا وجوب اور مجتہد کے اقسام اور مذہب مجتہدین کی پابندی اللہ تعالی کا اسرار تقلید کے پھیلنے کی وجوہات وغیرہ وغیرہ بہت کچھ لکھی ہین جسکو ہم نے مجملاً بیان کیا ہے شاہ صاحب نے اس کتاب کو بطور محاکمہ اور انصاف کے لکھا ہے (اور ہر دو فریق کے نزدیک معتبر ہے) اسیوجہ سے اسکا نام انصاف رکھا گیا ہے۔

چونکہ آجکل ہر شہر و امصار اور کوچہ و بازار اور خاص و عام مین دربارۂ تقلید وہ شور و فساد ہے کہ جسکی حد نہین اسوقت مین اس کتاب کا شائع کرنا بہت مناسب معلوم ہوا لیکن بسبب عربی زبان ہونے کے ہمارے اہل ملک شاہ صاحب کے کلام سے اچھی طرح مستفید نہین ہو سکتے تھے لہذا مطبع نے اسکا ترجمہ اردو زبان مین فاضل نامور مولانا محمد احسن صاحب مدظلہ سے کرایا اور اُسکا نام کشاف رکھا اور دو کالم کرکے ایک مین اصل عبارت اور دوسرے مین ترجمہ بامحاورہ لکھا اور بہت صحت کے ساتھ مطبع نے باہتمام خاص طبع کرکے پیشکش ناظرین کیا ہمین امید ہے کہ شائقین بہت شوق سے ملاحظہ کرینگے اور اپنی مراد دلی پائینگے۔

قیمت فی جلد ۸

اعلان

چونکہ اس کتاب کے ترجمہ مین ایک رقم کثیر صرف ہوئی ہے اسواسطے جملہ حقوق اس کتاب کے بذریعہ رجسٹری محفوظ ہین کوئی شخص اس کے طبع کا مجاز نہین ہے۔

العبد

محمد عبد الاحد مالک و مہتمم مطبع مجتبائی دہلی ماہ مئی ۱۸۹۱ء